

Hay tu he meri manzil by Meerab Hayat

<https://famousurdunovels.blogspot.com/>

# ہے تو ہی میری منزل



میراب حیات

<http://primenovels.blogspot.com/>

# ہے تو ہی میری منزل

## تحریر: میرب حیات

(مکمل ناول)

"لو ازیسٹ آف ٹائم۔" منہ کو ٹیڑھا کر کے اس نے ان دونوں کے حسب توقع جواب دیا۔ رعنائے اسکے جواب پر اس انداز میں گردن ہلائی تھی جیسے کہنا چاہ رہی ہو، "اسکا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ جبکہ" واٹ ازلو؟" پوچھنے والی مریم نے لاروش نیازی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا جواب بے نیاز بنی اپنے سامنے رکھی چپس کی پلیٹ میں سے چپس اٹھا اٹھا کر دانتوں سے کتر رہی تھی۔۔

"بھوکی۔۔ ندیدی، مہمان میں ہوں اور چپس سے تم انصاف کر رہی ہو۔۔؟ اگر ان بڑے بڑے دیدوں میں کچھ شرم باقی ہے تو لاؤ اب مجھے بھی موقع دے دو۔۔" اسکے سامنے سے پلیٹ جھپٹتے ہوئے مریم نے اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ رعنائے اسکے حق میں زور و شور سے گردن ہلائی تھی۔۔ ان دونوں کے یوں یک جان دو قالب ہو جانے پر لاروش نے اپنی سرمئی آنکھیں تقریباً پھاڑتے ہوئے ان دونوں پر دھاوا بولا تھا۔۔



"اوہیلو میڈم.. روز روز آنے والے کو مہمان نہیں کہتے.. ہر دوسرے دن بعد تو تم ہمارے گھر آ جاتی ہو، اب کیا روز روز تمہارے سامنے لوازمات پیش کریں ہم.. اور بے شرمی کی بھی خوب کہی، میں بے شرم.. اور تم دونوں..؟؟ ہر وقت عشق محبت کی باتیں کر کر کے میرا دماغ خالی کرتی رہتی ہو.. بہتر یہ ہے کہ میرا دماغ چاٹنے کی بجائے گھر جا کر تھوڑا شہد چاٹ لو.. تاکہ تمہارا یہ باجے کی طرح پھٹا سپیکر کچھ بہتر ہو.. "سردی کے باعث مریم کی بھاری ہوتی آواز پر چوٹ کرتے ہوئے آخر میں وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی.. رعنا نے حیرت سے اسکی چلتی زبان کو دیکھا جبکہ مریم نے ناک پر سے مکھی اڑانے والے انداز میں سر جھٹکا تھا..

"جسکا دماغ آلریڈی خالی ہو، اسکے لیے ہم صرف ہدایت کی دعا ہی کر سکتے ہیں.. باقی ہمارا ٹیسٹ ابھی اتنا بھی خراب نہیں ہوا کہ تمہارا پھپھوند لگا دماغ چاٹیں.. "ایک کے بعد ایک چپس منہ میں رکھتے ہوئے اس نے لاروش نیازی کو چڑایا تھا.. مریم کے چٹ پٹے جواب پر لاروش کا کھلتا منہ دیکھ رعنا نے بے ساختہ قہقہہ لگایا..

"اب تم مجھ پر ہنس لو.. ارے میں پوچھتی ہوں کیسی کزن ہو تم جو میری عزت افزائی پر اپنے ان پیانو بجاتے دانتوں کی یوں کھلے عام نمائش کروا رہی ہو.. "اس نے رعنا کو اوپر نیچے، ٹیڑھے میڑھے دانتوں پر چوٹ کی جبکہ رعنا نے اسکی دہائی پر اپنے ہونٹوں پر یوں ہاتھ رکھ لیا جیسے اپنے دانتوں کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہو.. اب ہنسنے کی باری مریم اور لاروش کی تھی.. دونوں کھلکھلا کر ہنسی

تھیں آخر میں رعنا کی ہنسی بھی انکی ہنسی میں شامل ہو گئی.. رعنا نیازی اور لاروش نیازی دونوں آپس میں کزنز بھی تھیں، اور بچپن سے ہی ان میں گہری دوستی بھی تھی.. جبکہ مریم خان سے انکی دوستی کچھ زیادہ پرانی نہیں تھی مگر اسکے باوجود ان تینوں کی آپس میں خوب گاڑھی چھنتی تھی.. اب بھی وہ تینوں اکٹھی مل بیٹھیں تو مریم نے ہمیشہ کی طرح اپنا پسندیدہ ٹاپک "محبت" چھیڑ دیا تھا جس پر لاروش نیازی ہمیشہ کی طرح چڑ گئی تھی..

☆☆☆☆☆☆☆☆

صوفے پر دھنس کر بیٹھی وہ ہاتھ میں پکڑے پین کور جسٹر پر چلانے کی بجائے اپنی مومی انگلیوں میں گھما رہی تھی.. اسے بار بار مریم اور رعنا پر غصہ پر آ رہا تھا جو اسے یہاں پھنسا کر خود جانے کہاں چلی گئی تھیں.. تبھی اسکی نظر قریب آتے زین نیازی پر پڑی... لاروش نے فوراً اسے پہلے اپنی نظریں رجسٹر پر جمائی تھیں اور ہاتھ میں پکڑے پین کو جلدی جلدی رجسٹر پر گھسیٹی ہوئی خود کو پڑھا کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتی، یقیناً وہ اپنے سر پر کھڑے زین نیازی کو چکما دینے کے چکروں میں تھی مگر اسے بے وقوف بنانا اتنا آسان نہ تھا کیونکہ وہ اسکی میتھس میں کمزوری سے بخوبی واقف تھا. سو ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے جھکا تھا اور اسکے ہاتھ سے رجسٹر لیتے ہوئے، صفحے پر حل ہوئے سوال کو دیکھنے لگا.. لاروش نے اپنی باقاعدہ کپکپاتی انگلیوں کو بھیج کر انکی لرزش پر قابو پانے کی کوشش کی تھی.. جوں جوں اسکی نظریں صفحے پر پھسل رہی تھیں، اسکی کشادہ



پیشانی کی سلوٹوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس نے لاروش کو سخت چتونوں سے گھورا۔ اسکے تاثرات کا جائزہ لیتی لاروش نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں۔

"گھنٹہ ہو چکا ہے اور تم سے ابھی تک ایک سوال بھی حل نہیں ہوا۔؟" چبا چبا کر بولتا وہ اسے ہکلا نے پر مجبور کر گیا تھا۔ ابھی دس منٹ پہلے ہی تو اسے یہ سوال حل کرنے کا کہہ کر وہ کچن میں چائے پینے گیا تھا اور اب وہ اسکے سر پر کھڑا گھنٹے کا مرثدہ سنار ہا تھا۔

"م۔۔ مگر زین بھائی۔۔ ابھی تو آپ گئے تھے۔۔ پانچ منٹ میں سوال تھوڑی حل ہوتا۔۔" وہ منمنائی۔۔ "جنہوں نے کرنا ہوتا ہے ناں محترمہ، وہ دو منٹ میں حل کر لیتے ہیں۔۔ اب زرا دماغ پر زور ڈالو اور جو میں سمجھا رہا ہوں اس پر ٹھیک سے توجہ دینا۔۔" اسکے پہلو میں بیٹھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے

بولا۔۔ "ڈارک نائٹ" کی خوشبو نے لاروش نیازی کو بے چین کیا وہ کھسک کر زرا دور ہوئی اور پوری دلجمعی سے رجسٹر پر نظر جمائی تھی، زین احمر نیازی کا سفید سرخی مائل ہاتھ بڑی تیزی سے رجسٹر پر موتی بکھیر رہا تھا۔ گرے شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ مکمل طور پر مسئلہ فینٹا غورث اسے

سمجھانے کی سعی کر رہا تھا۔ کلائی پر چمکتے سیاہ بال اسکی وجاہت میں اضافہ کر رہے تھے مگر اسکی ڈیشننگ پر سنیلٹی سے بے پرواہ لاروش شہر و زنیازی غائب دماغی سے ہوں ہاں کر رہی تھی۔ زین احمر کے ڈر کی بدولت سب کچھ اسکے سر سے گزر تا جا رہا تھا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد اسے اس اذیت بھری قید

سے آزاد کر کے وہ واپس آفس چلا گیا تھا۔ جبکہ اپنے دکھتے سر کو مسلتے ہوئے لاروش شہر وز نے مریم اور رعنا کی حالت خراب کرنے کا سوچا۔



"او کے ناؤ بی سیریس.. "لاروش کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے مریم نے سنجیدہ سی شکل بنائی تھی۔ دونوں اس کی طرف ہمہ تن گوش ہوئیں...

"تمہیں محبت سے کیا مسئلہ ہے؟

"مجھے ہر فضول کام سے مسئلہ ہے.. اور محبت سے بڑھ کر کوئی اور فضول کام ہو ہی نہیں سکتا.. سو بس.."

"ایک منٹ، محبت کوئی کام نہیں ہے، محبت تو ایک احساس ہے جو جب دل میں اترتا ہے تو انسان کو کچھ خبر نہیں رہتی، سمجھی مس بوئگی؟" مدلل انداز میں بولتی وہ لاروش نیازی کو تپا گئی تھی..

"اسی لیے میں تم سے اس ٹاپک پر بات نہیں کرتی، تم بڑی اماؤں کی طرح مجھے دلائل دینے بیٹھ جاتی ہو.. بس میں نے کہہ دیا کہ محبت فضول ہے تو بس ہے۔" خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی رعنا نے اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ جما کر ایک اچھی سامعہ بننے کی کوشش کی تھی..

"لو دیکھو بھلا رعنا.. اب اسکے پاس کوئی جواب نہیں ہے تو یہ چرنا شروع ہو گئی ہے.. "لاروش کی ضد سے زچ ہوتے ہوئے اس نے رعنا کو بیچ میں گھسیٹا تھا..



"یار اسے چھوڑو مریم... اسکا دماغ الٹا ہے اور بقول تمہارے، خالی بھی ہے.. جب اسکو ہوگی

نہ.. تب پتہ چلے گا اسے کہ محبت نام کس چیز کا ہے.. "اسکے جواب کی منتظر لاروش کو دیکھتے ہوئے اس نے مریم کو سمجھایا تھا۔ جبکہ حسب توقع اپنے سے مخالف جواب پا کر لاروش نے ان دونوں کو گھورا تھا۔

"یاروشی.. ہمیں ایسے دیکھنے کی بجائے تم کسی ہینڈ سم کو ان قاتلانہ نظروں سے دیکھ لو تو وہ پکا تمہارا عاشق ہو جائیگا۔" رعنا کو آنکھ مارتے ہوئے مریم نے اسے چھیڑا.. لاروش نے پتے ہوئے پاس پڑے کشن ان دونوں کو مارنے کے لیے پھرتی سے اٹھائے تھے مگر وہ دونوں اس سے بھی زیادہ پھرتی سے اٹھی تھیں اور بیڈ سے قالین پر چھلانگ لگاتے ہوئے کمرے کے بند دروازے کی طرف دوڑی تھیں، کہ وہ جانتی تھیں کہ اب ان دونوں کی خیر نہیں.. لاروش نے تاک کر نشانہ لگایا تھا مگر وائے افسوس کہ کشن رعنا کو لگنے کی بجائے دروازہ کھول کر اندر آتی نفیسہ نیازی کے عین سر پر جا کر لگا تھا.. "ام.. امی....." لاروش کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی تھی۔ جبکہ نفیسہ بیگم کو کشن لگتا دیکھ، لاروش کی بننے والی درگت کا سوچ کر ان دونوں نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں.. اور تمہارا بچپنا کب ختم ہو گا لاروش؟" کمرے کی ابتر حالت دیکھ وہ اپنے مزاج کے خلاف قدرے سخت لہجے میں بولی تھیں..

"سو.. سوری امی.. یہ میں نے اکیلے نہیں کیا.. یہ دونوں برابر کی حصے دار ہیں۔" اپنی صفائی دیتے

ہوئے اس نے دانت کچکچاتے ہوئے ان دونوں کو بھی مورد الزام ٹھہرایا تھا جو نظریں جھکائے، ہاتھ لٹکا کر کھڑی شرافت کی عملی تصویر لگ رہی تھیں.. نفیسہ بیگم نے انہیں سرزنش کرتی نظروں سے دیکھا تھا..

"چچی جان میں نے تو سچی اسے کچھ بھی نہیں کہا.. "رعنا نے اپنی صفائی دیتے ہوئے لاروش کو مزید چڑایا تھا کہ جانتی تھی وہ نفیسہ بیگم کے سامنے کچھ نہیں بولے گی.. اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مریم نے بھی بھرپور حصہ لیا..

"رعنا بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے آنٹی، ہم دونوں تو بس اسکو یہ کہہ رہے تھے کہ زین بھائی سے میتھس کے امپورٹنٹ کو لنسچنز سمجھ لے.. کل اسکا میتھس کا ٹیسٹ ہے۔ مگر بس.. زین بھائی کے نام پر یہ چڑ گئی.. منع کر رہی تھی کہ ان سے بالکل نہیں پڑھے گی.. ہم تو آپکے پاس ہی آرہے تھے کہ اس نے پیچھے سے ہم پر کشنز کی برسات شروع کر دی.. "اپنی آنکھوں کو معصومیت سے پٹیٹاتے ہوئے مریم نے صحیح معنوں میں لاروش کی جان عذاب میں ڈالی تھی جبکہ اسکی اس جواب حاضری پر رعنا نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے داد دی.. جبکہ ان دونوں کی غداری پر ہکا بکا کھڑی لاروش سر کو نفی میں ہلانے کے قابل بھی نہ رہی.. زین نیازی کی موجودگی سے ویسے بھی اسکی جان جاتی تھی..



"لاروش.. ابھی اپنی بک لو اور زین کے پاس جا کر ٹیسٹ کی تیاری کرو.. چلو جلدی شاباش." نفیسہ بیگم نے اسے حسب توقع آرڈر دیا تھا.

"مگر امی.. مجھے زین بھائی سے نہیں پڑھنا." وہ منمنائی.

"کوئی اگر مگر نہیں.. جلدی کرو ورنہ اسے یہیں بھیج دوں گی.. "نفیسہ بیگم نے اسے تنبیہ کی. منہ

بسورتے ہوئے اس نے اپنا کالج بیگ اٹھاتے ہوئے لاؤنج کی طرف قدم بڑھائے تھے جہاں زین نیازی (بقول اسکے مسٹر جلااد) پہلے سے ہی براجمان تھا.. جبکہ اسکو پھنسا کر رونا اور مریم نودو گیارہ ہو چکی تھیں..



"تمہاری احسان فراموشی پر میرا صدقے واری جانے کو دل کر رہا ہے.. ایک تو ہم نے تمہارا بھلا کیا اور بجائے شکر گزار ہونے کے تم ہم پر ہی غصہ نکال رہی ہو.. "اگلے دن کالج میں فری پیریڈ ملتے ہی وہ ان دونوں کے سر پر جا کھڑی ہوئی جو بڑے مزے سے کینیٹین میں بیٹھی منہ چلا رہی تھیں. رعنا سے تو خیر وہ تائی کے پورشن میں جا کر ہی دو دو ہاتھ کر چکی تھی مگر یہاں مقابل مریم تھی جو سامنے والے کو تپانے میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی. اب بھی لاروش کے دھاوا بولنے پر آخر میں زچ ہوتے

ہوئے اس نے ہی اسے کرار اساجواب دیا تھا. اسکے لفظ "احسان فراموشی" پر لاروش شہر وز نیازی نے اپنی سرمئی آنکھیں خطرناک حد تک کھول لیں جبکہ اسکے یوں آنکھیں پھیلانے پر رعنا نے چہرہ

نیچے کر کے اپنی بے ساختہ امڈنے والی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کی البتہ مریم ہنوز اسکی طرف متوجہ تھی ..

"کون سا احسانِ عظیم کیا ہے تم نے مجھ پر..؟ بتاؤ نہ زرا.." تیسری چیئر پر بیٹھتے ہوئے وہ میدان میں اتری.

"پانچ گھنٹے تک وہ ہلا کو خان میرے دماغ کا قورمہ بناتے رہے اور تم بات کر رہی ہو احسان کی..؟ محترمہ اگر بھلائی کا اتنا ہی شوق ہے تو خود پڑھ لیا کرو ان سے.. مجھے پھنسانے کی ضرورت نہیں ہے" ..

تیکھے لہجے میں بولتی ہوئی وہ مبالغہ آرائی کی حد کر گئی تھی دو گھنٹوں کو پانچ گھنٹوں کا نام دیتے ہوئے اس نے بالکل پرواہ نہیں کی تھی. جہاں وہ مریم کو زین احمر سے پڑھنے کے مشورے سے نواز رہی تھی وہیں اسکے زین احمر کو "ہلا کو خان" کہنے پر رعنائے اسے گھورا تھا. جبکہ رعنائے گھورنے پر وہ سٹیٹائی ..

"ایسے گھورومت .. تمہیں بھی پتہ ہے وہ کتنے جلاد ہیں.." اس نے اپنی صفائی دی.

"ہاں تو اسکا کیا مطلب ہے تم میرے سامنے میرے ہی بھائی کی تعریف میں ایسے الفاظ استعمال کرو گی..؟" اسے مصنوعی خفگی سے دیکھتی رعنابولی تھی جس پر لاروش نے صرف سر جھٹکنے پر اکتفا کیا.



"اچھا چھوڑو یہ سب.. وہ دیکھو، وہاں.. وہاں فوراً تمہیں ٹیبل پر.. "مریم نے ان دونوں کو زرا فاصلے پر بیٹھے دو لڑکوں کی طرف متوجہ کیا جن میں سے ایک لڑکا دل و جان سے انکی طرف ہی متوجہ تھا۔

"ہاں تو.. کیا ہے..؟" لاروش نے اس جانب دیکھنے کے بعد بے زاری سے اس سے استفسار کیا..

"تو کیا..؟؟ تمہارا عاشق ہے یہ.. اور تم ایسے انجان بن رہی ہو جیسے تمہیں خبر ہی نہیں۔" مریم نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں معنی خیزی سے گھمائی تھیں.. وہ پوری کی پوری اچھل پڑی..

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے.. پتہ نہیں کس لفنگے کو میرا عاشق بنا رہی ہو، میں نے تو آج سے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا۔" لاروش نے ایک بار پھر اس لڑکے کو دیکھا تھا اور غور سے دیکھنے کے بعد مریم کو جواب دیا۔

"میڈم دو ماہ ہو چکے ہیں تمہیں کالج جوائن کیے اور یہ لڑکا پہلے دن سے ہمیں فالو کر رہا ہے.. اسکا کیا مطلب ہے؟"

"میرا خیال ہے مجھ اکیلی نے یہ کالج جوائن نہیں کیا.. تم دونوں بھی میرے ساتھ ہی اس کالج آئی ہو.. مے بی تمہاری ان چُندی چُندی آنکھوں میں ڈوب گیا ہو وہ بلیک مین.. "اس لڑکے کی سانولی رنگت پر چوٹ کرتے ہوئے اس نے مریم کو نیچ میں گھسیٹا تھا۔ رعنا نے زور و شور سے گردن ہلائی..

"ہائے.. ہماری ایسی قسمت کہاں.."

تمہارے ان بڑے بڑے دلکش ڈیلوں کو دیکھنے کے بعد مجھ بے چاری دکھاری کی یہ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں کون ڈوبے گا۔" مریم نے آہ بھری تھی جبکہ اسکے اس مظلومانہ انداز پر ان دونوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی کیونکہ وہ لڑکا انکی جانب ہی متوجہ تھا۔

"وشی مجھے لگ رہا ہے مریم ٹھیک کہہ رہی ہے۔ وہ دیکھو ابھی بھی تمہیں ہی دیکھ رہا ہے۔" رعنا نے بھی اپنا فرض ادا کیا۔ لاروش نے چڑ کر تیسری بار اس لڑکے کو دیکھا جو دو ماہ بعد، لاروش کے اپنی جانب تیسری مرتبہ متوجہ ہونے پر مسکرایا تھا۔ وہ سرتاپیر سلگ گئی۔

"خبیث،، لو فر انسان۔ کیسے گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔" چبا چبا کر بولتی وہ ان دونوں کو ہنسنے پر مجبور کر گئی تھی۔ وہ دونوں اسکی حالت سے خوب لطف اندوز ہو رہی تھیں جو غصے سے لال پیلی ہوئی جارہی تھی۔

"تم دونوں اپنے دانتوں کی نمائش کروانا بند کرو گی اب۔؟" تپ کر اس نے کھی کھی کرتی رعنا اور مریم کو گھورا۔

"یار ویسے لڑکا برا نہیں ہے۔۔ ہی لکس ڈیشننگ۔۔، ہیئر کٹ دیکھو اسکا۔۔۔ اُفف کتنا سٹ کر رہا ہے اس پر۔۔ اللہ جی۔۔ کیا لگ رہا ہے۔ قسم سے اگر یہ مجھے آفر کرائے نہ تو میں تو سوچنے کا وقت بھی نہ لوں۔" مریم کی زبان کسی صورت رکنے کو تیار نہ تھی۔ وہ فل موڈ میں تھی مگر مقابل بھی رعنا اور لاروش تھیں جو اسکی ڈرامے بازی سے زرا متاثر نہ ہوئیں۔

"اگر اب تم نے اپنی بکواس بند نہ کی ناں تو آج گھر جاتے ہی زین بھائی کو بتادوں گی.. "لاروش نے اسے دھمکی دی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ زین بھائی کے سمجھانے سے یہ لڑکا پیچھے ہٹے گا، سنسیر لگ رہا ہے.. "رعنا نے سنجیدگی سے اپنے رائے دی۔

"ہاں تو اور کیا.. پکا عاشق لگ رہا ہے.. لاروش اب تو تمہیں محبت ہو کر رہے گی بیٹا.. "مریم بھی کہاں رکنے والی تھی..

"میں زین بھائی کو اس لفنگے کے بارے میں نہیں، تم دونوں کے بارے میں بتاؤنگی کہ تم دونوں مجھے اسکی "طرف راغب کرنے کی کوشش کر رہی ہو.. "لاروش نے آنکھوں سے اس بلیک مین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان دونوں کو وارننگ دی۔ اب گھبرانے کی باری ان دونوں کی تھی۔ پھر کچھ یاد آنے پر مریم نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا تھا۔

"زین بھائی کے سامنے تم سے "زین بھائی" تو ٹھیک سے بولا نہیں جاتا اور بات کر رہی ہوا نہیں ہماری شکایت لگانے کی.. "مریم نے اسے چڑایا جسکی حمایت میں رعنا نے ہمیشہ کی طرح زور و شور سے گردن ہلائی..

"رعنا تم تو بس یونہی رٹوٹوٹے کی طرح یہ دس من کا سر ہلاتی رہا کرو، مرو تم دونوں یہیں.. میں تو جارہی ہوں.. اگر یہاں بیٹھی رہی تو وہ نمونہ آج مجھے نظروں ہی نظروں میں ہضم کر کے رہے گا.. "



اپنا بیگ کندھے پر لٹکاتے ہوئے وہ چباچبا کر بولتی وہاں سے چلی گئی جبکہ رعنا اور مریم اسکے یوں تپ کر چلے جانے پر کھکھلا کر ہنسی تھیں..



لاؤنج میں پڑے صوفوں میں سے ایک پر پاؤں پسار کے بیٹھی وہ انگلش کی بک ہاتھ میں تھامے آنسر کو نسخہ زیاد کر رہی تھی جب وہ شرٹ کے بازو فولڈ کرتا ہوا اسکے سامنے پڑے صوفے پر آکر بیٹھا.. وہ فوراً سے پہلے سیدھی ہو بیٹھی..

"کیسا ہوا ٹیسٹ؟" اسکے چہرے پر نظر جما کر وہ ازلی سنجیدگی سے بولا تھا..

"کک.. کون سا ٹیسٹ؟" اس نے انجان بننے کی ناکام کوشش کی تھی.. اسکے چہرے پر اڑتی ہوائیاں اس کے انجان بننے کا واضح ثبوت دے رہی تھیں..

"میتھس کے ٹیسٹ کی بات کر رہا ہوں، آج ہی تھاناں؟؟" اسکے چہرے پر کچھ کھوجتے ہوئے وہ ایک ایک لفظ چباچبا کر بولتا اسے پریشان کر گیا.. اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پاتے ہوئے لا روش نے لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کی..

"و.. وہ آج.. میتھس والے سرچھٹی پر تھے.. کک.. کل ہو گا ٹیسٹ.. "خود پر جمی زین نیازی کی پوسٹ مارٹم کرتی نظریں اسکا دل دھلارہی تھیں.. آج یقینی طور پر اسکی شامت آنی ہی آنی تھی..

"ٹھیک ہے، رعنا کو بلاؤ..!" اسے کھوجتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے زین نیازی نے حکم نامہ جاری کیا..

"لیک.. لیکن زین بھ.. اس کے اور میرے بحیلٹس تو چیلنج ہیں،

اس کو میرے میتھس کے ٹیچر کی غیر حاضری کا بلکل نہیں پتہ، مم.. میں سچ کہہ رہی ہوں...

میتھس والے سر آج لیبسینٹ تھے.. "اپنی مومی انگلیاں چٹختی ہوئی وہ اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی..

"میں نے کب کہا کہ میں رعنا سے تمہارے ٹیچر کی غیر حاضری کے بارے میں پوچھوں گا.. "زین

احمر نیازی کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال بن گیا.. اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے لاروش کو

شدت سے احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط بول گئی ہے..

"ٹیسٹ دکھاؤ کہاں ہے؟؟ کتنے مارکس آئے ہیں دکھاؤ مجھے.. "اس نے سخت لہجے میں لاروش شہروز

نیازی کو حکم دیا.. وہ باقاعدہ کانپنے لگی..

"میں کہہ رہا ہوں ٹیسٹ دکھاؤ.. "وہ اس کے سر پر آکھڑا ہوا..

"وہ تو میں نے.. میں نے پھاڑ کر.. پھینک دیا.. زین بھائی.. مارکس بہت گندے ملے تھے... "وہ

اب رو دینے کو تھی. زین احمر نے غصے سے اسے گھورا.

"انتہائی بے وقوف لڑکی ہو تم.. اگر ٹھیک نہیں ہوا تھا تو کم از کم مجھے تو دکھا دیتیں.. میں مسٹیکس ہی

کلیر کروا دیتا تمہیں.. "اسکی کم عقلی پر افسوس کرتے ہوئے وہ درشت لہجے میں بولا..

"سو.. سوری زین بھائی.. "اپنے شکر فی لبوں کو دانتوں سے کچلتے ہوئے وہ ڈرتے ڈرتے بولی.. تبھی زین احمر کی نظر اسکے بالائی لب کے کٹاؤ سے زرا اوپر چمکتے سیاہ تل پر پڑی تھی.. شکر فی لبوں سے اوپر وہ چمکتا تل بے حد بھلا لگ رہا تھا ایک پل کو اسکی نظر ساکت ہوئی تھی پھر دوسرے ہی پل وہ نظر پھیر گیا تھا.. اسے میتھس کی بک لانے کا کہہ کر خود وہ صوفے پر ڈھے سا گیا.. تنھن سے چور وجود کو سکون دینے کے لیے اس نے آنکھیں موندی تھیں.. دو خم شدی لبوں کا جوڑا اور ان سے اوپر چمکتا تل اسکی آنکھوں کے پردے پر واضح لہرایا تھا.. زین احمر نے بے چین ہو کر آنکھیں کھول لیں.. پھر سر جھٹک کر سیدھا ہو بیٹھا.. کالج بیگ کندھے پر لٹکائے وہ اسکے مقابل آکر بیٹھ گئی.. زین احمر نے رجسٹر پکڑ کر اپنی خوبصورت ہینڈ رائٹنگ کو صفحے پر بکھیرتے ہوئے اسے سوال سمجھانا شروع کیے تھے.. ناچاہتے ہوئے بھی آج بار بار اسکی نگاہ لا روش نیازی کے اس تل پر اٹک رہی تھی، جو بڑی شان سے اسکی شہابی رنگت پر دمک رہا تھا..



"ٹھیک ہے، رعنا کو بلاؤ..!" اسے کھوجتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے زین نیازی نے حکم نامہ جاری کیا.. "لیک.. لیکن زین بھ.. بھائی.. اسکے اور میرے سبجیکٹس تو چیخ ہیں، اسکو میرے میتھس کے ٹیچر کی غیر حاضری کا بلکل نہیں پتہ، مم.. میں سچ کہہ رہی ہوں... میتھس والے سر آج لیبسینٹ تھے.. "اپنی مومی انگلیاں چٹختی ہوئی وہ اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی..



## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](http://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"میں نے کب کہا کہ میں رعنا سے تمہارے ٹیچر کی غیر حاضری کے بارے میں پوچھوں گا.." زین  
احمر نیازی کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال بُن گیا.. اسکے تاثرات دیکھتے ہوئے لاروش کو  
شدت سے احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط بول گئی ہے..

"ٹیسٹ دکھاؤ کہاں ہے؟؟ کتنے مارکس آئے ہیں دکھاؤ مجھے.." اس نے سخت لہجے میں لاروش شہروز  
نیازی کو حکم دیا.. وہ باقاعدہ کانپنے لگی..

"میں کہہ رہا ہوں ٹیسٹ دکھاؤ.." وہ اسکے سر پر آکھڑا ہوا..

"وہ تو میں نے.. میں نے پھاڑ کر.. پھینک دیا.. زین بھائی.. مارکس بہت گندے ملے تھے..." وہ  
اب رو دینے کو تھی.. زین احمر نے غصے سے اسے گھورا..

"انتہائی بے وقوف لڑکی ہو تم.. اگر ٹھیک نہیں ہوا تھا تو کم از کم مجھے تو دکھا دیتیں.. میں مسٹیکس ہی  
کلئیر کروا دیتا تمہیں.." اسکی کم عقلی پر افسوس کرتے ہوئے وہ درشت لہجے میں بولا..

"سو.. سوری زین بھائی.." اپنے شکر فی لبوں کو دانتوں سے کچلتے ہوئے وہ ڈرتے ڈرتے بولی.. تبھی

زین احمر کی نظر اسکے بالائی لب کے کٹاؤ سے زرا اوپر چمکتے سیاہ تل پر پڑی تھی.. شکر فی لبوں سے

اوپر وہ چمکتا تل بے حد بھلا لگ رہا تھا ایک پل کو اسکی نظر ساکت ہوئی تھی پھر دوسرے ہی پل وہ نظر

پھیر گیا تھا.. اسے میٹھس کی بک لانے کا کہہ کر خود وہ صوفے پر ڈھے سا گیا.. تھکن سے چور وجود کو

سکون دینے کے لیے اس نے آنکھیں موندی تھیں.. دو خم شدہ لبوں کا جوڑا اور بالائی لب کے کٹاؤ سے اوپر چمکتا سیاہ تل، اسکی بند آنکھوں کے پردوں پر واضح طور پر لہرایا تھا.. زین نے بے چین ہو کر اپنی آنکھیں کھول لیں.. تبھی اسکی نظر لاروش پر پڑی تھی جو کانج بیگ کندھے پر لٹکائے، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسی جانب آرہی تھی.. اپنی بدلتی حالت سے گھبرا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا..

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے.. آئی ول ٹیچ یو ٹومارو.." اپنی پیشانی مسلتے ہوئے وہ لاروش سے مخاطب ہوا، جس نے اسکی بات سنتے ہی فرمانبرداری سے اثبات میں سر ہلایا.. اندر ہی اندر اس نے زین احمر سے جان چھوٹ جانے پر خدا کا شکر ادا کیا تھا..



پشت پر بکھرے سیاہ بالوں کو سمیٹتے ہوئے اس نے گرم کمبل خود پر سے ہٹایا تھا اور چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی.. اپنا جائزہ لینے کے بعد وہ فریش ہونے کے لیے واش روم میں گھس گئی.. دسمبر کے ٹھنڈے مہینے میں آج کی صبح قدرے چمکیلی تھی.. اتوار کا دن وہ سو کر گزارتی تھی مگر خلاف معمول آج اسکی آنکھ زرا جلدی کھل گئی تھی.. تقریباً گیارہ بجے کے قریب وہ فریش ہو کر باہر لاؤنج میں آئی تو نفیسہ بیگم کو غیر موجود پا کر کچن میں چلی آئی..

"امی.. امی.. کہاں ہیں آپ..؟" نفیسہ بیگم کو ڈھونڈتی ہوئی وہ کچن میں چلی آئی جہاں وہ تازہ بنایا گیا شیر خورمہ ڈونگوں میں نکال کر فریج میں رکھ رہی تھیں..



"آہا.. شیر خورمہ..! میں تو مزے لے لے کر کھاؤنگی.. "بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے وہ تالی بجا کر بولتی نفیسہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

"پہلے ناشتہ تو کر لو.. پھر کھا لینا شیر خورمہ بھی.. اور اپنی بی جان کی بھی ہوش لے لو.. کتنی بار مجھ سے تمہارا پوچھ چکی ہیں.."

"اوہ.. "نفیسہ بیگم کے سرزنش کرنے پر اسے افسوس ہوا.. واقعی وہ کافی دن سے بی جان سے نہیں ملی تھی..

"ٹھیک ہے پھر میں پہلے اُن سے مل آؤں.. پھر ناشتا کروں گی.. "انکا گال چھوتے ہوئے وہ تائی جان کے پورشن میں جانے کے لیے مڑی تھی.. کیونکہ بی جان یعنی اسکی دادی ماں تائی کے پورشن میں قیام پذیر تھیں۔

"ارے رکو.. انکے لیے یہ شیر خورمہ تو لیتی جاؤ.. تمہیں پتہ تو ہے کہ وہ گرم گرم کھاتی ہیں.. ٹھنڈا لے کر جاؤ گی تو دوبارہ گرم کروائیں گی.. "شیر خورمہ کا ایک ڈونگا اسے پکڑاتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے بولیں.. لاروش نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈونگا ان سے لے لیا پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی لاؤنج کے آخر میں اوپر کی طرف جاتی سیڑھیاں چڑھ کر وہ تائی کے پورشن میں آگئی..

لاؤنج ویران پڑا تھا، وہ سیدھا کچن میں چلی آئی جہاں تائی اماں یقیناً دوپہر کے کھانے کی تیاریوں میں مصروف تھیں.. رعنا میڈم حسب معمول سونے کا شغل فرما رہی تھیں..

"اسلام علیکم تائی اماں.. "ڈونگے کو شیلف پر رکھتے ہوئے اس نے فرحانہ بیگم کو سلام کیا.. اسے وہاں دیکھ وہ شفقت سے مسکرائی تھیں..

"وعلیکم اسلام.. آج یہ چاند بھرے دن میں کیسے نکل آیا.. "اسکے گلاب چہرے کو پیار سے دیکھتے ہوئے انہوں نے مسکراتے لہجے میں استفسار کیا.. انکے "چاند" کہنے پر وہ جھینپ گئی..

"ارے نہیں تائی اماں.. ابھی پچھلے اتوار ہی تو آئی تھی.. "لاروش شہروز نیازی نے انکا شکوہ دور کرنا چاہا تھا..

"اتوار سے لے کر اتوار تک، آٹھ دن ہوتے ہیں بیٹاجی.. "فرحانہ بیگم نے اسے لاجواب کیا.. وہ ہنس پڑی.

"اچھا میری پیاری تائی اماں.. مجھ سے غلطی ہو گئی.. نیکسٹ ٹائم کے لیے میری توبہ.. "کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے وہ لاڈ سے بولی تھی.. انہوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا.. وہ بے ساختہ کھکھلائی... "اوکے تائی اماں اب میں بی جان کے پاس چلتی ہوں..، ابھی تو ان سے بھی میری کلاس لگنی ہے.. " زبان نکالتے ہوئے وہ شرار تاً بولی.. فرحانہ بیگم بے ساختہ ہنس دیں.

کچن سے نکل کر وہ سیدھا بی جان کے روم میں آئی تھی..

"اسلام علیکم بی جانی.. "اپنی ترنگ میں انہیں سلام کرتی وہ کمرے میں موجود زین احمر نیازی کو نہیں دیکھ پائی تھی، اس پر نظر پڑتے ہی لاروش کارنگ متغیر ہوا تھا.. اس نے فوراً سے بازو پہ جھولتا دو بٹہ کندھے پر لٹکایا تھا.. وہ اکثر اسکے لاپرواہ حلیہ پر چوٹ کیا کرتا تھا..

"و علیکم اسلام.. آگئی میری بیٹی رانی کو میری یاد.. "انکے لہجے میں واضح شکوہ تھا، وہ پل میں بے چین ہوئی.. زین کی موجودگی میں وہ بی جان سے لاڈ جتانے میں ہچکچا رہی تھی..

"بی جانی ٹیسٹ ہو رہے ہیں میرے.. بس اسی لیے مصروف تھی.. "لاروش نے انکو نرمی سے جواب دیا البتہ ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں مروڑتے ہوئے وہ کچھ بے چین لگ رہی تھی.. صفیہ بیگم (بی جان) اسکی ہچکچاہٹ کا مطلب سمجھتی تھیں.. تبھی مسکراتے ہوئے زین احمر نیازی کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا.. وہ کنفیوز بیٹھی لاروش پر ایک بھرپور نگاہ ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا..

"اُف.. تھینگ گاڈ بی جانی آپ نے میری مشکل آسان کر دی.. توبہ! پورے ہلا کو خان ہیں، انکے سامنے تو انسان لب بھی نہیں ہلا سکتا.. "افسوس سے گردن ہلاتے ہوئے اس نے انہیں اطلاع دی..

صفیہ بیگم کی نظر دروازے میں ایستادہ زین احمر پر پڑی جو چہرے پر سرخی لیے اپنے لیے اسکے الفاظ سن رہا تھا.. انہوں نے نان سٹاپ بولتی لاروش سے نظر بچا کر اپنی مسکراہٹ روکی جبکہ اب وہ کہہ رہی تھی..



"ہاں تو میں یہ بتا رہی تھی کہ میرے ٹیسٹ ہو رہے تھے بی جانی.. اور پچھلے ایک ہفتے سے اسی سلسلے میں یہ محترم روزانہ پانچ گھنٹے میرے دماغ کی لسی بناتے رہے ہیں.. بس اسی وجہ سے مجھے ٹائم نہیں ملا اور میں آپکے پاس نہیں آپائی.. " ہاتھوں کو افسوس سے ملتے ہوئے وہ مسکینیت سے بولی.. صفیہ بیگم کھل کر مسکرائیں جبکہ انکے یوں مسکرانے پر زین احمر نے خفگی سے انہیں دیکھا.. بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی، وہ اپنی گاڑی کی کیز لینے پلٹا تھا مگر لاروش کے با آواز بلند تبصرے سن کر وہیں رک گیا.. لاروش کی اسکی جانب پشت تھی اسی لیے وہ سکون سے بی جان کو اپنا مسئلہ بتا رہی تھی..

"ہممم.. ٹھیک ہے کچھ علاج کرتے ہیں اُنکا.. میری جان آپ فکر مت کریں.. " وہ معنی خیزی سے مسکراتی ہوئیں زین کو چڑانے کے لیے بولیں..

"ارے کرنا کیا ہے.. بس کسی چڑیل سے انکی شادی کر دیتے ہیں.. وہ خودی سدھار لے گی انکو.. ویسے بھی انکے ساتھ کوئی چڑیل ہی سُوٹ کرے گی، کسی لڑکی سے ہو گئی نہ انکی شادی تو بس.. اس بیچاری کا تو اللہ ہی حافظ ہے.. " پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے وہ انہیں انوکھے مشوروں سے نوازا رہی تھی.. صفیہ بیگم نے بھی قہقہہ لگایا جبکہ دہلیز پہ کھڑا زین احمر ضبط کی حدوں پر تھا..

"اوہ.. " اس نے کچھ یاد آنے پر اپنے سر پر ہاتھ مارا..

"میں آپکے لیے شیر خور مہ لائی ہوں.. ایک منٹ، ابھی لے کر آئی.. " وہ جھٹ کھڑی ہوئی اور جیسے ہی پلٹی.... سامنے کھڑے زین کو دیکھ کر اسکا اوپر کا سانس اوپر، اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا.. چہرہ پل میں لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا..

"اُس بے چاری کا تو پتہ نہیں.. لیکن اب آپکا اللہ ہی حافظ ہے.. " مسکراتے لہجے میں صفیہ بیگم نے بلند سرگوشی کی.. اس نے منمناتے ہوئے صفیہ بیگم کو ملتی نظروں سے دیکھا.. ٹانگیں باقاعدہ لرزنے لگیں.. تبھی وہ چلتے ہوئے اس تک آیا تھا.. ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی تھی اور سائیڈ ٹیبل سے کیز اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا.. وہ بیڈ پر صفیہ بیگم کے پاس بے دم سی گر گئی..

"یہ فاول ہے بی جان.. " انہیں خفگی سے دیکھتے ہوئے وہ پریشان سی بولی.. وہ بے ساختہ مسکرائیں..

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کالج گروئنڈ میں سنگی بینچ پر بیٹھی وہ منہ میں چیونگم چباتے ہوئے ٹانگیں ہلارہی تھی.. اسے رعنا اور مریم کا انتظار تھا جو فری ہوتے ہی اسکے پاس آنے والی تھیں.. وہ اپنے آپ میں مگن گراؤنڈ میں چلتے پھرتے سٹوڈنٹس کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک ایک بھاری مردانہ آواز پر چونک اٹھی..

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں..؟" بینچ کے دوسرے کنارے پر بیٹھنے کی اجازت مانگی گئی تھی.. لاروش نے ایک سرد نگاہ اس لڑکے پر ڈالی.. سانولی رنگت مگر غضب کی ہائٹ اور دلکش نقوش لیے وہ اس دن کینیٹین والا لڑکا ہی تھا.. اس نے بے دلی سے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہی ہو، "بیٹھو یا نہ بیٹھو..

مجھے کیا..!" اس کے اس انداز پر وہ مسکراتے ہوئے اس سے زرا فاصلے پر بیٹھ گیا... اس کے بیٹھتے ہی وہ ایک جھٹکے سی اٹھی تھی اور وہاں سے جانے کو قدم بڑھائے تھے.. اسے یوں اٹھتا دیکھ وہ خود بھی اٹھ کھڑا ہوا..

"ارے.. رکیے تو سہی مس.. ہیلو مس.. میری بات تو سنیں..!" اس کے ہمقدم ہوتے ہوئے وہ دلکش لہجے میں ملتی ہوئی.. لا روش نے بمشکل اپنے ابلتے غصے کو قابو کیا.. اسے اس بلیک مین کی مسکراہٹ ایک آنکھ نہ بھار ہی تھی...  
"آپ سے بات کرنے کیلئے ہی تو میں وہاں بیٹھنے آیا تھا اور آپ جارہی ہیں..!" پر تکلف انداز میں بولتا وہ لا روش نیازی کو حیران کر گیا..

"کیوں..؟؟ کس لیے سنوں آپ کی بات..؟" انتہائی سرد لہجے میں اس نے اس کی گزارش کا جواب دیا تھا..

"ضروری تو نہیں کہ بات کرنے کے لیے کوئی وجہ بھی ہو..!" مہذب انداز میں بولتا وہ، یقیناً لا روش نیازی کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہا تھا..

"اوہیلو مسٹر.. میں ہر ایرے غیرے سے بات نہیں کرتی.. اور بنا کسی سولڈ ریزن کے تو بالکل بھی نہیں، اس لیے بہتر یہی ہو گا کہ اپنا راستہ ناپو..!" کھر درے لہجے میں بولتی وہ اس کی تذلیل کر گئی تھی..



مغیز ہمدانی نے ضبط سے لب بھینچ لیے پھر خود پر قابو پاتے ہوئے زبردستی اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے ایک بار پھر گویا ہوا..

"اجنبیت ختم کرنے کے لیے روابط بڑھانے پڑتے ہیں مس.. آپ ایک بار سوچ کر تو دیکھیں.. مجھ سے بات کر کے یقیناً آپ کو اچھا لگے گا.. ایک بار موقع دے کر تو دیکھیں.. "مسلسل مسکراتے ہوئے وہ معنی خیزی سے بولتا لاروش نیازی کو زہر سے بھی بُرا لگا...

"اچھا.. بڑا غرور ہے تمہیں خود پر..؟" تمسخرانہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے لاروش نے اس پر چوٹ کی..

"اسے غرور نہیں، خود شناسی کہتے ہیں میڈم... "وہ دلکشی سے مسکرایا..

"میں مغیز ہمدانی.. آپ سے فرینڈ شپ کرنا چاہتا ہوں.. بننا چاہیں گی میری دوست..؟ اپنا بھاری ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے وہ جانے کس زعم میں بولا تھا.. وہ بے ساختہ مسکرائی تھی..

"میں.. لاروش شہروز نیازی.. تمہیں واضح لفظوں میں انکار کرتی ہوں.. مجھے تمہاری فرینڈ نہیں

بننا... بی کا زتم جیسے آوارہ لفنگے کے لیے میرے پاس فالتو ٹائم نہیں ہے.. سو آئندہ مجھ سے اس قسم

کی چیپ بات کرنے کے لیے میرے راستے میں مت آنا.. میرا ٹائم بہت قیمتی ہے، میں اسے تم جیسے

فلرٹ انسان کی فضول باتیں سننے میں ویسٹ نہیں کر سکتی.. سمجھے تم مسٹر..!" شہادت کی انگلی سے

اسے وارننگ دیتی وہ اس سے دور ہوتی چلی گئی.. مغیز نے سلگتی نظروں سے لمحہ بالمحہ دور ہوتی

لاروش نیازی کو دیکھا تھا.. یہ اسکی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی تھی جس نے اسے انکار کیا تھا اور نہ اس نے لڑکیوں کو اپنے آگے پیچھے گھومتے ہی دیکھا تھا..

"بہت غلط کیا ہے تم نے مس نک چڑھی..!" غصے سے اسکے بارے میں سوچتا ہوا وہ آگ بگولا ہو رہا تھا...



گہری نیند میں اچانک اسے پیاس محسوس ہوئی تھی.. بند پوٹوں کو کھولتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھی.. آنکھوں کو مسلتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ کو دیکھا جو خالی پڑا اسکا منہ چڑا رہا تھا.. وال کلاک نے رات کے بارہ بجائے تھے.. وہ ہمیشہ جلدی سونے مگر لیٹ اٹھنے کی عادی تھی.. آج رات بھی وہ نو بجتے ہی سو گئی تھی مگر حلق میں اگتے کانٹوں نے اسے جاگنے پر مجبور کر دیا.. وہ جھنجھلاتے ہوئے اٹھی اور اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج سے ہوتی ہوئی کچن میں چلی آئی.. دسمبر کے سرد مہینے میں سردی اپنے عروج پر تھی.. بوتل میں سے پانی.. گلاس میں انڈیتے ہوئے اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا.. لاروش نے پلٹ کر دیکھا.. زین احمر نیازی کچن کے دروازے میں ایستادہ اسے خوشمگس نگاہوں سے گھور رہا تھا.. وہ آج آفس سے واپس آتے آتے لیٹ ہو گیا تھا اپنے پورشن کی طرف جاتے اسکے قدم چچی کے پورشن میں کھٹ پٹ ہونے کے احساس سے رکے تھے... بھاری قدموں سے وہ ادھر چلا آیا مگر لاروش کو دیکھ کر زین کو اسکی بی جان سے کی جانے والی گفتگو یاد آگئی..

"اتنی رات گئے کس خوشی میں جاگ رہی ہو تم..؟" سخت لہجے میں پوچھتا وہ اسے حواس باختہ کر گیا.. ہاتھ میں پکڑ اپانی کا گلاس اسکے ہاتھوں کی گرفت سے چھوٹنے کو تھا وہ جانتی تھی کہ اب وہ اس دن کی بابت اسکی کلاس لے گا..

"وہ.. وہ مم.. میں پانی.. پینے آئی تھی.. " ہاتھ میں پکڑا گلاس اونچا کر کے اسے دکھاتی وہ ڈرتے ڈرتے بولی.. پیٹ کی جیبوں میں انگلیاں پھنسا ئے وہ دو قدم آگے بڑھا تھا..

"میرے سامنے تو انسان لب نہیں ہلا سکتا، پھر یہ جو تمہارے لبوں سے الفاظ نکلے ہیں تو انکا مطلب کیا ہے..؟؟ کیا تم انسان نہیں ہو..؟ یا پھر تم چڑیل ہو..؟ میرا خیال ہے تم چڑیل ہی ہو کیونکہ میرے سامنے انسانوں کی تو زبان تالو سے چپک جاتی ہے..!" سرد لہجے میں بولتا وہ دھیرے دھیرے اسکی طرف بڑھتا اس دن کے حوالے سے اس پر طنز کر رہا تھا.. ڈر کے مارے اسکے کپکپاتے ہاتھوں سے گلاس چھوٹا تھا اور چھنا کے کی آواز سے زمین بوس ہو گیا.. زین احمر اسکے اس قدر خوفزدہ ہو جانے پر چڑ گیا..

"یا وحشت.. کیا مصیبت ہے.. مجھے دیکھ کر ابنارمل کیوں بن جاتی ہو تم.. انسان ہوں میں.. بھوت نہیں.. " اسکے سر پر کھڑا وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا.. لا روش جو اسکو قریب آتا دیکھ سہم کر نظر جھکا چکی تھی.. اسکو اپنے سر پر کھڑا ہوتا دیکھ نظر اٹھانے پر مجبور ہو گئی. زین احمر نے غصے سے اسکی خوفزدہ سرمئی آنکھوں میں اپنی سیاہ دلکش آنکھیں گاڑی تھیں.. اور بس، یہی اس سے خطا ہوئی تھی..



ایک پل..

ایک پل لگا تھا اور اسکا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا..

بڑی بڑی سہمی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اسکی نگاہ راستہ بھول گئی تھی.. ان سرمئی آنکھوں میں پانی کے باعث اسکا عکس جھلملا رہا تھا.. ان خوبصورت آنکھوں سے ہوتے ہوئے اسکی نگاہ چھوٹی سی ستواں ناک پر سے پھسلتی ہوئی شکر فی لبوں سے اوپر اس سیاہ تل پر اٹک گئی.. زین احمر کو حقیقتاً اپنا دل اٹکتا محسوس ہوا.. ایک پل لگا تھا اور سب تباہ ہو گیا تھا..

وہ..

اسکا دل...

اسکے وجود کا ایک ایک حصہ اس لڑکی کا تمنائی ہو گیا تھا، بس ایک لمحے کی تو بات تھی.. محبت اپنا کام کر چکی تھی.. سفید پوشاک پہنے محبت کا خوبصورت وجود انکے گرد رقص کر رہا تھا کہ دلی حالت تو لاروش نیازی کی بھی خراب ہو چکی تھی.. اونچا لمبا خوب رو سا زین احمر پہلی بار اسکے دل کی دھڑکن کسی اور ہی لے پر دھڑکا گیا تھا.. سرخ و سفید رنگت لیے پیشانی پر بکھرے سلکی بال، گھنی سیاہ بھنوں کا جوڑا جو درمیان میں سے ایک دو جے سے ملتا تھا.. روشن سیاہ آنکھیں، کھڑی مغرور ناک جس پر ہر وقت غصہ دھرا رہتا تھا جبکہ باریک خوبصورت لبوں کے اطراف میں ہلکی ہلکی شیو کے ساتھ وہ بے حد وجیہ لگ رہا تھا.. لاروش نیازی کی سانسیں اٹکنے لگی.. دوپٹے سے بے نیاز کھلا کرتا اور جینز پہنے

بالوں کی ڈھیلی ڈھالی پونی بنائے وہ اپنی شہابی رنگت اور خوبصورت نین نقش لیے زین احمر نیازی کے دل کے کورے ایوانوں پر بڑی شان سے چسپاں ہو چکی تھی.. رات کے اس پہر ان دونوں کے بیچ خاموشی تھی مگر اسکے باوجود دونوں کے دل کا شور واضح تھا.. ان دونوں پر انکے دل کی حالت آشکار کرتے ہوئے محبت قمقے لگا رہی تھی.. پیار کے خوشمارنگ انہیں اپنے رنگ میں رنگ رہے تھے..

اپنی کامیابی پر شاداں و فرحاں محبت کی خوشی دیدنی تھی.. اپنے ڈوبتے ابھرتے دل کو سنبھالتے ہوئے وہ تیزی سے پلٹا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا.. جبکہ کسی جادو کے اثر اسٹیجوبنی لا روش نیازی کو بھی ہوش آیا تھا.. دل کی بدلتی کیفیت سے نکلنے کے لیے وہ تیزی سے آگے بڑھی تھی مگر ہائے ری محبت.. اسے ایسا بے گانہ کیا تھا کہ زمین پر بکھرے کانچ سے وہ اپنے پاؤں زخمی کر بیٹھی.. درد سے بے حال ہوتی وہ وہیں بیٹھ کر بے آواز رونے لگی..

دل پر ہونے والا حملہ اتنا اچانک اور اس قدر زور آور تھا کہ پیروں سے رستے خون سے بے پروا وہ بس دل کے لٹنے پر ماتم کناں تھی.. آنکھوں سے گرتے آنسو اسکا چہرہ بھگور رہے تھے..



منظبوط چال چلتے ہوئے زین احمر نیازی اپنے پورشن کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے دل کی بدلتی دنیا سے بری طرح بے چین ہو رہا تھا.. ہر نی جیسی خوفزدہ آنکھیں اسکے دل و دماغ پر نقش ہو گئی تھیں.. اچانک اسکے چلتے قدم رکے تھے، وہ پلٹا تھا اور دوبارہ اسی جانب قدموں کو موڑا تھا جہاں

محبت نے اسکے پورے وجود میں ایک پل میں.. محض ایک لمحے میں گھر کیا تھا۔ وہ اپنا سب کچھ ان سرمئی آنکھوں میں ہار آیا تھا.. اپنا قیمتی دل جس پر اس نے حسین سے حسین لڑکی کو دیکھ کر لاکھوں پہرے بٹھائے تھے.. آج وہ اپنا دل مکمل طور پر لاروش نیازی کے اُس سیاہ تل پر وار آیا تھا.. کچن کی طرف بڑھتے اسکے قدم لڑکھڑاہے تھے مگر خود کو مضبوط کرتے ہوئے اس نے کچن کی دہلیز پر قدم رکھے تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ وہاں واپس کیوں آیا تھا مگر.. سامنے کے منظر نے اسکے اوسان خطا کر دیے تھے.. وہ سرعت سے آگے بڑھا اور گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی لرزتی ہوئی لاروش نیازی کا کندھا ہلایا.. اس نے ایک جھٹکے سے جھکا سر اوپر اٹھایا..

بھگی آنکھیں بہت سارو چکنے کی چغلی کھا رہی تھیں.. سردی کے باعث ہولے ہولے لرزتی ہوئی وہ تکلیف سے لب دبائے ہوئے تھی۔

"یہ کیا کر لیا بے وقوف لڑکی.. چلو اٹھو فوراً..." اسے کندھوں سے تھام کر کھڑا کرتے ہوئے وہ اسکے لہو لہان پاؤں دیکھ کر تاسف سے بولا.. کھڑے ہوتے ہی اسکی مارے درد کے چیخیں نکل گئیں.. یقیناً پیروں میں کانچ موجود تھا.. زین کے لمس نے اسے پیروں میں اٹھتی ٹیسوں کا احساس دلادیا.. بے اختیار اسکے لبوں سے چیخیں نکلی تھیں، جنکی آواز سن کر نماز تہجد کے لیے اٹھتی نفیسہ بیگم دوڑتی ہوئی وہاں آئی تھیں.. انکے آنے سے پہلے ہی زین نے بنا وقت ضائع کیے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا اور تیزی سے اسکے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ اس افتاد پر پریشان ہوتی، دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے



بوکھلائی بوکھلائی نفیسہ بیگم زین کے پیچھے پیچھے لاروش کے کمرے میں چلی آئیں.. اسے بیڈ پر لیٹاتے ہوئے وہ سرعت سے پلٹا تھا اور کچن سے جا کر فرسٹ ایڈ باکس لے آیا.. لاروش نیازی کے لہو لہان پاؤں دیکھتے ہوئے نفیسہ بیگم اسکی تکلیف محسوس کر کے رو پڑیں.. وہ درد کے مارے بری طرح تڑپ رہی تھی.. زین نے بنا وقت ضائع کیے اسکی نرم و نازک گلابی ایڑھیوں سے کانچ نکالنے کے بعد ڈریسنگ کی تھی، اور دوپین کلرز نکال کر اسے زبردستی کھلائی تھیں جس نے رورو کر اپنا حال خراب کر لیا تھا.. جبکہ لاروش کے پاس بیٹھیں، اسکے بال کبھی ہاتھ سہلاتی ہوئی نفیسہ بیگم خود بھی رورہی تھیں..

زین احمر نے مختصر الفاظ میں انہیں ساری بات بتادی، وہ سر ہلانے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی تھیں کہ جانتی تھیں کہ انکی بیٹی میں کس قدر بچپنا ہے.. تھوڑی دیر بعد زین اوپر جا کر رونا کو بھی اٹھالایا.. وہ بھی پریشان ہو چکی تھی.. نفیسہ بیگم اسکے لیے ہلدی والا دودھ لینے چلی گئیں تو زین احمر بھی رونا کو اسکا خیال رکھنے کی تاکید کرتا اپنے کمرے میں چلا آیا.. اسکا تکلیف سے زرد پڑتا چہرہ بار بار اسکے تصور میں آکر اسے پریشان کر رہا تھا.. وہ ساری رات اس نے لاروش نیازی کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے جاگ کر گزاری تھی جبکہ دوسری جانب لاروش نیازی نے بھی ساری رات آنکھوں میں کاٹی تھی.



سراج احمد نیازی کی وفات کے بعد صفیہ بیگم نے اپنے دونوں بیٹوں کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر سراج احمد نیازی کے خاندانی بزنس کو سنبھالنے کی ترغیب دی تھی۔۔ دونوں بیٹوں میں ایک سال کی چھوٹ بڑائی تھی۔ احمر، شہروز سے ایک سال بڑا تھا مگر دونوں میں دوستی ٹوٹنے سے بھی بڑھ کر تھی۔ جس یونیورسٹی سے انہوں نے تعلیم حاصل کی تھی ہیں ان دونوں کی ملاقات نفیسہ اور فرحانہ سے ہوئی تھی دونوں آپس میں گہری دوست تھیں بس یوں وہ دونوں سہیلیاں ان دونوں بھائیوں کی پسند سے انکی زندگیوں میں شامل ہو گئیں۔۔ زندگی بہت مطمئن سی گزر رہی تھی۔۔ دونوں بھائیوں کے پیار میں شادی کے بعد بھی کوئی کمی نہ آئی تھی۔۔ صفیہ بیگم نے بھی اولاد کی پسند پر کوئی اعتراض کیے بنا دونوں بہوؤں کو کھلے دل سے قبول کیا تھا مگر پھر بھی حفاظتی بندھ کے طور پر دونوں بہوؤں کے پورشنز الگ کر دیے تھے۔۔ شادی کے ایک سال بعد احمر کے ہاں زین کی پیدائش اور پھر دو سال بعد رعنا کی پیدائش نے انکے چھوٹے سے گھر میں خوشیوں کے پھول کھلا دیے تھے۔۔ شہروز تاحال اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ نفیسہ خود بھی اولاد کی کمی کو شدت سے محسوس کرتی تھیں مگر اللہ کے فیصلے کے سامنے مجبور تھیں۔۔ ایسے میں فرحانہ بیگم دل بڑا کر کے اپنے بچوں کو انکی گود میں ہی چھوڑے رکھتیں۔۔ آخر انکی دعائیں رنگ لائیں اور شادی کے پانچ سال بعد اللہ نے انہیں بیٹی جیسی رحمت سے نوازا۔۔ لاروش کا نام شہروز نیازی نے خود رکھا تھا۔۔ دونوں گھرانوں کی محبت مثالی تھی۔۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بچے بڑے ہو رہے تھے۔۔ مزید اولاد نہ ہونے کی وجہ سے نفیسہ بیگم

اپنی ساری محبتیں لاروش نیازی پر لٹا رہی تھیں۔۔ گھر کے حالات تو اپنے ڈگر پر چل رہے تھے مگر آفس کے حالات تب بدلے جب احمر نے کاروباری معاملات میں لا پرواہی برتنا شروع کی۔۔ اس وقت زین تیرہ اور رعنا گیارہ سال کی تھی۔۔ جبکہ لاروش محض نو سال کی تھی۔ احمر نے بزنس ایکسپینڈ کرنے کے لیے اونچی پارٹیوں سے تعلقات بڑھانا شروع کر دیے تھے جو جتنی اونچی پارٹیاں تھیں وہ اتنی ہی پستی میں گری ہوئی تھیں۔۔ ان پستیوں میں احمر کو اترنے سے روکنے کے لیے شہر وز نے ہتھیرے پاڑے بیلے مگر وہ اس میں کامیاب نہیں رہا تھا۔۔ جوان ہوتے زین نیازی کو بھی کافی حد تک باپ کی سرگرمیوں کی خبر ہونے لگی تو وہ چڑچڑا ہونے لگا۔۔ فرحانہ بیگم خود بھی منہ چھپا چھپا کر روتیں اور اپنے آنسوؤں سے اپنے بچوں کو بھی تکلیف سے دوچار کر دیتیں۔ وہ چاہنے کے باوجود اپنی اندرونی کیفیت گھروالوں سے چھپا نہیں پارہی تھیں۔۔ احمر نے گھر آنا کافی کم کر دیا تھا۔۔ انکی اکثر راتیں ریڈلائٹ ایریاز میں گزرتی تھیں۔ وہ بھی ایسی ہی ایک رات تھی جب آفس سے نکلتے شہر وز کو احمر کی کال آئی تھی۔۔ وہ کسی ریڈلائٹ ایریاز میں تھا جہاں دینے کے لیے اسکے پاس پیسے نہیں تھے اور بات ہاتھ پائی تک جا پہنچی تھی۔۔ بھائی کی محبت میں چور شہر وز نیازی وہاں گئے تھے مگر وہاں کے حالات احمر کے نشے میں دھت ہونے کے باعث بہت بگڑ چکے تھے۔۔ بھائی کی جنگ لڑتے لڑتے شہر وز اپنی جان کی بازی بھی ہار گئے۔۔ دونوں بھائیوں کی جوان موت پر گھر میں کہرام مچ گیا۔۔ صفیہ بیگم کو شدید اٹیک ہوا تھا اور وہ چلنے پھرنے سے محتاج ہو گئیں جبکہ نفیسہ اور فرحانہ دونوں کی حالت



قابل رحم تھی.. دونوں بچیاں چھوٹی ہونے کے باعث اپنے عظیم نقصان سے بے خبر بس اپنے بابا کے اللہ میاں کے پاس چلے جانے پر رو رہی تھیں البتہ تیرہ سالہ زین احمر نیازی خاموش کھڑا ایک ٹک اپنے باپ کے بے جان چہرے کا تک رہا تھا..

بہت سی یادیں.. بہت سے پیار بھرے لمحے اسکے ذہن کے پردوں پر لہرا رہے تھے وہ تمام لمحے جو اس نے اپنے موسٹ ہینڈ سم.. موسٹ انٹیلیجنٹ اینڈ دی موسٹ سوفٹ ہارڈ بابا کے ساتھ گزارے تھے. آنکھوں میں مچلتے آنسو رخساروں پر پھسلنے کو بے تاب ہو رہے تھے مگر کچھ لمحے ایسے بھی تھے جو ان پیار بھرے لمحوں پر بھاری پڑ رہے تھے اور یہ وہ لمحے تھے جو اس نے اپنی ماں کے آنسو پونچھنے میں صرف کیے تھے.. روشن سیاہ آنکھوں میں اٹھنے والے آنسوؤں کو زین نیازی نے حلق میں اتار لیا.. اور بس.. تبھی سے وہ جیسے خود سے دس سال بڑا ہو گیا تھا.. تیرہ سالہ زین نیازی تیس سالہ جو ان کی طرح سوچنے لگا. کچھ اسکا قد کاٹھ بھی اپنی عمر سے بڑے لڑکوں جیسا تھا. اپنی تعلیم کو اس نے رات کے لیے مختص کر کے خود کو بزنس کی دنیا میں گم کر لیا تھا.. وہ نہ صرف بزنس

ڈیویلپمنٹ کے بارے میں سوچنے لگا تھا بلکہ محنتی سٹاف کی مدد سے بزنس کی گرتی ساکھ کو سنبھالنے کی بھی عملی کوشش کی تھی.. شومنی قسمت کے شہر و زنیازی کے رکھے گئے ایمپلائز کافی حد تک وفادار تھے مگر اس کے باوجود بزنس کوری اسٹیبلش ہونے میں پانچ سال لگے تھے.. اٹھارہ سال کی عمر میں ہی اسکا شمار مارکیٹ کے کامیاب بزنس مین میں ہونے لگا تھا.. وہ ایک بہت اچھا گھرانہ فورڈ کر سکتا تھا

مگر بی جان اپنا گھر چھوڑنے پر کسی صورت رضامند نہ تھیں.. گزرتے وقت کے ساتھ وہ مزید سنجیدہ ہوا تھا جبکہ لاروش اور رعنا اپنی شرارتوں اور کھکھلاہٹوں سے گھر کے باقی افراد کو زندگی کی طرف لانے میں کامیاب ہو چکی تھیں مگر ایک واحد زین احمد نیازی ہی تھا جس پر انکی شرارتیں خوشگوار تاثر چھوڑنے کی بجائے اسے مزید پتھر کر دیتیں.. وہ آج بھی ویسا ہی تھا جیسا اس نے خود کو باپ کی موت کے بعد بنا لیا تھا.. وہ غصہ نہیں کرتا تھا مگر اسکا سر دلچہ ہی سامنے والے کا دل دہلا دیا کرتا تھا اور اگر سامنے لاروش نیازی ہو،،، تو اس جیسی کی تو جان نکلنے کے امکان ہوا کرتے تھے.. وقت کچھ مزید آگے سرکا تھا اور زین نیازی نے بائیس سال کی عمر میں حالیہ ہی ماس کمیونیکیشن کی ڈگری حاصل کی تھی.. مڈل کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہنے کے باعث رعنا نے پڑھائی کے دو سال ضائع کیے تھے نتیجتاً اب رعنا اور لاروش میٹرک سے فارغ ہو کر،، فرسٹ ایر کی سٹوڈنٹ تھیں.. لاروش سترہ جبکہ رعنا انیسویں سال میں قدم رکھ چکی تھی.. رعنا قدرے دھیمے مزاج کی تھی البتہ لاروش کافی حد تک پٹاخہ ٹائپ لڑکی تھی مگر اسکے باوجود وہ محبت جیسی چیز سے دونوں ہاتھ لگا کر توبہ کیا کرتی تھی.. مگر اب جو اسکے ساتھ ہوا تھا وہ اتنا اچانک تھا کہ اسے سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا.. وہ نہ صرف اپنا دل گنوا بیٹھی تھی بلکہ اپنے پاؤں بھی زخمی کر بیٹھی.. پاؤں پر لگی چوٹ کے باعث پچھلے پانچ دن سے وہ کالج نہیں گئی تھی.. اس دوران رعنا بھی کالج سے غیر حاضر رہی تھی.. اسکو لے کر گھر میں سب ہی

پریشان تھے مگر انکی پریشانی کی وجہ اسکے پاؤں کے زخم نہیں بلکہ اسکی غیر معمولی خاموشی اور چہرے پر چھائی شکستگی تھی..



"کہاں غائب تھیں تم دونوں.. کوئی شرم لحاظ.. کوئی ڈر خوف ہے تم دونوں کو میرا...؟ اللہ کی پناہ پچھلے پانچ دن سے میں پورے کالج میں بولائی بولائی پھر رہی ہوں.. ہر روز اس امید پہ کالج آتی رہی کہ شاید آج وہ دونوں آجائیں مگر ناں جی.. پتہ نہیں کس کا ولیمہ کھانے گئی پہنچی تھیں نواب زادیاں کہ پلٹ کر ہوش ہی نہ لی.. نہ کوئی کال نہ کوئی میسج.. میں پوچھتی ہوں کون سی آفت ٹوٹ پڑی تھی تم دونوں پر کہ دونوں ہی اتنے لمبے عرصے تک غائب رہیں...؟؟؟" چھٹے دن وہ دونوں کالج گئیں تو کالج گراؤنڈ میں قدم رکھتے ہی انکی پہلی نظر گیٹ کے پاس ایک طرف کو ٹہلتی مریم پر پڑی.. بس پھر کیا تھا وہ تیزی سے انکی طرف لپکی اور پھر جونان سٹاپ بولنا شروع ہوئی تو آدھے کالج کو ان تینوں کی طرف متوجہ کر لیا..

"یہی بات جو تم نے سب سے آخر میں پوچھی ہے، ڈائریکٹ پہلے ہی پوچھ لیتی تو یہ جو آدھا کالج ہمیں گھور رہا ہے ناں.. اسکی نوبت نہیں آتی.. " ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی ہوئی رعنا نے مریم کو گھورا.. وہ سٹیٹائی...



"اب چلو ادھر ایک طرف مرو پھر بتاتی ہوں کیا آفت ٹوٹی تھی.. " اسے ایک طرف چلنے کا اشارہ کرتی وہ خود بھی لاروش کو لیے اس طرف آگئی.. تبھی مریم کی نگاہ آہستہ آہستہ چلتی لاروش پر پڑی تھی پھر اگلی نگاہ اسکے سفید پیٹوں میں جکڑے پیروں پر پڑی تھی..

"آ.. یہ کیا ہوا.. " بے ساختہ کھلنے والے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ چیخی تھی،، سٹوڈنٹس پھر سے متوجہ ہونے لگے، رعنا نے اپنا ماتھا پیٹ لیا.. البتہ لاروش گم صم سی تھی جسے مریم نوٹ نہیں کر پائی..

"مریم... " رعنا نے دانت پیسے..

"اپنا والیوم کم رکھو زرا.. " رعنا کی تنبیہ پر اس نے معصوم سامنہ بنایا جس پر رعنا ہنس پڑی..

"اچھا اب بتاؤ.. کیا ہوا اسکے پیروں کو.. اور حد ہے بے شرمی کی کہ مجھے بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا تم نے جو میں ان میڈم کا حال ہی پوچھنے آجاتی؟؟ " لہجے میں واضح تشویش لیے اس نے آخر میں اب کی بار صرف رعنا کو کو سا تھا..

"ویسے تو ہر دو دن بعد یہ بکری جیسا منہ لے کر چرنے کے لیے ہمارے گھر پہنچی ہوتی ہو اور اب جبکہ ہم پچھلے کئی دنوں سے ایبسیٹ تھے تو تم گھر آنے کی بجائے یہاں کالج میں انتظار کرتی رہیں.. واہ جی واہ.. " رعنا نے پیور لاروش والے انداز میں مریم کو ذلیل کیا.. مقصد لاروش کو ہنسنا تھا جو پچھلے کئی دنوں سے چپ چاپ سی تھی..

"بس یار.. ماموں کی طبیعت کچھ خراب تھی تو امی بھائی کے ساتھ سیالکوٹ گئی ہوئی ہیں.. اسی لیے میرا گھر سے نکلنا نہیں ہو پایا.. مگر تم مجھے میسج تو کر سکتی تھیں..؟" اس نے رعنا کی بات کا برا منائے بغیر اپنی صفائی دی تھی مگر آخر میں پھر سے اسے کو سا تھا..

"میں تو وحشی کو لے کر پریشان تھی، مجھے وقت نہیں ملا.. مگر تم تو کال کر سکتی تھیں، کال کر لیتیں..!" رعنا پر آج لاروش کا اثر آیا ہوا تھا کوئی جواب چوکے نہیں دے رہی تھی..

"بیلنس تم کروا کر دیتی ہو مجھے جو میں کال کر لیتی.. ایس ایم ایس پیج تو مشکل سے کرتی ہوں تم بات کر رہی ہو کال کی..."

"تو پھر اتنی ہمدردی کس خوشی میں جتا رہی ہو.. تم نہ.."

"سٹاپ اٹ..! چوٹ مجھے آئی ہے.. اور میری تکلیف محسوس کیے بنا تم دونوں پاگلوں کی طرح لڑ رہی

ہو... تم گھر نہیں آپائیں..؟؟ تم کال نہیں کر پائیں..؟ ٹھیک ہے.. مگر اب تو تمہارے سامنے

ہوں.. اب تو پوچھ لو.. "ان دونوں کی بحث سے تنگ آ کر وہ تپ کر رعنا کی بات کاٹ کر بولی

تھی.. رعنا مسکرائی، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی تھی..

لاروش کی چپ ٹوٹ گئی تھی..

"اب کیا پوچھوں.. ہٹی کٹی تو بیٹھی ہو.. "ہاتھ جھاڑتے ہوئے مریم نے سر جھٹکا.. اس کا مقصد لاروش کو

تپانا تھا اور وہ تپ بھی گئی..

"قسم سے دوست کم اور دشمن زیادہ لگتی ہو تم میری.. ابھی بھی درد ہے میرے پاؤں میں اور تم بے مروت بنی بیٹھی ہو مجال ہے جو تسلی کے دو بول ہی بول دو.. " لاروش نے پر زور احتجاج کیا جس پر وہ دونوں کھکھلائیں..

"اوکے اوکے.. بی سیریس ناؤ.. " دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے مریم گویا ہوئی..

"اب بتاؤ کیسی لگ گئی اتنی زیادہ چوٹ..؟" اسکی سنجیدگی عروج پر تھی جبکہ اسکی اس قدر سنجیدگی پر رعنا کی ہنسی چھوٹ گئی۔ البتہ لاروش کو ایک دم چپ لگ گئی.. اس رات کا منظر پوری آب و تاب سے اسکے ذہن کے پردے پر روشن ہو گیا.. اپنے ہارنے کا احساس ایک بار پھر شدت سے ہوا تھا۔ اسکے یوں گم صم ہو جانے پر مریم کی رگ ظرافت پھڑک گئی..

"لوجی میرا خیال ہے پاؤں کی بجائے دل پر چوٹ لگی ہے محترمہ کے، تبھی یوں حواس باختہ سی بیٹھی ہے۔ " رعنا کو آنکھ مارتے ہوئے اس نے لاروش کو چھیڑا.. اس نے گھبرا کر مریم کو دیکھا جسکے چہرے پر غیر سنجیدگی تھی، یک گونہ اسے سکون ہوا..

"محبت کریں میرے دشمن.. میری توجہ تو کسی بھی کسی سے محبت نہ کرے.. " اپنی پرانی جون میں لوٹتے ہوئے اس نے جھوٹ بولا.. اور چونکہ مقابل رعنا اور مریم تھیں اسلیے اسکا جھوٹ چل بھی گیا تھا.. "ہائے.. تمہارے دشمنوں کو تو خیر محبت ہو ہی گئی ہے.. وہ دیکھو سامنے ہی کھڑا ہے.. " زرافا صلی پر کھڑے مغیز ہمدانی کو دیکھ کر مریم نے اسے اطلاع دی..



"ایسے لفنگوں کو بھی محبت نہیں ہوتی مریم.. یہ لوگ صرف ٹائم پاس کرنا جانتے ہیں.. محبت کے ہنر سے نا آشنا ہوتے ہیں اس جیسے لڑکے.. "کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی وہ ان دونوں کو حیران کر گئی..

"بڑی باتیں ہو رہی ہیں محبت پر.. بڑے فلسفے جھاڑ رہی ہے لاروش.. لور عنابی بی.. میرا تو خیال ہے بچی کو محبت ہو گئی ہے تبھی بڑی بڑی باتیں ہو رہی ہیں.. "اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو معنی خیزی سے گھماتی وہ رعنہ سے مخاطب ہوئی.. لاروش نے چڑنے کی ایکٹنگ کی..

"بس تم سے تو فضول گوئیاں کروالو.. چلو اٹھو کلاس کا وقت ہو رہا ہے.. "کھڑے ہوتے ہوئے اسکی نظر مغیز ہمدانی پر پڑی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا.. لاروش نے غصے سے منہ پھیر لیا..

"آوارہ انسان.. "اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ وہ بڑبڑائی..

"لو بھی تمہارا دشمن تم سے پیار کا اظہار کرنے آرہا ہے.. پچھلے پانچ دنوں سے بے چارہ مجنوں بنا اپنی لیلیٰ کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھا.. آج بے تابیاں عروج پر ہیں.. سو تم کرو اس سے دو دو ہاتھ ہم دونوں تو چلیں... تمہاری کلاس میں ویسے بھی ابھی پندرہ منٹ رہتے ہیں.. "رعنا کا ہاتھ پکڑ کر مریم وہاں سے منٹوں میں غائب ہوئی تھی جبکہ اپنے پیروں میں لگی چوٹ کی وجہ سے وہ وہاں سے ہل تک نہ سکی.. دوسیاہ روشن آنکھوں نے حیرت سے یہ منظر دیکھا جس میں مغیز ہمدانی لاروش نیازی کے سر پر آکھڑا ہوا.

"اسلام علیکم.. کہاں تھیں آپ اتنے دنوں سے؟؟ آپ ٹھیک تو ہیں ناں لا روش..؟؟ اسکے پیروں کیطرف دیکھتے ہوئے فکر مندی سے بولتا وہ لا روش کو ایک آنکھ نہ بھایا..

"دیکھو مسٹر.. میں تمہیں پہلے بھی باور کروا چکی ہوں کہ میں اجنبیوں سے بات نہیں کرتی.. تو پھر تم کیوں جان بوجھ کر مجھے زچ کرنے آجاتے ہو..؟" تنکھے لہجے میں بولتی وہ پل میں سرخ ہوئی تھی.. مغیز نے دلچسپی سے اسکی سرخ پڑتی ناک دیکھی.. اسکا ارتکاز محسوس کر کے وہ مزید طیش میں آگئی.. اسے وہیں اسٹپچو بنا چھوڑ اپنے زخموں سے بے پروا وہ تیز تیز چلنے لگی..

"آپ مجھے اچھی لگتی ہیں اسی لیے بار بار آپکے سامنے آجاتا ہوں.. " اسکے پیچھے پیچھے آتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولا..

"لیکن تم مجھے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے.. اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم اب میرے پیچھے آنا بند کر دو.. " وہ مسلسل چل رہی تھی.. سفید پٹیوں میں جکڑے گلابی پیروں میں دکھن ہونے لگی تھی..

"شروع شروع میں کچھ لوگ ہمیں اچھے نہیں لگتے مگر جب ہم کچھ وقت انکے ساتھ گزارتے ہیں تو وہ ہمیں اچھے لگنے لگتے ہیں.. آپ میرے ساتھ وقت گزار کر تو دیکھیں.. " اسکے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا..

"جو لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے میں انکے ساتھ ٹائم سپینڈ ہی نہیں کرتی.. سو میرے ساتھ چلنا بند کرو.. ورنہ ابھی پرنسپل کے آفس میں جا کر کمپلین کر دوں گی.. " چلتے چلتے اسکا سانس پھول گیا تھا..

پیروں پر بندھی پٹیاں سرخ ہونے لگی تھیں مگر درد سے بے پرواہ وہ چل رہی تھی کیونکہ مغیز ہمدانی نے اپنے قدم نہیں روکے تھے ..

"آپکو جو کرنا ہے کر لیں میں کسی سے نہیں ڈرتا.. مجھے ہر حال میں آپ سے دوستی کرنی ہے اور میں کر کے رہوں گا..." مغیز ہمدانی کے الفاظ وہ ٹھیک سے سن نہیں پائی تھی کیونکہ دکھتے پیروں کے باعث اسکی آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگی تھیں... سیاہ روشن آنکھوں نے اسکے قدموں کی لڑکھڑاہٹ کو شدت سے محسوس کیا.. گراؤنڈ پار کر کے وہ تیز قدموں سے اپنی کلاس کی طرف جارہی تھی.. مغیز ہمدانی کہیں پیچھے رہ گیا تھا.. وہ بری طرح لڑکھڑائی تھی اور اس سے پہلے کہ منہ کے بل گر جاتی.. دو مضبوط ہاتھوں نے اسے بازوؤں سے تھام لیا.. اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اپنے محسن کا چہرہ دیکھنا چاہا تھا.. خوبصورت سیاہ آنکھوں میں اسکے لیے فکر واضح تھی ..

"ز.. زین.." اسکے لب پھڑپھڑائے تھے.. آنسو لڑھک کر گال پر بہنے لگے.. زین احمر نیازی نے اسے اپنے مضبوط بازوؤں کا سہارا دے کر سیدھا کیا تھا اور اسے لیے ایک طرف پڑے سنگی بیچ پر بٹھا دیا.. چند سٹوڈنٹس انکی طرف متوجہ ہوئے تھے پھر اپنی کلاسز میں چلے گئے.. گراؤنڈ خالی ہو رہا تھا..



"آ.. آپ وہاں کیا کر رہے تھے..؟" یہ شاید محبت کا اعجاز تھا کہ وہ اس سے خود سے مخاطب ہو رہی تھی... زین نے اچنبھے سے اسے دیکھا.. بھیگی بھیگی پلکیں اٹھائے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی.. دل زور و شور سے دھڑکا تھا.. نگاہ کو بھٹکنے سے بچانے کے لیے اس نے رخ موڑ کر دوبارہ سڑک پر نظریں



جمائیں.. پھر دوبارہ اس سے کچھ بھی پوچھنے کی لاروش نے ہمت نہیں کی تھی.. اسے گھر چھوڑ کر وہ  
واپس آفس چلا گیا تھا۔



اسکے مقابل زمین پر ایک گھٹنے کے بل بیٹھ کر اس نے لاروش کے دونوں پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھ  
لیے.. اسکی بھیگی پلکوں پر شرم اترنے لگی.. ایک پاؤں زیادہ زخمی ہوا تھا اور اسی سے تھوڑا خون رس  
رہا تھا.. وہ وہاں کسی سے ملنے آیا تھا لیکن لاروش کو اس لڑکے کے ساتھ دیکھ کر اپنی جگہ رک گیا..  
اگلے پانچ منٹوں میں اسے لے کر وہ قریبی کلینک آگیا تھا.. پرنسپل سے اس نے کال پر بات کر لی  
تھی.. تقریباً بارہ بجے کے قریب وہ اسے کلینک سے لے کر گھر کی طرف روانہ ہوا تھا.. لب بھیجنے  
سٹیرنگ پر مضبوط ہاتھوں کی گرفت جمائے وہ سرد تاثرات لیے گاڑی چلا رہا تھا.. اوائل جنوری کے  
دنوں کی صبحیں روشن اور چمکیلی تھیں.. لاروش نے ڈرتے ڈرتے اسکی طرف دیکھا مگر وہ خود سے  
بھی ناراض سا بس گاڑی چلائے جا رہا تھا۔

"سس.. سوری آپکو میری وجہ سے زحمت ہوئی..""زین بھائی" کی تکرار اس نے قصداً نہیں کی  
تھی.. خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے بات کا آغاز کرنا چاہا تھا.. مگر وہ لب دبائے  
سامنے سڑک پر دیکھتا رہا.. لاروش کا دل گھبرانے لگا وہ چاہتی تھی کہ زین اس پر پہلے جیسے غصہ

کرے اسے ڈانٹے اس سے پوچھے کہ وہ لڑکا کون تھا مگر وہ چپ تھا.. اور اسکی چپ لاروش سے برداشت نہیں ہو رہی تھی.

"آ.. آپ وہاں کیا کر رہے تھے..؟" یہ شاید محبت کا اعجاز تھا کہ وہ اس سے خود سے مخاطب ہو رہی تھی.. زین نے اچنبھے سے اسے دیکھا.. بھیگی بھیگی پلکیں اٹھائے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی.. دل زورو شور سے دھڑکا تھا.. نگاہ کو بھٹکنے سے بچانے کے لیے اس نے رخ موڑ کر دوبارہ سڑک پر نظریں جمالیں.. پھر دوبارہ اس سے کچھ بھی پوچھنے کی لاروش نے ہمت نہیں کی تھی.. اسے گھر چھوڑ کر وہ واپس آفس چلا گیا تھا.



"لاروش، تمہیں بی جان بلارہی ہیں.. وہ بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹی تھی جب رعنا اسے کمرے میں جھانکتے ہوئے کہہ گئی تھی.. شکن آلود لباس کو ہاتھوں سے درست کرتے ہوئے اس نے تائی کے پورشن کی راہ لی.. لان کی طرف کھلتے دروازے سے رعنا اور تائی کو باہر نکلتا دیکھ وہ واپس مڑی اور دوڑ کر ان تک آئی تھی.. باہر آنے پر اسے نفیسہ بیگم بھی آگے آگے چلتی نظر آئیں..

"امی.. امی.. ماں کو پکارتی وہ ان تینوں کے سامنے جا کھڑی ہوئی..

"اسلام علیکم تائی اماں.. تائی کو سلام کر کے وہ نفیسہ بیگم کی طرف مڑی..

"کہاں جا رہی ہیں آپ تینوں.. اور بی جان نے مجھے کیوں بلایا ہے..؟"



"کتنی بار کہا ہے کہ پیچھے سے آواز مت دیا کرو.." جواب دینے کی بجائے انہوں نے اسے ٹوک دیا..

"اوہو نفیسہ.. ابھی چھوٹی ہے، سدھر جائیگی.." فرحانہ بیگم کی حمایت پر وہ مسکرائی..

"ہم تینوں قریبی مارکیٹ تک جا رہے ہیں.. میں نے کچھ سوٹ لینے ہیں اور ہماری امیوں نے گھر کا کچھ سامان لینا ہے.. اور تمہیں بی جانی نے اسلیے بلایا ہے تاکہ انہیں اکیلا پن محسوس نہ ہو.." نفیسہ بیگم کی بجائے رعنا نے آرام سے جواب دیا.. شاپنگ کاسن کر لاروش نے ناک چڑھائی.. اسے بازار جانے سے شدید کوفت ہوتی تھی.. اسکے یوں منہ بنانے پر رعنا ہنس دی..

"دیکھا امی.. چچی ٹھیک کہہ رہی تھیں کہ یہ نہیں جائیگی، آپ خوا مخواہ اسے ساتھ لے جانا چاہتی تھیں.." رعنا نے فرحانہ بیگم کو بتایا..

"ہاں ہاں مجھے جانا بھی نہیں.. آپ جائیں.." اندر کی طرف مڑتے ہوئے وہ بیزاری سے بولی.. وہ تینوں ہنستے ہوئے گیٹ پار کر گئیں.. "نیازی ہاؤس" ایک کنال کے رقبے پر محیط تھا.. نیچے والے پورشن میں چار کمرے، اٹیچ باتھ، دو کمرے لاروش اور نفیسہ بیگم کے استعمال میں تھے جبکہ ایک ڈرائنگ روم اور ایک گیسٹ روم کے طور پر استعمال ہوتا تھا.. اوپن کچن اور لاولنج تھا جبکہ اوپر والا پورشن بھی اسی طرز پر بنایا گیا تھا.. لاروش کو اپنا گھر بے حد پسند تھا خاص طور پر چھوٹا سا صاف ستھرا لان جس میں خوبصورت پودے آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتے تھے.. وہ سیدھا بی جانی کے کمرے میں چلی آئی..

"اسلام علیکم بی جانی.. "انکے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس نے سلام جھاڑا..

"و علیکم اسلام... پاؤں کی چوٹ کیسی ہے اب..؟" انہوں نے نرم لہجے میں اسکے سندوری چہرے کو دیکھتے ہوئے ملائمت سے دریافت کیا..

"پاؤں پہ چوٹ تو اب رہی ہی نہیں بی جانی.. یہ دیکھیں.. بالکل ٹھیک ہوں اب.. "اپنے گلابی پاؤں انہیں دکھانے کو زرا سے آگے کو کر کے وہ مسکراتے ہوئے بولی.. صفیہ بیگم نے محبت سے چور نظروں سے اسکے حسین مکھڑے کو دیکھا تھا..

"زین نے آپکا خیال بھی تو بہت رکھا ہے.. اسی کے ڈر سے آپکی چوٹ بھاگ گئی.. "بات کو مذاق کا رنگ دیتے ہوئے انہوں نے لاروش کے تاثرات جانچنے کے لیے اسکی جانب دیکھا مگر یہ کیا.. زین کے نام پر چڑنے کی بجائے وہ ہولے سے مسکرا رہی تھی.. صفیہ بیگم نے حیرت سے اسکی مسکراہٹ کو دیکھا مگر اس سے پہلے کہ وہ اس سے کچھ پوچھتیں، جھنجھلائے ہوئے زین احمر نے انکے کمرے میں جھانکا تھا.

"سب کہاں غائب ہیں..؟؟" انداز میں واضح سرد مہری تھی.. اسے شدید بھوک لگ رہی تھی اور گھر پہ کوئی نہیں تھا.. اسی بات نے اسکا پارہ ہائی کر دیا تھا.

"قریبی مارکیٹ تک گئی ہیں سب.. آپ یہاں آئیں میرے پاس.. مجھے بتائیں کیوں پریشان ہے میرا بیٹا...!" اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلاتے ہوئے وہ فکر و توجہ سے بولیں.. بیزار سا وہ انکے پاس چلا آیا مگر بیٹھا نہیں تھا۔

"کھڑے کیوں ہو بیٹھو نہ میرے پاس.. کیا بات ہے کھانا کھایا آپ نے..؟"

"نہیں ابھی نہیں کھایا.. صبح ناشتا بھی نہیں کیا تھا جلدی میں ہی چلا گیا تھا اور اب امی بھی گھر نہیں ہیں.. "صفیہ بیگم کے پاس بیٹھی لاروش کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے وہ اپنا مسئلہ انہیں بتا رہا تھا..

"تو بیٹے آپ آفس میں کچھ لے لیتے.."

"چائے اور بسکٹ لیے تھے وہ تو کب کے ہضم بھی ہو گئے.. "لاروش کی موجودگی میں وضاحت دینے پر اسے کوفت ہو رہی تھی..

"تو میری جان اس میں اتنی پریشانی والی کون سی بات ہے جو آپ یوں بیہو کر رہے ہیں..! لاروش ہے ناں.. "اسے نرم لہجے میں سمجھاتے ہوئے انہوں نے لاروش کو دیکھا..

"جاؤ بیٹا بھائی کے لیے کھانا گرم کرو.. "انکے حکم پر اس نے چپ چاپ کچن کا رخ کیا.. جبکہ زمین کو گھورتے پریشان سے زین کو انہوں نے مخاطب کیا۔



"بیٹازین آپ جا کر فریش ہو جاؤ.. لاروش آپ کے روم میں ہی کھانا لے آئے گی.. جاؤ شاباش.. " وہ سر اثبات میں ہلاتا اپنے کمرے میں آگیا جبکہ صفیہ بیگم نے مطمئن سی ہو کر آنکھیں موند لیں.. ہاتھ میں پکڑی تسبیح پر استغفار کا ورد کرتے ہوئے وہ کچھ سوچ رہی تھیں..



کھانے کی ٹرے سیٹ کر کے اس نے بی جان کے کمرے کا رخ کیا مگر زین کو وہاں نہ پا کر مجبوراً اسے زین کے کمرے میں جانا پڑا.. اس نے ڈور ناک کیا تو کچھ دیر میں یس کی آواز آنے پر لاروش نے لرزتی ٹانگوں سے دبیز قالین پر قدم رکھے.. وہ فریش فریش سا گرے شلوار سوٹ میں کاؤچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ نظریں جھکائے وہ چلتی ہوئی ٹرے ہاتھوں میں لیے کاؤچ کے سامنے پڑے ٹیبل تک آئی اور ٹرے رکھ کر جلدی سے پلٹی تھی کہ تبھی وہ بول اٹھا..

"کھانا ٹیبل پر لگاؤ.." انداز تحکم بھرا تھا.. لاروش بمشکل پلٹی تھی.. بچوں کے بل بیٹھتے ہوئے اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے ٹیبل سیٹ کرنا شروع کیا.. زین احمر نے ایک بھر پور نگاہ اس پر ڈالی تھی.. بلیک کلر کا ڈھیلا ڈھالا شکن آلود گرتا بلیک ہی جینز پر پہنے وہ نظر جھکائے بڑی تندہی سے اپنا کام کر رہی تھی.. بلیک ریشمی دوپٹہ لا پرواہی سے کندھے پر جھول رہا تھا.. سیاہ لمبے سلکی بال پونی کی صورت کچھ کندھے پر اور کچھ کمر پر بکھرے پڑے تھی.. سیاہ لٹوں کے ہالے میں اس کا چمکتا چاند چہرہ بے حد حسین لگ رہا تھا.. وہ بے خود سا خود بخود اسے تنکے چلا گیا..

"لگا دیا ہے..... اب میں جاؤں..؟" کھنی پلکیں اٹھا کر اس نے سوال کیا تھا مبادا وہ جانے کے لیے مڑے اور وہ پھر سے اسے روک نہ لے ..

"نہیں..." اس کے نہیں کہنے پر لاروش نے حیرت سے اپنی سرمئی آنکھیں پھیلانیں۔ زین احمر نیازی نے دلچسپی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا.. اس نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں ..

"آئی مین.. پلیٹ میں چاول ڈال دو.." لاروش نے فوراً حکم کی تعمیل کی ..

"پانی بھی.." چاولوں کا نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے اس نے اگلا حکم دیا.. وہ مسلسل اس کے گلاب چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا.. اس کی نظروں کی تپش سے گھبرا کر وہ اپنے شکر فی ہونٹ کچلنے لگی.. وہ بے خود سا کبھی اس کے سرخ پڑتے ہونٹوں کو دیکھتا تو کبھی ہونٹوں سے اوپر چمکتے سیاہ تل کو، لاروش رونے والی ہو گئی ..

"مم.... میں جاؤں زین... بھ.. بھائی..؟؟" اسے بھائی کہتے ہوئے اس کے لب کپکپائے تھے ..

"ہوں....." اس کے مدہوش کن حسن میں کھوئے زین نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا ..

"میں پوچھ رہی ہوں کہ میں جاؤں..؟؟" اپنی مومی انگلیاں مروڑتے ہوئے اس نے پانی بھری آنکھوں سے اس سے پوچھا۔ اس کا سندوری چہرہ سرخ ہو رہا تھا.. وہ اس کی مشکل سمجھ گیا.. وہ کمسن کلی جیسی نوخیز لڑکی اس کی نگاہوں کی واقتگیوں سے گھبرا گئی تھی ..

"ہاں یہ لے جاؤ بس.... میں کھا چکا.." دل پہ پہرے بٹھاتے ہوئے وہ نظروں کا زاویہ بدلتے ہوئے بولا.. اس نے نے منٹوں میں برتن سمیٹے تھے اور پھرتی سے کچن میں چلی آئی.. لاروش کو اپنے چہرے سے آگ نکلتی محسوس ہو رہی تھی اس نے اپنے کمرے میں آکر آئینہ دیکھا تو اسے خود پر حیرت ہوئی.. آج اس کا چہرہ زرد نہیں تھا بلکہ چہرے پر گلال بکھرا پڑا تھا.. گلابی پڑتے چہرے سے نگاہ چراتے ہوئے وہ بیڈ پر آ بیٹھی.. دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا.. دوسری جانب زین احمر نیازی کی بھوک پیاس سب مٹ گئی تھی.. وہ صبح سے بھوکے تھا مگر لاروش کو اپنے قریب پا کر وہ بے خود ہو گیا تھا.. وہ مضبوط اعصاب کا مالک شخص لاروش نیازی کے سامنے چاروں شانے چت ہو چکا تھا..



مس نادیہ اپنی پاٹ دار آواز میں وائٹ بورڈ پر مار کر کو گھسیٹتے ہوئے فزکس کی کلاس لے رہی تھیں.. وائٹ بورڈ پر بنی ڈایا گرامز کو غائب دماغی سے دیکھتی ہوئی وہ جانے کون سی دنیا میں گم تھی.. اس کی دائیں طرف پہلی رو میں بیٹھے مغیرہ ہمدانی کی نظر بارہا اسکے پریشان چہرے کا طواف کر رہی تھی.. تبھی اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے اس نے غائب دماغی سے اس کی جانب دیکھا تھا اور بس یہی وہ لمحہ تھا جب مس نادیہ کی نظر لاروش نیازی پر پڑی تھی وہ کافی دیر سے اس کی غائب دماغی نوٹ کر رہی تھیں..

"لاروش نیازی.. انہوں نے اسے اپنی پاٹ دار آواز میں مخاطب کیا.. وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوئی..



"جج... جی مس.. "وہ بدحواس سی ہکلاتے ہوئے بولی..

"یہاں آئیں اور آج کا لیکچر ڈیفائن کریں..!" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئیں.. لاروش کی ہتھیلیوں میں پسینہ اتر آیا.. لرزتی ٹانگوں سے وہ وائٹ بورڈ تک آئی تھی اور کانپتے ہاتھوں سے مار کر تھا.. پوری کلاس اسی طرف متوجہ ہو گئی.. مغیز ہمدانی کے چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ تھی.. ہمیشہ وہ مغیز کی انسلٹ کیا کرتی تھی آج خود اسکی انسلٹ ہونے والی تھی.. فزکس تو ویسے ہی اسکے اوپر سے گزر جاتی تھی اور آج تو بد قسمتی سے وہ ایک لفظ بھی سمجھ نہ پائی تھی.. ایک نظر وائٹ بورڈ پر دیکھنے کے بعد اس نے دوسری ملتی نظر مس نادیہ پر ڈالی مگر انکے چہرے پر چھائی سختی بتا رہی تھی کہ وہ اسے کوئی رعایت نہیں دیں گی..

"سس... سوری مس... " آنکھوں میں اڈتے پانی کو حلق میں اتارنے کی ناکام کوشش کرتی وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی..

"گیٹ لاسٹ... " وہ سخت لہجے میں بولیں..

"مم.. مس.. پلیز.. سس.. سوری... " وہ منمنائی..

"آئی سے گیٹ لاسٹ آؤٹ آف مائی کلاس.. " وہ چلائی تھیں.. لاروش نے سہم کر نگاہیں جھکائی تھیں اور اپنا بیگ لے کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کلاس سے باہر نکل آئی.. کب سے رکے ہوئے

آنسو اسکے سرخ رخساروں پر بہنے لگے.. آنسو صاف کیے بنا وہ تیزی کو ریڈور پار کرتی سیڑھیاں اترنے لگی تبھی کوئی اسکے ہمقدم ہوا تھا..

"آج تو آپکی بہت انسلٹ ہو گئی لاروش جی.. سچی مجھے بہت افسوس ہوا.. مس نادیا کو اتنی سختی سے پیش نہیں آنا چاہیے تھا.. آئی فیل ریسی سوری فور یو.. " لہجے میں ہمدردی کا عنصر پیدا کرتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں بولا.. لب بھینچ کر لاروش ایک پل کور کی تھی اور پلٹ کر سخت نظروں سے اسے گھورا.. ایک پل کو وہ مبہوت رہ گیا.. اسکا رویا رویا سرخ چہرہ بے حد دلکش و ملائم دکھ رہا تھا.. مغیر ہمدانی کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی.. اس نے اپنی بدلتی کیفیت سے پریشان ہو کر دل پر ہاتھ رکھ لیا.. یہ اسکے ساتھ پہلی بار ہوا تھا کہ کسی لڑکی کو روتے دیکھ اسکا دل اس انداز میں دھڑکا تھا ورنہ وہ کتنی ہی لڑکیوں کو اپنے لیے روتا دیکھ بھی چکا تھا اور انکے آنسو پونچھ بھی چکا تھا.. اس نے لاروش کی جانب دیکھا جواب وہاں نہیں تھی.. وہ تو اپنے دوستوں سے لگائی گئی شرط کی خاطر اس لڑکی کو جیتنا چاہتا تھا مگر اب جو دل کی حالت بدلی تھی اسکا کیا کرتا.. وہ سرعت سے اسکی جانب لپکا تھا،

"لاروش... لاروش میری بات سنئے.. " اسکے قریب پہنچتے ہوئے وہ بے تاب سا کہہ رہا تھا..

"لاروش پلیز... لسن.. " مگر جب وہ نہ رکی تو مغیر نے اسے کلائی سے تھام کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا..

"آپکو سمجھ نہیں آرہی... آپ سے بات کر رہا ہوں میں..؟" وہ پہلے ہی غصے میں تھی اسکے یوں ہاتھ پکڑنے پر اشتعال کی ایک شدید لہر اسکے وجود میں اٹھی

تھی اگلے ہی پل اسکا ہاتھ اٹھا تھا اور مغیز ہمدانی کے چہرے پر نشان چھوڑتا اسے سرخ کر گیا تھا۔  
"تم جیسے انسان کی ہر بات کا جواب صرف یہ تھپڑ ہے.. " ایک جھٹکے سے اپنی کلائی اسکی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے وہ سرد لہجے میں بولی تھی..  
"اور آج تو تم نے میرا ہاتھ پکڑنے کی جرأت کر لی ہے.. اگر آئندہ تم نے ایسی غلطی کی تو تمہارا ہاتھ توڑ دوں گی.. " شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دیتی وہ کوئی ظالم پری لگ رہی تھی.. بت بنے مغیز نے لمحہ بالمحہ خود سے دور ہوتی لاروش نیازی کو دیکھا..



وہ محبت جیسی چیز پر یقین نہیں رکھتا تھا.. بہت چھوٹی عمر سے ہی وہ اپنے دوستوں سے شرطیں لگا لگا کر لڑکیوں سے دوستی کیا کرتا تھا انکے جذبات سے کھیلتا اور پھر انہیں چھوڑ دیتا.. کچھ کو اسکی ہارٹ پسند تھی، کچھ کو اسکی دلکش آواز تو کچھ کو اسکا پیسہ اٹریکٹ کرتا تھا مگر مغیز ہمدانی کے لیے لڑکیاں محض تھرل تھیں.. لاروش نیازی بھی اسکے لیے ایک چیلنج ہی تھی مگر یہ چیلنج اسے بہت مہنگا پڑ رہا تھا.. وہ لڑکی کسی صورت اسکے جھانسنے میں نہیں آرہی تھی بلکہ الٹا آج اسے ہی اپنی طرف اٹریکٹ کر گئی تھی.. مگر اس سے پہلے کہ وہ اسکی سرمئی آنکھوں کا اسیر ہوتا اسکے تھپڑ نے مغیز ہمدانی کے چودہ



طبق روشن کر دیے تھے.. اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ لا روش نیازی کو جلا کر بھسم کر دے.. اسکا شاطر دماغ تیزی سے جال بن رہا تھا کہ اب کیسے اور کون سا انداز اپنائے کہ لا روش نیازی اسکی اسیر ہو جائے.. مگر وہ بے وقوف انسان اس بات سے انجان تھا کہ وہ تو پہلے ہی کسی اور کی اسیر ہو چکی تھی..

❖❖❖

تو سفر میرا،

ہے تو ہی میری منزل.....

تیرے بنا گزارہ،

اے دل ہے مشکل.....

تو میرا\*

تو ہی دعائیں شامل.....

تیرے بنا گزارہ،

اے دل ہے مشکل.....

دھیمے سُر وں میں ارجیت سنگھ کی آواز اسکے دل کے تار چھیڑ رہی تھی.. کمرے میں نیم اندھیرا کیے آنکھوں پر بازو رکھے وہ بیڈ پر لیٹی زین احمد نیازی کو ہی سوچ رہی تھی.. تبھی کمرے کا دروازہ دھڑام

سے کھول کر رعنہ اندر آئی تھی مگر اندر کا خوابناک ماحول اور رو مینٹک سونگ کے بول سُن کر وہ اپنی جگہ رک گئی.. اسکی موجودگی محسوس کر کے لاروش اٹھ بیٹھی..

"اوہو... کس کے بنا گزارہ مشکل ہے..؟؟ کس کی یاد میں بھری دوپہر میں لاروش میڈم کمرے میں اندھیرا کیے بیٹھی ہیں..؟" آنکھوں کو مٹکاتے ہوئے رعنہ نے اسے چھیڑا.. لاروش نے ہاتھ بڑھا کر گانا بند کیا اور اسکی طرف متوجہ ہوئی...

"پہلی بات میں بیٹھی نہیں، لیٹی ہوئی تھی.. دوسری بات اگر تمہارا چھوٹا سادماغ اس بلیک مین کی طرف جارہا ہے تو اسے واپس لے آؤ کیونکہ ایسا ویسا کوئی سین نہیں ہے.. "وہ سمجھ چکی تھی کہ رعنہ کا اشارہ مغیز کی طرف ہے اسی لیے بنا گھبرائے اس نے اسکو جواب دیا...

"بلیک مین کو چھوڑوا بھی تو تمہیں وائٹ مین نے یاد کیا ہے..!" رعنہ نے سیریس ہوتے ہوئے اسے اطلاع پہنچائی..

"وائٹ مین..؟؟؟؟" اسکا دل بے اختیار دھڑکا..

"اوہ یار بھائی بلارہے ہیں تمہیں.. پر نپسل کی کال آئی ہے انکے پاس.. آج تم غیر حاضر تھیں ناں..؟؟ سو آئی تھنک تمہاری کمپلین آئی ہے بھائی کے پاس.. اب جلدی سے پہنچو اس سے پہلے کہ وہ یہاں پہنچیں.."

"مگر میں تو گئی تھی آج.. تمہارے ساتھ ہی تو گئی تھی مینی..!" لاروش نے پریشان ہوتے ہوئے اسے یاد دلایا..

"ہاں تو تم دماغی طور پر غیر حاضر تھیں ناں.. میں کب جسمانی طور پر غیر حاضری کی بات کر رہی ہوں.. " اس کے ہوا سیاں اڑتے چہرے کو دیکھ وہ اسے چڑا رہی تھی.. لاروش کی جان پر بن آئی..

"ر عنا کی بچی جب ساری بات پتہ ہے تو پہیلیاں کیوں بھجوا رہی ہو..؟" اس کے تپ جانے پر ر عنا کھکھلا کر ہنسی..

"یار جسٹ ریلیکس...! بھائی کون سا تمہیں کھا جائیں گے.. بس سر جھکا کر انکی ڈانٹ سن لینا پھر ہمیشہ کی طرح سوری کر کے واپس آ جانا.. اب تم جاؤ شاباش اتنے میں سو گز سنتی ہوں.. " اسے کندھوں سے پکڑ کر دروازے کی طرف دھکیل کر ر عنا نے نیو سوئنگ لگا لیا.. وہ منہ بسورتی ہوئی لاؤنج میں چلی آئی جہاں وہ لارڈ صاحب ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے صوفہ پر بیٹھے تھے.. اس نے مدد کے لیے نفیسہ بیگم کو آس پاس تلاش مگر شاید وہ سوری ہی تھیں.. آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہ اس کے سامنے آ کر ٹک گئی..

"آپ نے.. بب.. بلایا زین بھائی..؟" لہجے کپکپاتا ہوا تھا.. اسکا بھائی کہنا پہلی بار زین احمر کو بے حد برا لگا تھا.. خود کو سنبھالتے ہوئے وہ پوائنٹ پر آیا..

"فزکس کے لیکچر میں کیا ہوا تھا آج...؟؟" زین احمر بات کا آغاز کر چکا تھا..

"کک.. کچھ بھی نہیں.. " اس نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے جواب دیا..



"کچھ ہوئے بنا ہی تمہیں ٹیچر نے کلاس سے باہر نکال دیا..؟؟"

لاروش کو سمجھ نہ آیا وہ اسے کیا جواب دے.. اب اسے کیا بتاتی کہ اسی کی وجہ سے ہی وہ فارغ الدماغ ہوتی جا رہی ہے..

"پرنسپل کا کہنا ہے کہ تم نے ٹیچر کا لیکچر نہ صرف انکور کیا ہے بلکہ فزکس اور میتھس میں بھی آجکل

تمہاری کارکردگی کافی خراب ہے... اور اگر تمہارے یہی حالات رہے تو وہ تمہارا ایڈمیشن نہیں

بھیجیں گے..!" وہ ایک پل کو رکھا اور اس کے تاثرات دیکھنے کو اسکی طرف دیکھا تھا مگر وہ سر جھکائے

انگلیاں مروڑ رہی تھی.. سفید ہاتھوں میں اس تشدد سے سرخائی سی گھلنے لگی.. زین احمر نے نگاہ چڑا

لی.. وہ چاہتے ہوئے بھی اپنا لہجہ سخت نہیں رکھ پا رہا تھا.. خود کو کمپوز کرتے ہوئے وہ دوبارہ گویا ہوا..

"مجھے فائنلی بتادو کہ تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے.. میں تمہیں پڑھانے بیٹھتا ہوں تو میرے سامنے تم

یوں سر ہلاتی ہو جیسے جتنا میں تمہیں پڑھاتا ہوں اس سے زیادہ کی سمجھ تمہیں لگی ہے اور کالج میں

تمہاری کارکردگی اتنی خراب ہے کہ تمہارے پرنسپل کی دوبار کال آچکی ہے میرے پاس.. میں

تمہیں فائنلی بتا رہا ہوں لاروش کہ اگر تمہارے فائنل ٹیسٹ ٹھیک نہ ہوئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں

ہو گا.. "اسکی سنگین دھمکی پر لاروش نے احتجاجاً اسے دیکھا جسکے چہرے کے سر د تاثرات اسکی

سنجیدگی کا پتہ دے رہے تھے.. وہ واقعی اسکی تعلیمی کارکردگی کا سن کر پریشان ہو چکا تھا.. وہ جانتا تھا

کہ لاروش ذہنی طور پر کند ہے مگر اسکی اتنی کمپلینز پہلے کبھی اسے نہ ملی تھیں..

"میں نے کیا کہا ہے....."

سنا ہے تم نے...؟ "زین نے اپنی نظریں اس پر جمائیں..

"جی.. سن لیا ہے....." آنسو پیتے ہوئے اس نے بمشکل جواب دیا.. "مبخت یہ محبت بھی اسی جلا د سے ہونی تھی.. "کس کر سوچتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی.. چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی.. زین کی پر سوچ نظروں نے اسکا پیچھا کیا تھا.. اچانک اسے وہ سانولاد لکش ساڑ کا یاد آیا جو اس دن لاروش کے ساتھ تھا..

"کیا اسکی وجہ سے....." اس سے آگے وہ سوچ نہیں پایا تھا.. وہ لڑکی اسکے لیے اہم ہو چکی تھی.. شاید بہت زیادہ اہم.. وہ کسی صورت اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا..

❖❖❖

کچھ دن اور سر کے تھے اور جنوری کی خوبصورت شامیں اپنے ساتھ بارشیں لانے لگیں.. رعنا اور لاروش کچن میں گھسی پکوڑے اور سمو سے تل رہی تھیں جبکہ زین سمیت دونوں کی امیاں بی جان کے کمرے میں سر جوڑے بیٹھی تھیں.... نئے سال کے آغاز کے ساتھ ہی گھر میں ایک نیا موضوع بھی چھڑ گیا.. رعنا کے لیے ایک بہترین پروپوزل آیا تھا جس پر سب زور و شور سے غور کر رہے تھے.. لڑکا زین احمر کے آفس مینیجر کا بیٹا تھا اور حال ہی میں سی ایس ایس کر کے ڈی ایس پی کے

عہدے پر فائز ہوا تھا.. شاہ ظل ایک قابل اور ایماندار آفیسر تھا اور اسکی انہی خوبیوں سے متاثر ہوتے ہوئے زین نے اسکا پروپوزل بی جان کے سامنے پیش کیا تھا..

"ہممم... تو بر خور دار لڑکا ڈی ایس پی ہے..!" بی جان نے دھیمے لہجے میں دریافت کیا..

"جی بی جان .."

"عمر کیا ہے لڑکے کی..؟"

"چوبیس سال..." وہ فرمانبرداری سے جواب دے رہا تھا..

"یعنی خود سے دو سال چھوٹی بہن کے لیے تم نے خود سے دو سال بڑا لڑکا ڈھونڈ لیا..." بی جان کے حساب کتاب پر اس کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ نے رقص کیا.. جبکہ خاموش بیٹھی فرحانہ اور نفیسہ بیگم نے بھی ایک دوسرے کو یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں "یہ اماں جی کو کیا ہو گیا"..

"مگر اماں جی.. لڑکے کی عمر کا زین کی عمر سے کیا تعلق.. رشنا کے لحاظ سے لڑکے کی عمر بالکل ٹھیک ہے.."

"میں تعلق کی بات نہیں کر رہی چھوٹی بہو، دراصل میں چاہتی ہوں کہ زین کی شادی بھی رشنا کے

ساتھ ہی کر دی جائے... ایک بیٹی جائے اور دوسری آجائے تو گھر میں ویرانی نہیں ہوگی.."

مسکراتے ہوئے صفیہ بیگم نے اصل بات کی.. دونوں بہوؤں کے چہرے پر طمانیت بھری

مسکراہٹ جگمگائی..



جبکہ زین احمر نیازی نے انکا ارادہ سن کر احتجاجاً انکی طرف دیکھا...

"ہمیں ایسے دیکھنے سے آپکو کوئی فائدہ نہیں ہوگا میری جان.. اگر آپکو کوئی لڑکی پسند ہے تو آپ ہمیں بتائیں ورنہ ہم خود آپکے لیے لڑکی ڈھونڈ لیں گے.." وہ مکمل سنجیدگی سے بول رہی تھیں جبکہ فرحانہ اور نفیسہ بیگم کے چہرے پر پھیلی خوشی انکے بی جان سے متفق ہونے کی گواہی دے رہی تھی..

"اتنی جلدی کیا ہے بی جان.. شادی بھی ہو جائیگی، آپ پلیز ابھی میری شادی کا ذکر مت چھیڑیں.." ازلی سنجیدگی سے اس نے صفیہ بیگم کو اپنا فیصلہ سنایا..

"زین میں نے آپکو بات ٹالنے کا نہیں کہا.. جو کہا ہے اس پر غور کریں.." انکے لہجے میں کوئی رعایت نہیں تھیں..

"اماں جی ٹھیک کہہ رہی ہیں بیٹا.. تم رعنہ سے بڑے ہو.. اصولاً تمہاری شادی پہلے ہو جانی چاہیے تھی.. مگر اب میں بھی تمہارا انکار برداشت نہیں کروں گی.." فرحانہ بیگم نے بھی اسے سمجھایا..

"امی پلیز... میں کون سا انکار کر رہا ہوں مگر ابھی نہیں.. ابھی میں شادی کے لیے مینٹلی طور پر ریڈی نہیں ہوں.. چچی پلیز آپ انہیں سمجھائیے.." آخر میں اس نے نفیسہ بیگم کو درمیان میں گھسیٹا..

"بیٹا میں تو خود تمہارے اعتراض پر حیران ہوں، لڑکے تو شادی کے نام پر خوش ہو جاتے ہیں اور تم ٹال رہے ہو..!" انہوں نے مسکراتے لہجے میں اسے چھیڑا.. نفیسہ بیگم کو یہ خوب رو سنجیدہ سانو جوان بہت عزیز تھا.. انکا اپنا کوئی بیٹا نہ تھا، ہمیشہ زین نے ہی بیٹوں والی ذمہ داری نبھائی تھی اور انکا پیار بھی سمیٹتا آ رہا تھا...

"چچی آپ بھی..." وہ احتجاجاً چلایا.. جبکہ تینوں خواتین اسکی بے بسی پر ہنس پڑیں تبھی کمرے کا دروازہ زرا سا کھول کر لاروش نے اندر جھانکا.. "اگر آپ سب کی اجازت ہو تو چائے لے آؤں.." مسکراتے لہجے میں اس نے دریافت کیا.. بی جان نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلادیا.. "زین اب میں آپکا کوئی جواز نہیں سنوں گی... آپ کے پاس ایک ہفتہ ہے.. خوب سوچ لیں.. اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو مجھے بتا دیجئے گا.. وگرنہ دو تین لڑکیاں میری نظر میں ہیں... میں خود آپکے لیے لڑکی پسند کر لوں گی..!" صفیہ بیگم نے قطعیت سے اپنا فیصلہ سنایا..

"مگر بی جان اتنی جلدی".....

"اتنی جلدی کہاں ہے.. آپ بتا تو رہے ہیں کہ لڑکے والے ایک ماہ کا وقت دے رہے ہیں.. تو ایک مہینہ بہت ہوتا ہے خود کو مینٹلی تیار کرنے کے لیے.. آپ اب آرام سے ایک ہفتے کے اندر مجھے لڑکی کے بارے میں بتائیں ورنہ میں خود دیکھ لوں گی.."

بی جان کے فیصلے نے اسے بے چین کر دیا تھا.. وہ شکست خوردہ سا سر جھکا گیا.. اسکے پسپائی اختیار کرنے پر دونوں بہوؤں نے ساس کو ویل ڈن

کا اشارہ کیا.. وہ مسکرا دیں تبھی دروازہ کھول کر رونا ہاتھ میں چائے کی ٹرے لیے اندر آئی تھی جبکہ اسکے پیچھے پکڑوں اور سموسوں کی پلیٹس ہاتھ میں لیے لاروش بھی اسکے ہمقدم تھی.. بی جان نے جائزہ نظروں سے اپنی دونوں پوتیوں کو دیکھا.. لاروش نے سنجیدگی کی تصویر بنے زین احمر کو دیکھا اسکے وجہہ چہرے پر تفکر کے اثرات تھے.. لاروش کو تشویش ہوئی...

اپنا چائے کا کپ لے کر وہ دونوں چیئر ز گھسیٹ کر بیڈ کے قریب ہی بیٹھ گئیں.. لاروش کی نظر گاہے بگاہے زین احمر کے دلکش چہرے کا احاطہ کر رہی تھی تبھی اس نے نگاہ اٹھا کر لاروش کی جانب دیکھا.. نظروں کا زبردست تصادم ہوا تھا.. لاروش کا دل اچھل کر حلق میں آگیا.. چہرے پر ازلی سنجیدگی کا عنصر لیے وہ اسے بغور تک رہا تھا.. جانے کیوں وہ جب بھی لاروش پر غیر دانستگی میں بھی نگاہ ڈالتا تو اسکی بے قرار نظر لاروش کے سیاہ تل پر اٹک کر پلٹنا بھول جاتی.. اسے وہ تل بارہا اپنی جانب متوجہ کرتا تھا اب بھی زین کو یک ٹک اپنی جانب دیکھتا پا کر اس نے فوراً نظر جھکائی تھی.. اسکے یوں نظر جھکانے پر زین احمر کے لب دلکشی سے مسکرائے تھے جبکہ ان دونوں کے تاثرات کا جائزہ لیتی صفیہ بیگم زین احمر کے مسکرانے پر بہت کچھ سمجھ گئی تھیں.. انکا اکڑو پوتا جو بھولے بھٹکے فقط انکے سامنے ہی مسکراتا تھا.. آج یوں لاروش کے نظر چرانے پر مسکرایا تھا تو یقیناً کوئی خاص بات تھی.. انہوں نے دل ہی دل میں اس خاص بات کو جاننے کا مصمم ارادہ کر لیا.. فرحانہ اور نفیسہ بیگم بی جان سے پاکستانی ڈراموں کی بابت دریافت کرتے ہنس رہی تھیں... رونا بھی لاروش کے کان میں



کھس کھس کر مغیز ہمدانی کی باتیں کر کے اسکا خون جلا رہی تھی بس ایک زین احمر ہی تھا جو گھونٹ گھونٹ چائے کو حلق میں اتارتے ہوئے خاموش تھا البتہ اسکی بولتی نگاہیں بار بار بے بس ہو کر لا روش کے دلکش سراپے کا طواف کر رہی تھیں، جس سے نگاہ جھکا کر بیٹھی لا روش تو شاید انجان تھی مگر بی جان کی زیرک نگاہوں سے اسکی چوری چھپی نہ رہ سکی.. دونوں بہوؤں سے گفتگو کرتے انکے لب بار بار مسکرا رہے تھے..



"رشنا کی بچی بات پکی ہو گئی اور مجھے کانوں کان خبر بھی نیں لگنے دی..." "شاہ ظل کی والدہ وفات پا چکی تھیں سو اسکے والد اور بڑی بہن رشنا اور شاہ ظل کی بات پکی کرنے آئے ہوئے تھے.. وہ لوگ تائی کے پورشن میں بی جان کے کمرے میں بات پکی کر کے محفل جمائے بیٹھے تھے.. جب تک لا روش کو بات کی خبر ہوئی تب تک بات بن چکی تھی سو وہ فوراً کمرے میں چھپی رشنا پر جا کر جھپٹی تھی.."

"مجھے تو خود کل رات پتا چلا تھا.. مم... مجھے لگا تمہیں پتہ ہو گا.." اسکے خطرناک تیور دیکھتے ہوئے رشنا ہکلائی..

"اچھا.. مجھے کیا تمہارے فرشتوں نے آکر خبر دی تھی جو مجھے پتہ ہوتا.." آنکھیں پھیلاتے ہوئے وہ اسکی طرف لپکی.. رشنا پھرتی سے بیڈ کی دوسری جانب اتر کر کھڑی ہو گئی..

"تم یہ بتاؤ تمہیں غصہ کس بات کا ہے.. میری بات پکی ہونے کا یا تم سے پہلے میری بات پکی ہونے کا..؟؟" اسکے لہجے میں واضح شرارت تھی.. لاروش تپ گئی..

"کمینی انسان ایسا سمجھا ہوا ہے تم نے مجھے...؟" لاروش گھوم کر اسکی طرف آئی.. رعنہ فوراً بیڈ پر چڑھ کر دوسری طرف جا کھڑی ہوئی جہاں لاروش کھڑی تھی...

"آج تمہیں چھوڑوں گی نہیں.. تم بچ کر دکھاؤ.. ایک تو مجھ سے چھپایا اوپر سے مجھ پر الزام لگا رہی ہو.. کمینی کہیں کی.. وہ دوبارہ رعنہ کی طرف آئی..

اس سے بچنے کو رعنہ کبھی بیڈ کے ایک طرف ہو جاتی تو کبھی دوسری طرف..

"کہیں کی نہیں... یہیں کی ہوں.. " رعنہ نے ہنستے ہوئے اسے مزید بتایا..

آخر اس بھاگم بھگائی سے تنگ آکر لاروش نے بیڈ پر چڑھ کر اسے کشنزارنا شروع کر دیے.. وہ کمال مہارت سے کشنزارنا کر رہی تھی...

تھک کر لاروش بیڈ پر ہی بیٹھ گئی.. بیڈ کی چادر ایک سائیڈ سے لٹک کر زمین کو بوسے دے رہی تھی.. اسے یوں بیٹھتا دیکھ رعنہ ہنستی چلی گئی..

"شرم کر لو تھوڑی... اگر باقی بچی ہے تو.. شادی کی ڈیٹ فکس ہو رہی ہے محترمہ کی... اور یہاں دانتوں کی نمائش کروائی جا رہی ہے.. " اسے ہنستا دیکھ لاروش خود بھی ہنس پڑی اور مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا..

"جب تمہاری ہوگی نہ تب تمہارے بھی یو نہیں نکلیں گے.. "اسکے پاس لیٹتے ہوئے رعنا نے ہنسی دباتے ہوئے اسے جواب دیا..

"صحیح دانت تو تمہارے کل نکلیں گے جب مریم کو اس بارے میں پتہ چلے گا.. "لاروش نے اسے سنجیدگی سے دھمکی دی..

"اس سے میری صبح بات ہوئی ہے.. میں نے.... اسکو بتا دیا ہے.. وہ بہت..... خوش ہے..." ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے اس نے اپنی بات پوری کرتے ہی کمرے سے دوڑ لگادی.. غصے سے لال چہرہ لیے لاروش اسکے پیچھے لپکی..

یعنی کہ اب تو حد ہی ہو گئی تھی.. ایک گھر میں رہتے ہوئے اسے جس بات کی خبر تک نہ تھی وہ ہی بات مریم کو پتہ لگ چکی تھی.. مسلسل ہنستی ہوئی رعنا نے نیچے کی طرف دوڑ لگائی تھی.. لاروش بھی اسکے پیچھے پیچھے ہی تھی مگر ہائے ری قسمت.. رعنا تو لاروش کے کمرے میں جا گھسی جبکہ آخری سیڑھی سے نیچے اترتی لاروش اوپر کی طرف آتے زین احمر سے بری طرح ٹکرائی تھی.. اس

زبردست تصادم سے لاروش کو اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا.. جبکہ اسے گرنے سے بچانے کے لیے زین نے اسکے بازوؤں کو تھام لیا.. اسکے سینے پر سر ٹکائے وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی..

لاروش کو گمان ہوا اسکا سر دیوار سے جا ٹکرایا ہے.. لیکن نتھنوں میں گھستی "ڈارک نائٹ" کی دلفریب مہک نے جلد ہی اسے احساس دلادیا کہ مقابل زین نیازی ہے.. دل بے ہنگم انداز میں



دھڑک اٹھا.. دھڑکن اس قدر تیز ہوئی تھی کہ اسے لگا جیسے زین وہ دھڑکنیں سن لے گا سو فوراً اس سے دور ہوئی مگر اسکے گداز وجود کو اپنے ہاتھوں میں سنبھال لے کھڑا زین احمر اس رد عمل کے لیے تیار نہیں تھا سو فوری طور پر اپنے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی نہ کر سکا.. اسکے لمس سے گھبرا کر لاروش نے متوحش ہو کر اسکی جانب دیکھا جو اسکی اس قدر قربت پر مدہوش سا اسکے لال ٹماٹر چہرے کو دیکھ رہا تھا.. سیاہ آنکھوں میں جذبوں کی آنچ تھی مگر لاروش نیازی اتنی عقل کُل کہاں تھی جو کچھ سمجھتی.. وہ تو خود اسکی گرفت سے بوکھلائی ہوئی اپنی شور مچاتی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اور کچھ اسے زین سے ڈانٹ کھانے کا ڈر تھا..

"س.. سوری... وہ میں رعنا کے.. پپ.. پیچھے.. " اس نے اپنی صفائی دیتے ہوئے ایک قدم پیچھے ہونے کی کوشش کی اور اب کی بار وہ کامیاب بھی رہی تھی کیونکہ زین نے اسکے بازو اپنی گرفت سے آزاد کر دیے تھے.. زین احمر نے بڑی مشکل سے خود کو کمپوز کیا تھا اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا.. لاروش نے فوراً اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی جبکہ ریلنگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے زین کو شدت سے احساس ہوا کہ اب اسے بی جان سے لاروش کے لیے بات کر لینا چاہئے.. ویسے بھی بی جان کا دیا گیا ایک ہفتے کا ٹائم پورا ہونے میں دو دن باقی تھے.. لاروش کے متعلق سوچتے اسے لب مسکرائے تھے..



بازاروں کے چکر بڑھ گئے تھے... لاروش اور رعنا ایک دن کالج جاتیں اور تین دن چھٹیاں کرتی اور اس مہم میں مریم برابر کی شریک تھی.. روز عبایا پہن کر انکے گھر آٹپکتی اور پھر وہ تینوں ہوتی اور انکی خوش گپیاں... ابھی بھی نفیسہ بیگم اور فرحانہ بیگم شاپنگ کے سلسلے میں گھر سے باہر تھیں جبکہ وہ تینوں رعنا کے کمرے میں ڈیرہ جمائے کافی کے سپ لیتے ہوئے آپس میں اونگی بونگی ہانک رہی تھیں..

"یار ویسے تمہاری شادی میں رونق لگائے گا کون...؟؟ مجھے تو امی رات میں یہاں رکنے نہیں دیں گی..!" مریم نے سنجیدگی سے اپنا مسئلہ بتایا...

"لو ایسے ہی نہیں رہنے دیں گی... ہم خود بات کریں گے آنٹی سے.. پورے ایک ہفتے پہلے یہاں آؤ گی تم اور بس..." رعنا کی بجائے لاروش نے جواب دیا جسکی حمایت میں مونگ پھلی کھاتے ہوئی رعنا نے زور و شور سے سر ہلایا...

"یار میں تو خود آنا چاہتی ہوں مگر بس اللہ کریں امی مان جائیں..."

"فکر مت کرو انکو منانا ہمارا کام ہے.. "رعنا نے اسے حوصلہ دیا..

"لیکن میری بات کھول کر سن لو تم دونوں.. یہ کام مت کرنا کہ میں یہاں رہنے آؤں اور تم دونوں اپنی کزنز کے ساتھ مل کر مجھے اگنور کرنے لگ جاؤ..." مریم نے اپنا خدشہ ظاہر کیا جس پر وہ دونوں کھکھلا کر ہنسی..

"تم نے کیا ہمیں اتنا بے مروت سمجھا ہوا ہے ایڈیٹ... "لاروش نے اسکو گھورا..

"یار اس فکر میں تم مت گھلو... لاروش کے بس ایک ہی ماموں ہیں اور وہ بھی آؤٹ آف کنٹری ہیں.. سو وہ تو نہیں آنے والے.. اور میری دو خالائیں ہیں وہ کراچی ہوتی ہیں.. اور تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ خالہ کی بیٹیوں کی مجھ سے بالکل بھی نہیں بنتی.. مشکل ہی ہے کہ خالہ اپنی بیٹیوں کو یہاں لے کر آئیں.. سو... ریلیکس کرو اور یہ مونگ پھلی کھاؤ.. کراچی ہے.. " اسے تفصیل بتاتے ہوئے رعنا نے آخر میں اسکی طرف مونگ پھلی کی پلیٹ کھسکائی.. مریم نے مطمئن ہو کر مونگ پھلی کا دانہ منہ میں رکھا...

"ویسے... انکی تم سے نہیں بنتی.. یا تمہاری ان سے نہیں بنتی.. " مریم نے یو نہی بات بڑھائی.. "جسکی بھی نہ بنے... بات تو ایک ہی.. تمہاری اور میری جگہ کوئی نہیں لے سکتا... " فرضی کالر کھڑے کرتے ہوئے رعنا کی بجائے لاروش نے جواب دیا.. جس پر مسکراتے ہوئے رعنا نے اثبات میں سر ہلایا...

"یہی سمجھ لو کہ میری ہی نہیں بنتی.. عجیب سی ہیں سب کی سب.. ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے کے چکر میں نت نئے فیشن کرتی رہتی ہیں.. مجھے تو بالکل نہیں پسند قسم اسے... میری تو دعا ہے خالہ ان حور پر یوں کو کراچی ہی چھوڑ کر آئیں.. " رعنا نے ناک چڑھاتے ہوئے اپنے دل جذبات ان دونوں پر عیاں کیے...



"پھر تو میں کہتی ہوں کہ آہی جائیں، میں بھی تو دیکھوں چیز کیا ہیں یہ کراچی کی لڑکیاں... اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں گھماتے ہوئے اس نے پر تجسس انداز میں تائیدی انداز میں لاروش کی جانب دیکھا اس نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے..

"اوہیلو... لڑکیاں ہی ہیں.. آسمان سے اتری کوئی تیسری قسم کی مخلوق نہیں ہیں جو تم انہیں دکھنے کیلئے یوں اتاؤلی ہو رہی ہو... "منہ بناتے ہوئے رعنا نے اسے گھر کا.. وہ منہ بسورتے ہوئے کافی کے سپ لینے لگی...

"اوہ مجھے یاد آیا...!" سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے مریم اچھلی..

"کیا....؟؟؟؟" وہ دونوں ایک ساتھ بولیں..

"آج کالج گئی تھی میں... مغیز تمہارا ہو چھ رہا تھا..." مریم نے اپنی طرف سے بہت اہم خبر سنائی تھی...

"لوجی کھو دا پہاڑ اور نکلی چیونٹی... "رعنا نے اپنی مرضی سے ترمیم کرتے ہوئے مثال دی.. جبکہ لاروش نے مریم کو گھوری سے نوازا جس پر وہ گڑبڑائی..

"یار پوچھ رہا تھا تمہارا تو کیا اب تمہیں بتاتی بھی نہ...؟؟" اس نے معصومیت ظاہر کی...

"تمہیں پتہ ہے ناں کہ مجھے اسکا ذکر نہیں پسند... پھر بھی تم کمینگی دکھانے سے باز نہیں آتی.. " لاروش نے شکوہ کیا...

"یار اب تو میں بھی اس کے ذکر سے بیزار ہو چکی ہوں... ویسے سچی جس انداز میں تم نے کہا تھا نہ کی اوہ مجھے یاد آیا، میں سمجھی تھی شاید واقعی کوئی کام کی بات یاد آئی ہے تمہیں مگر مغیز کی بات کر کے تم نے ثبوت دیا ہے کہ تمہارا یہ تر بوز جتنا سر واقعی خالی ہے...!" رعنہ نے ہنستے ہوئے اسے بے تکی بات کرنے پر ذلیل کیا جس پر مریم نے برامانے کی بجائے کھسیانی سی ہو کر دانتوں کی نمائش کروائی..

"اچھا وہ میں کہہ رہی تھی کہ... "مریم کافی باتونی تھی وہ پھر سے شروع ہو چکی تھی جبکہ دوسری طرف زین احمد نیازی بی جان کی عدالت میں سر جھکائے بیٹھا تھا..

"میں نے آپکو ایک ہفتے کا وقت دیا تھا زین.. پندرہ دن ہونے کو آرہے ہیں اور آپ نے مجھ سے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کی.. اسکا مطلب آپکو کوئی لڑکی پسند نہیں ہے..؟؟" اسکے جھکے سر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوئیں..

"آپکو کس بات کی جلدی ہے بی جان..! میں شادی نہیں کرنا چاہتا.. اور اتنی جلدی تو بالکل بھی نہیں..!" وہ چاہتا تھا کہ لا روش کی سٹڈی کمپلیٹ ہو جائے، یہی سوچ کر وہ ابھی بی جان سے بات نہیں کر پارہا تھا..

"اس جون میں تئیس سال کے ہو جائیں گے آپ... اور کتنا ٹائم چاہتے ہیں آپ..؟؟"

"میں اپنی اتج کے لحاظ سے جلدی کی بات نہیں کر رہا بی جان،، میں ر عنا کی شادی کی بات کر رہا ہوں... بیس دن میں تو ر عنا کی شادی میخ کرنا ہی مشکل ہے اور آپ میری شادی کا بوجھ بھی میرے ناتواں کندھوں پر ڈالنا چاہ رہی ہیں.." مسکین سی صورت بناتے ہوئے اس نے انہیں قائل کرنا چاہا تھا..

"بیس دن بہت ہوتے ہیں میری جان... اور آپ اس سب کی فکر مت کریں.. سب میخ ہو چکا ہے.."

"ایسے کیسے میخ ہو گیا سب... لڑکی تو ہے نہیں کوئی... تو کس سے کروائیں گی میری شادی..؟" اس نے زچ ہوتے ہوئے بے بسی سے پوچھا...

"تو یعنی آپ شادی کے لیے رضامند ہیں..؟" صفیہ بیگم کے چہرے پر خوشی کے رنگ پھوٹ پڑے..

"لڑکی ہو گی تو رضامندی دوں گا ناں..!" اس نے ہنستے ہوئے انہیں ٹالا.. صفیہ بیگم نے دل ہی دل میں ہنستے ہوئے زین کی نظر اتاری جو شاذ و نادر ہی ہنستا تھا.

"لڑکی کی فکر آپ مت کریں.. میں آپ کے لیے لڑکی پسند کر چکی ہوں..." مطمئن لہجے میں اطلاع دیتے ہوئے انہوں نے اس کے سر پر دھماکا کیا.. وہ فوراً لرٹ ہوا تھا...



"کیا مطلب... کون ہے وہ لڑکی..؟" بس لمحہ لگا تھا اور اسکی رگ رگ میں بے چینی سما گئی تھی.. اگر بی جان نے واقعی کوئی لڑکی پسند کر لی ہوئی تو... تو کیا کرے گا وہ... کیا انکار کر پائے گا...؟؟؟" اس نے بے چینی سے اپنے گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرا..

"لاروش... میں نفیسہ سے لاروش کے لیے بات کر چکی ہوں... آپکو کوئی اعتراض ہے تو آپ بتا سکتے ہیں..." اسے زندگی کی نوید سناتے ہوئے بی جان نے اسکی جانب دیکھا جسکے چہرے کے رنگ بہت تیزی سے بدلے تھے.. سیاہ آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی جبکہ ہونٹوں کی تراش میں کھلنے والی مسکراہٹ بڑی دلکش تھی.. پوتے کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھ کر وہ اندر تک مطمئن ہو گئیں..

"کہاں گم ہو گئے ہیں آپ زین... میں نے پوچھا ہے آپکو کوئی اعتراض تو نہیں ہے..؟؟" مسکراہٹ لبوں میں دباتے ہوئے انہوں نے سنجیدگی کا لبادہ اوڑھا..

"جب آپ چچی سے بات کر ہی چکی ہیں تو بھلا میرے پاس اعتراض کرنے کا کیا آپشن..؟" انکی جانب دیکھتے ہوئے وہ بھی سنجیدگی سے بولا مگر مسکاتی آنکھیں قطعی طور پر غیر سنجیدہ تھیں..

"یعنی آپکو اعتراض ہے... چلیں کوئی بات نہیں میں طریقے سے نفیسہ کو انکار کر دوں گی.. "صفیہ بیگم نے اسکی شہ رگ دبائی تھی وہ تڑپ اٹھا..

"نہیں نہیں انکار کیوں کرنا... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے.. آپ بات کر چکی ہیں تو بس ٹھیک ہے..." نظریں جھکا کر اس نے دل کی بات عیاں کر دی.. وہ کھل کر مسکرائیں..

اسکے وجیہہ سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے انہیں اس پہ بے ساختہ پیار آیا.. اپنے ہی خول میں ہر وقت بند رہنے والے پوتے کی آنکھوں میں لکھی داستاں وہ کیسے نہ پڑھتی جس کے ایک ایک رنگ سے وہ بخوبی واقف تھیں..

"لیکن بی جان میری ایک ڈیمانڈ ہے.." اس نے خود کو دیکھتی اپنی عزیز از جان دادی کو دیکھا جنکے چہرے کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ اسکے دل کا حال پاگئی تھیں..

"لاڈلے اب بھی کوئی ڈیمانڈ ہے...؟" مسکراتے ہوئے انہوں نے زین کو مصنوعی حیرت سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں "تمہاری دلی خواہش پوری کر دی ہے اب اس میں بھی کچھ ترمیم باقی ہے..؟؟؟"

....

"میں چاہتا ہوں آپ ابھی صرف منگنی کر دیں.. شادی لا روش کے انٹر کرنے کے بعد ہوگی... اگر ابھی شادی ہوگئی تو اسکی سٹڈی کا حرج ہو جائیگا..." ناچاہتے ہوئے بھی اس نے یہ فیصلہ پل میں کیا تھا اور صفیہ بیگم تک پہنچا بھی دیا..

"یہ تو آپ پر ڈسپینڈ کرتا ہے زین... سٹڈی کا حرج ہوا تو منگنی کے بعد بھی ہو جائیگا.. اور پھر رونا بھی تو شادی کے بعد ہی انٹر کمپلیٹ کریگی.. پھر لا روش کیوں نہیں..؟؟" انہوں نے اسکی بات کو رد کرنا چاہا..

"بی جان پلینز... سمجھنے کی کوشش کریں.. بہت مشکل ہو جائیگا بعد میں... وہ انہیں قائل کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا..

"زین آپ یہ بُودے جواز میرے سامنے پیش مت کریں.. آپ کیوں نہیں چاہتے کہ میں آپکے بچوں کو گود میں کھلاؤں.. جب قبر میں چلی جاؤں گی ناں تب کیجئے گا آپ شادی...!" وہ یک دم غصے میں آگئی تھیں.. زین تڑپ کر رہ گیا..

"اللہ نہ کرے بی جان کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ... میں آپکے بغیر اپنی کوئی خوشی تصور بھی نہیں کر سکتا..." انکے جھریوں زدہ ہاتھ تھامتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولا..

"تو بس.. اب میں انکار نہیں سنوں گی.. آپکی اور رونا کی شادی ساتھ ہی ہوگی.. ہاتھ اسکی گرفت سے نکالتے ہوئے وہ قطعیت سے بولیں.. زین نے بے

بس ہو کر سر جھکا دیا..



"



## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](http://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

مگر امی اتنی جلدی...؟؟؟؟"چند پل تو وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی اور جب یقین ہو گیا کہ اسکے کانوں نے کچھ غلط نہیں سنا تو دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر پہلے تو اس نے نفیسہ بیگم کی جانب دیکھا جنکے چہرے کی مدھم مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ زین احمر نیازی بن مانگی دعا کی طرح خدا نے اسے عطا کر دیا ہے... مگر دوسرے ہی پل اتنی جلدی اسکی بیوی بننے کے خیال سے ہی اسکی ریڑھ کی ہڈی سنسناتا ٹھی اور کچھ اسکی پڑھائی بھی نامکمل تھی سو اس نے سوال داغ دیا...

"بیٹیوں کی شادی جلدی ہی کر دینی چاہیے میری جان... اور پھر اسی گھر میں تو رہو گی تم... ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے..."

"مگر امی اتنی جلدی کیا ہے.. پپ.. پلیز امی میرا دل بہت گھبرا رہا ہے.. ایسے مت کہیں.. مم.. میں زین بھ... بھائی کے ساتھ.. کچھ وقت تو دے دیں... ابھی تو میری سٹڈی بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی.. آپ پلیز ابھی بی جانی کو منع کر دیں.. "اچانک اسے احساس ہوا وہ زین نیازی کے وجود سے انکار کر گئی ہے سو فوراً تصحیح کرنے کو بولی تھی..

آ.. آئی مین اتنی جلدی نہیں.. میں پہلے انٹر تو کر لوں.. "پہلے تو اسے خوشی ہوئی تھی مگر اتنی جلدی اس شخص کے ساتھ.. اسکے پاس.. اسکی نظروں کے سامنے رہنے کے تصور نے ہی اسکا دل بری طرح دھڑکا دیا تھا.. کیسے رہے گی وہ ہر پل اسکی نظروں کے سامنے جسکی نظر ہی اسکی دھڑکنوں میں حشر برپا کر دیتی تھی اسکی قربت کیسے برداشت کر پائیگی وہ... سو اس نے نفیسہ بیگم

سے التجا کی تھی جنہوں نے پہلے زین کے نام پر اسکے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھے تھے مگر اب اسکے کہے گئے الفاظ انہیں کوئی اور ہی کہانی سنارہے تھے ..

"دیکھو لا روش .. میں تمہاری بی جان کی خواہش کے خلاف نہیں جاسکتی بیٹا .. ہاں اگر تم چاہو تو ان سے بات کر لینا ... میں ان تک تمہارا جواب پہنچا دیتی ہوں .." اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہوں نے اسے تسلی دینے کی ناکام کوشش کی ... انہوں نے بغور اپنی کانپتی لرزتی بیٹی کو دیکھا جو نا صرف کم عمر تھی بلکہ کم عقل بھی تھی .. شرم سے گلابی ہوتی وہ گلابی مورت لگ رہی تھی .. نفیسہ بیگم نے بے اختیار اسکی دمکتی پیشانی چوم کر اسے گلے سے لگالیا .. جسکی دھڑکنوں کا شور انہیں واضح طور پر محسوس ہو رہا تھا ..

پھر جو شام کے وقت وہ کمرے میں بند ہوئی تو اگلی صبح بی جان کے بلانے پر ہی کمرے سے باہر نکلی تھی ..

ساری رات بیڈ پر کروٹیں بدلتے گزری تھی .. وہ روئی نہیں تھی مگر جاگنے کے باعث پوٹے بھاری اور سرمئی آنکھوں سرخ ہو رہی تھیں .. اور نیند تو زین احمر نیازی کی آنکھوں سے بھی رات بھر دور رہی تھی .. سہانے خوابوں نے اسکی سیاہ آنکھوں میں ایسا گھر کیا تھا کہ ساری رات وہ اس پری ویش کے خیالوں میں کھویا رہا .. اس رات کی تنہائی میں وہ اکیلا ہی مسکراتا رہا تھا اور یقیناً اپنی زندگی کے تئیس سالوں میں وہ کبھی بھی اتنا خوش نہیں رہا تھا .. فجر کی اذان ہونے پر اس نے بستر چھوڑا اور



سرخ آنکھوں کو کھولتے ہوئے جاگنگ کے لیے باہر نکل آیا.. دوسری جانب صبح ہی صبح بی جان کے بلانے پر وہ دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر تائی کے پورشن میں چلی آئی... رعنا یقیناً خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی اور تائی اماں بھی شاید اپنے کمرے میں تھیں سو وہ دبے پاؤں صفیہ بیگم کے کمرے میں آگئی.. وہ حسب معمول بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی ہاتھ میں پکڑی تسبیح کے دانے گھمار ہی تھیں.. لاروش چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکے قریب ہی بیڈ پر ٹک گئی..

"اسلام علیکم بی جانی.. "سلام کرنے کا انداز وہ ہی تھا مگر وہ شوخی مفقود تھی جو اسکے لہجے کا خاصہ تھی.. انہیں یک دم تشویش نے گھیرا کہ کہیں پوتے کی خواہش کی خاطر وہ پوتی کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچا بیٹھی ہوں..

"وعلیکم اسلام... کیسی ہے میری بیٹی..؟" انہوں نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیا تھا..

"ٹھیک ہوں... " نظریں جھکائے وہ الجھی الجھی لگ رہی تھی..

"لاروش.. میری طرف دیکھیں بیٹا.. " اسکا چہرہ اونچا کرتے ہوئے وہ محبت سے بولیں.. اس نے ضبط کرتے ہوئے اپنی پانی بھری گلابی آنکھیں اوپر اٹھائی تھیں.. صفیہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا..

"میری جان... میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے... زین میرا بہت فرمانبردار بیٹا ہے اور انہوں نے میری اس خواہش پر سر جھکا دیا ہے.. میں آپ سے بھی یہی امید رکھتی تھی اسی لیے آپ کی

مرضی جانے بنایہ فیصلہ کر بیٹھی.. مگر نفیسہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپکو کچھ اعتراض ہے اس سلسلے میں... آپ بلا جھجک مجھ سے شئیر کر سکتی ہیں... میں پوری کوشش کرونگی کہ آپکی خواہش کو اہمیت دوں.. "دل پر پتھر رکھتے ہوئے انہوں نے لاروش کو حوصلہ دیا تھا مگر حقیقتاً انکا دل ڈوب رہا تھا کہ وہ زین کو کیا جواب دیں گی اسے کیسے سنبھالیں گی کہ جسکی آنکھوں میں انہوں نے لاروش کے نام پر دیپ جلتے دیکھے تھے ..

"آپکی خواہش پر سر جھکانا میرے لیے باعث فخر ہو گا بی جانی مگر..." اس کے منہ سے نکلتے لفظوں نے انکے دل میں خوشی کے پھول کھلا دیے تھے مگر آخر میں اس کے "مگر..." کہنے پر انہیں تشویش ہوئی..."مگر کیا میری جان... زین بہت سلجھا ہوا لڑکا ہے.. وہ آپکو بہت خوش رکھے گا.. آپ ہر قسم کا ڈر و خوف دل سے نکال پھینکیں.." اس کے گلابی ہاتھوں پر اپنا جھریوں زدہ ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی ..

"بی جانی مجھے زین.. بھائی سے اعتراض نہیں ہے.. مگر میں اتنی جلدی شادی کے لیے تیار نہیں ہوں.. پپ.. پلیرز آپ تو سمجھیں.." "ہونٹوں کو کچلتے ہوئے وہ روپڑی... صفیہ بیگم نے بے ساختہ اسے گلے لگایا.. اس کے رونے میں مزید شدت آنے لگی تو انہوں نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی ...

"شش.. بس چپ.. رونا نہیں... جو آپ چاہو گی وہی ہو گا.." اسکی پیشانی چومتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے بولیں.. لاروش دھیرے سے ان سے الگ ہوئی ..

"اچھا ادھر دیکھیں میری طرف.. رعنا کے ساتھ ہی آپکا اور زین کا نکاح کر دیتے ہیں..." لاروش نے تڑپ کر انکی طرف دیکھا...

"سن لیں پہلے پوری بات سن لیں.. نکاح رعنا کی شادی میں کر دیتے ہیں.. اور رخصتی آپکی تعلیم مکمل ہونے کے بعد... اب ٹھیک ہے...؟؟" اسکے سرخ پڑتے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولیں.. وہ اسکی مشکل سمجھ چکی تھیں اسی لیے اسکے سامنے بہترین آپشن رکھا تھا.. لاروش کھل سی گئی.. مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا جس پر مطمئن سی ہو کر بی جان نے آنکھیں موند لیں.. اب انہیں اپنی بہوؤں اور زین کو اس فیصلے کے بارے میں بتانا تھا اور وہ جانتی تھیں کہ یقیناً ان تینوں کو اس بابت کوئی اعتراض نہیں ہونا تھا.. اور انکا خیال بالکل درست تھا ان تینوں کو ہی اس فیصلے سے اعتراض نہیں ہوا تھا مگر زین احمر نیازی... ہاں زین کے اندر کچھ ٹوٹا تھا.. وہ سارے خواب جو اس نے رات بھر پلکوں پر سجائے تھے انہیں پورا ہونے میں اب دو سال باقی تھے.. اس نے بین کرتے دل کو سنبھالا تھا کیونکہ کل تک وہ بھی تو یہی چاہتا تھا کہ لاروش انٹر کر لے...



یہ دن بہت تیزی سے گزرے تھے اور گزرتے وقت کے ساتھ زین احمر نے لاروش نیازی کی خاطر اپنے جذبات پر قابو پا لیا تھا.. نفیسہ اور فرحانہ بیگم نے باہمی محبت اور اتفاق سے شادی کی تیاریوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی.. بی جان کی خوشی کی بھی کوئی حد نہ رہی تھی.. جبکہ دوسری جانب



لاروش اور رعنابھی اپنی زندگانیوں میں ہوئی تبدیلیوں کے باعث بے حد خوش تھیں رعناب نے تو اسے بھابھی کہہ کہہ کر اسے زچ کر رکھا تھا جبکہ مریم بھی اب مغیز کو بھول بھال کر اسے زین کے نام سے چھیڑتی رہتی تھی.. وہ شرم سے کبھی سرخ ہو جاتی اور کبھی تپ جاتی مگر آخر میں ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے لبوں کا احاطہ کر لیا کرتی.. دو دن بعد رعناب کی مہندی جبکہ مہندی سے پہلے شام میں لاروش اور زین کا نکاح تھا.. رعناب کی خالہ اور خالہ کی حور پریاں زین کے نکاح سے کچھ دیر پہلے پہنچنے والی تھیں جبکہ انکی جی جان سے کی گئی کوششوں کی بدولت مریم تین دن سے انکے گھر ڈیرہ جمائے بیٹھی تھی.... اس وقت وہ دونوں مریم کے ساتھ امپورٹنٹ ٹیسٹ دینے کے لیے کالج آئی ہوئی تھیں... لاروش نے تو نکاح کے بعد بھی کالج جوائن کیے رکھنا تھا البتہ رعناب نے خود ہی تیاری کر کے صرف پیپر زدینے تھے.. فری پریڈ ملتے ہی وہ تینوں لائبریری میں آگئیں اور جو شروع ہوئیں تو پھر انکی پٹر پٹر چلتی زبان کو مغیز ہمدانی نے آکر روکا.. اپنی باتوں میں مشغول وہ مغیز ہمدانی کے اپنے سر پر آکھڑے ہونے سے چپ ہوئی تھیں.. تینوں نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا مگر وہ صرف لاروش کی جانب متوجہ تھا... وہ سخت بد مزہ ہو کر رخ پھیر گئی..

"اتنے دنوں سے کہاں تھیں آپ؟؟" لہجے میں سختی سمیٹے وہ اس سے مخاطب تھا.. آنکھوں کی سرخی اسکے اشتعال کا پتہ دے رہی تھی.. اسکے یوں حق جتانے پر لاروش نے قہر آلود نظروں سے اسے دیکھا...

"میں تمہیں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں.." "سلگتے لہجے میں اس نے مغیز کو جواب دیا.. وہ پل میں نرم ہوا تھا.. پھر بولا تو لہجہ التجائیہ تھا..."

"پلیز آپ.. میری بات سنیں.. صرف پانچ منٹ... کہیں چل کر بات کر سکتی ہیں میرے ساتھ..؟؟" "لا بھیری میں موجود دوسرے سٹوڈنٹس اور رعنا اور مریم کی وجہ سے اس نے لاروش سے ریکوئسٹ کی.."

"آئی ایم سوری... میں تمہاری کوئی بات نہیں سننا چاہتی... تم پلیز تماشامت بناؤ اور یہاں سے دفع ہو جاؤ.." سخت لہجے میں ہمیشہ کی طرح آج بھی اس نے مغیز کی بات کو رد کیا تھا.. وہ یونہی اسکو ذلیل کیا کرتی تھی.. مغیز کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس گھمنڈی لڑکی کو اٹھا کر کہیں دور لے جائے جہاں وہ اسکی تابع ہو جائے... وہ اسے جھکانا چاہتا تھا مگر قدم قدم پر خود جھک رہا تھا.. غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے اس نے لہجے کو نارمل کرتے ہوئے اب کی بار رعنا کی جانب دیکھا تھا جسکے چہرے پر کچھ نرمی تھی.. اس نے فوراً لہجے میں نرمی سموئی تھی اور رعنا سے کہا تھا..."

"پلیز آپ لاروش کو سمجھائیں.. مم.. میں بہت امپورٹنٹ بات کرنا چاہتا ہوں ان سے..!"

رعنا نے لب بھینچتے ہوئے ایک نظر لاروش کو دیکھا جو منہ موڑے بیٹھی تھی پھر آنکھ سے مریم کو وہاں سے اٹھنے کا اشارہ کیا اور مغیز کو پانچ منٹ کا وقت دے کر کوریڈور میں چلی آئی.. لاروش نے

اٹھنا چاہا تو مغیز نے فوراً اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا... "پلیز لاروش..."

اسکی التجا پر لاروش نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا اور سلگ کر اسے دیکھا..

"کیا تکلیف ہے بولو..." لاروش نے بد تمیزی کی انتہا کر دی...

"محبت کرنے لگا ہوں تم سے... شادی کرنا چاہتا ہوں.. کرو گی مجھ سے شادی...؟؟" اپنی دلکش

آنکھیں اسکی سرمئی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے وہ اپنے مخصوص بھاری دلکش لب و لہجے میں صاف

اظہار کر گیا.. لاروش کوشیشے میں اتارنے کے لیے اسکے پاس اس سے بہتر اور کوئی چال نہیں

تھی.. وہ ہر صورت اسے اپنے لیے پاگل دیکھنا چاہتا تھا..

"سوری ٹو سے بٹ... پرسوں میرا نکاح ہے... سو پلیز.. اپنی یہ محبت کسی اور پر لٹا دو.." لاروش

نیازی نے اطمینان سے اسکی نام نہاد محبت کا پرچم اپنے پاؤں تلے روند دیا..

"جھوٹ بول رہی ہیں آپ.. صرف مجھے ٹالنے کے لیے ایسا کہہ رہی ہیں آپ میں جانتا ہوں.." وہ

زخمی ناگ کی طرح پھنکارا.. اسکا خواب ملیا میٹ ہو رہا تھا وہ کیسے برداشت کرتا..

"سوری بٹ یہ میں ہوں... تم نہیں جو لڑکیوں سے جان چھڑانے کے لیے جھوٹ بولتے ہو.. مجھے

جب تم سے دوستی نہیں کرنی تھی تب بھی میں نے صاف انکار کیا تھا اور اب بھی انکار کر رہی ہوں..

سو پلیز.. بار بار میرا دماغ کھانے مت آیا کرو!"...



"غلط کر رہی ہیں آپ... مجھے ٹھکرا کر بہت پچھتائیں گی آپ.. "یقیناً اسے خود پر بہت مان تھا تبھی اسے دیکھتے ہوئے وہ وارننگ دینے والے انداز میں بولا تھا... وہ غصے سے آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا تھا تبھی سلگتے لہجے میں اسے وارننگ دے رہا تھا مگر وہ ڈرنے کی بجائے تمسخرانہ مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولی تو صرف اتنا...

"پانچ منٹ پورے ہو گئے مغیز ہمدانی.. یور ٹائم از اوور ناؤ... "اپنا کالج بیگ سنبھالتی ہوئی وہ اٹھ کھڑی ہوئی...

"میں تمہیں پچھتانے پر مجبور کر دوں گا لا روش نیازی... پھر مجھ سے میرے وجود کی بھیک مانگو گی تم..." اس کے جانے کے بعد وہ خود ہی بڑبڑایا تھا.. وہ لڑکی اسے بری طرح ہرا کر جا چکی تھی... اس کا بس چلتا تو دنیا کو آگ لگا دیتا...



نکاح ہوئے دو گھنٹے بیت گئے تھے مگر زین احمر کی نگاہیں اس کی دید سے محروم تھیں... جانے کہاں چھپی بیٹھی تھی.. اس کی دونوں خالائیں ظہر کے بعد بمعہ اپنی بیٹیوں کے، نیازی ہاؤس تشریف لا چکی تھیں.. ظہر کے بعد سے ہی ان سب سے مل کر وہ جو غائب ہوئی تھی تو اب مغرب ہونے کو آئی تھی مگر وہ ہنوز غائب تھی. اس کی بے قرار نگاہیں اسے دیکھنے کے لیے تڑپ رہی تھیں مگر بلاشبہ یہ اس کا ضبط اور سمجھداری ہی تھی جو کوئی بھی اس کی یہ بے تابی نوٹ نہیں کر پایا تھا.. حتیٰ کہ بڑی خالہ کا سب سے

چھوٹا بیٹا عفان جو رونا کا ہم عمر ہی تھا اسکے ساتھ ساتھ ہر کام میں آگے آگے تھا اور اسے مسلسل چھیڑ بھی رہا تھا مگر مجال ہے جو وہ کھل کر مسکرایا ہو.. بس زیر لب ہولے سے مسکراتا رہا تھا..

مریم ادھر سے ادھر خوب بھاگم دوڑ کر رہی تھی... گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ وہ جھنجھلانے لگا تھا.. مہندی کے سارے آرٹینجمنٹس دیکھ کر وہ لاؤنج میں آکر صوفے پر بیٹھا ہی تھا کہ تبھی چھوٹی خالہ کی نشال اسکے پہلو میں دھم سے آکر بیٹھی.. نشال اور مشال دوہی بہنیں تھیں.. مشال بڑی اور نشال چھوٹی تھی.. جبکہ بڑی خالہ کی تین بیٹیاں نمرہ، انعم اور عائشہ اور ایک بیٹا عفان تھا.. عفان سے تو اسکی فیس بک اور واٹس ایپ پر بات چیت ہو جایا کرتی تھی مگر اپنی ان کزنز سے وہ دو سال پہلے ٹھیک سے متعارف ہوا تھا جب وہ فرحانہ بیگم کے ساتھ نمرہ آپ کی شادی میں گیا تھا.. نمرہ تو میرڈ تھی البتہ انعم اور عائشہ دونوں بہنیں ماں کے ساتھ رونا کی شادی میں شرکت کرنے آئی ہوئی تھیں..

"نکاح کروا کر منہ چھپ آئے پھر رہے ہیں زین بھائی... اور بہن کو ٹریٹ بھی نہیں دی.. میں بتا رہی ہوں ہم سبکو سپیشلی آپ سے ٹریٹ چاہیے..!" اسکی طرف شکایتی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ حق جتا کر بولی.. وہ محض چودہ برس کی تھی اور نمرہ کی شادی میں ہی زین سے اپنی نیچر کی وجہ سے کافی فرینک ہو گئی تھی.. زین کو بھی اپنی یہ بھولی بھالی، باتونی سی کزن اچھی لگی تھی.. اسکے یوں

شکایت کرنے پر وہ کھل کر مسکرایا تھا.. عائشہ اور مشال بھی اسکے سامنے پڑے صوفے پر آکر  
براجمان ہو گئیں..

"کیوں نہیں.. ضرور ملے گی ٹریٹ مگر ابھی جا کر ریڈی ہو جاؤ شاہناز.. شاہ ظل کے گھر والے  
مہندی کی رسم کرنے کے لیے آنے ہی والے ہیں اور تم یو نہی گندہ منہ لیے پھر رہی ہو..!" اپنے  
مزاج کے خلاف وہ کافی نرم لہجے میں بول رہا تھا.. عائشہ کی نگاہیں اسکے وجہہ سراپے پر ہی جمی ہوئی  
تھیں.. دل میں عجیب ہلچل ہو رہی تھی.. نمرہ کی شادی میں بھی اس نے اس مغرور شہزادے کو  
شیشے میں اتارنے کی بہت کوشش کی تھی مگر ناکام رہی تھی اور اب بھی وہ اس سے نظریں پھیرے  
نشال کی طرف متوجہ تھا.. ڈارک براؤن کھدر کا شلوار سوٹ پہنے کندھے پر کریم کلر کی گرم شال  
ڈال کر بیٹھا وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا..

"یہ کیا زین.. ابھی ہم تمہارے پاس آکر بیٹھے ہیں اور تم فرار کی راہ ڈھونڈ رہے ہو..؟؟" لانی  
انگلیوں پر لگی ریڈ نیل پالش کو کھرچتے ہوئے اس نے نگاہ اٹھا کر زین کو مخاطب کیا جواب اپنے  
کمرے میں جانے کے لیے پر تول رہا تھا.. عائشہ کے پر شکوہ انداز پر وہ لب بھینچ کر اسکی جانب متوجہ  
ہوا.. مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا مشال بول پڑی..



"عائشہ آپنی بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں.. گپ شپ تو ہوتی رہے گی مگر اس سے پہلے کہ مہمان آجائیں چلے آئیں ہم تیار ہو جاتے ہیں.. "مشال نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا.. عائشہ استہزائیہ مسکرائی..

"تیار تو آج زین کی دلہن کرے گی... اسکی تیاری دیکھنے لائق ہوگی.. آخر زین کو لبھانا کوئی آسان کام تھوڑی ہے... خوب تیاریاں ہو رہی ہوں گی... رہی بات ہماری..؟؟ تو ہمارا کیا ہے.. ہو جائیں گے تیار... "زین کی جانب دیکھتے ہوئے وہ آہ بھر کر بولی... لاروش کے لیے استعمال کیے گئے اسکے الفاظ زین کو زرا نہ بھ آئے..

"میری بیوی کو سجنے کی ضرورت نہیں ہے عائشہ... نہ ہی اسے مجھے لبھانے یا اپنی طرف راغب کرنے کی ضرورت ہے... وہ سادگی میں بھی میرے دل پر قیامت ڈھاتی ہے...!" مضبوط لہجے میں بولتا ہوا وہ اسکے وجود جھلسا گیا.. اسکے ایک ایک لفظ سے لاروش کے لیے محبت ٹپک رہی تھی... "نکاح کروا کر ہواؤں میں اڑ رہے ہو زین.. زرا تھم کر بیٹھو.. یہ ناں ہو کہ اونچی اڑان بھرتے بھرتے تمہارا دل کسی اونچے مقام پر اٹک ج آئے.. پھر تمہاری بے چاری دلہن...!!!" اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی بھنورا آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ لکشی سے بولی.. اسکی نظروں میں لاروش کا حسین چہرہ گھوم رہا تھا دل میں حسد کے شعلے بھڑکنے لگے تھے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے کے باوجود وہ جاتے جاتے بھی زین احمر کے سامنے زبان کو چلنے سے روک نہ پائی.. نشال کے تو خاک بھی پلے نہ

پڑی البتہ 'مشال' کچھ سمجھ رہی تھی اور سمجھ تو زین بھی گیا تھا مگر خود کو کمپوز کرتے ہوئے وہ بولا  
تو صرف اتنا...

"دیر ہو رہی ہے عائشہ.. جا کر منہ دھو لو.. تمہیں تیار ہونے میں وقت لگے گا...!" اس نے منہ دھو  
لو پر زور دیا تھا جس کا مطلب صاف تھا کہ "جا کر آئینہ دیکھو تم کوئی اونچی شے نہیں ہو جس پر زین احمر  
اپنا وقت برباد کرے"... اس کے ایک ایک لفظ کا مطلب سمجھتے ہوئے عائشہ نے بے بسی سے پاؤں پٹخا  
اور شولڈر کٹ ریڈ ڈائی کیے ہوئے بال جھٹک کر وہاں سے نکلتی چلی گئی.. مشال نے معذرت خواہانہ  
نظروں سے اس کی جانب دیکھا اور نشال کو لے کر خود بھی وہاں سے چلی گئی.. زین احمر نے اپنے غصے  
سے سرخ پڑتے لب بھیج لیے... اس کا موڈ غارت ہو چکا تھا...



شاہ ظل کے گھر والے آچکے تھے.. مریم اور مشال رعنا کو سٹیج پر لا کر خود جانے کہاں غائب ہو گئی  
تھیں جو وہ مریم سے ہی لاروش کی بابت پوچھ لیتا.. اور نفیسہ بیگم اینٹرٹینس پر ہاتھ میں گجرے لیے  
مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں جبکہ فرحانہ بیگم، رعنا کے سسرالیوں سے خوش گپیوں میں  
مصروف تھیں.. زین احمر شاہ ظل کے بہنوئی کو کمپنی دے رہا تھا ساتھ ہی عفان بھی اس کی بھرپور مدد  
کر رہا تھا.. مگر اب کی بار اس کی بے چینی عفان کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکی.. وہ زیر لب مسکرایا  
تھا..

"کیا بات ہے بھائی...؟؟ کسی کا ویٹ کر رہے ہیں کیا...؟؟" اسے گاہے بگاہے اینٹرنیس کی طرف نگاہ ڈالتا دیکھ کر عفان نے اسے چھیڑا.. وہ اسکا مذاق سمجھ گیا تھا تبھی اسے آنکھیں دکھائیں.. عفان نے ہنستے ہوئے سر جھکا لیا.. زین احمر سخت بد مزہ ہوتے ہوئے سیٹج کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں رعنا کے سرالی اس کی نازک جان کو گھیرے بیٹھے تھے.. ایک بار پھر اسے لاروش کی کمی کا احساس ہوا تھا... آنکھوں میں سرخ ڈورے اترنے لگے تھے تبھی اسکی کی نگاہ سامنے سے آتی لاروش پر پڑی تھی.. شاید اللہ کو اس پر رحم آگیا تھا.... غیر دانستگی میں اینٹرنیس کی جانب ڈالی گئی نگاہ پلٹنا بھول گئی تھی.. نظریں جھک آئے سچ سچ کر قدم رکھتی وہ مریم کی اوٹ میں ہو کر چل رہی تھی.. چڑتے ہوئے مریم نے ہاتھ سے اسے سامنے کیا اور خود اسکے پیچھے چلنے لگی.. زین احمر کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی.. لیمن اور ریڈ کلر کا خوبصورت کام والا لہنگا زیب تن کیے.. کانوں میں میچنگ جھمکے اور سفید گردن میں اس نے نفیس نیکلس پہن رکھا تھا جو اس پر خوب سج رہا تھا.. دونوں کلائیوں میں بھر بھر کانچ کی چوڑیاں اور گجرے پہنے ہوئے وہ بار بار شانے پر پڑا لیمن دوبٹہ درست کر رہی تھی.. گلابی ہاتھ مہندی سے مبراتھے.. زین کے دل میں خواہش جاگی کہ ان ہاتھوں پر مہندی رچی دیکھے.. لمبے سیاہ بال پشت پر بکھرے اسکے دل میں ہلچل مچا رہے تھے... وہ بے خود سائیک ٹک اسے دیکھے چلا گیا... وہ خود تو نظریں جھک آئے ہوئے تھی مگر مریم نے زین کی بے ساختگی نوٹ کر لی تھی سو مسکراہٹ لبوں میں دباتے ہوئے مریم نے اسے زین کے بالکل سامنے لا کھڑا کیا.. لاروش کی نگاہ



اٹھی تو زین کو رو برو پا کر ساکت رہ گئی.. بلیک کلر کی شیر وانی میں اسکے چوڑے شانے نمایاں ہو رہے تھے.. سیاہ آنکھوں میں بے تابیاں و وارفتگیاں سمیٹے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا... لا روش نے گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہا تو مریم نے فٹ اسکے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے اسکا ہاتھ دبا کر اسکو روکا..

دیکھیں زین بھائی کیسی لگ رہی ہے آپکی بیوی..؟؟ اسے میں نے خود اپنے ان ماہر ہاتھوں سے ریڈی کیا ہے... "مریم نے چہکتے ہوئے اسے مطلع کیا.. اسکے بولنے پر کھویا کھویا زین ہوش میں آیا تھا اور بغور اسکے حسین و دلکش مکھڑے کی طرف دیکھا جو شرم سے گلابی ہو رہا تھا.. گھنیری پلکیں جھک آئے وہ اپنی مومی انگلیاں مروڑ رہی تھی.. ہلکے پھلکے میک اپ میں بھی وہ اسکے دل پر قیامت ڈھا رہی تھی.. شکر فی لبوں پر لائٹ پنک لپ سٹک سچی اسکے ہونٹوں کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی جبکہ بالائی لب کے کٹاؤ سے زرا اوپر.. وہ سیاہ تل... زین احمر کی سانسیں سینے میں اٹکنے لگیں. ایک بے خودی تھی جس کے زیر اثر وہ بنا پلک جھپکے اسکا ایک ایک نقش حفظ کر رہا تھا.. جبکہ اسکی نگاہوں کی بے باکیاں اپنے چہرے پر محسوس کرتی ہوئی لا روش رونے والی ہو گئی... دل کی دھڑکنیں شور مچاتی دل بند کرنے کے درپے ہو رہی تھیں.. اسکی حالت سے انجان وہ بس اسے دیکھتی آنکھوں کو قرار بخش رہا تھا وہ بھول چکا تھا کہ وہ کہاں ہے... کس جگہ ہے.. کس لیے ہے.. بس یاد تھا تو اتنا کہ مقابل وہ پری وش ہے جو اسکی دھڑکنوں میں شامل ہو کر اسکی زندگی بن بیٹھی تھی... اسکے ارتکا ز پر عفان

زور و شور سے کھنکراتا تھا... وہ چونک اٹھا پھر ہولے سے مسکرا دیا.. جبکہ اسکے مسکرانے پر مریم نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا..

"محترمہ کیا انکی یہ مسکراہٹ یہ بتانے کے لیے کافی نہیں ہے کہ جناب زین احمر نیازی پوری طرح گھائل ہو چکے ہیں..؟؟" زین کی بج آئے عفان نے مریم کو جواب دیا جس پر فوراً سنجیدہ ہوتے ہوئے زین نے اسے گھوری سے نوازا.. مریم کھکھلائی... زین کی بے خودی تو وہ بھی دیکھ چکی تھی..

"تو پھر ٹھیک ہے زین بھائی... اسکے چہرے پر جو میں نے ڈھیر ساری محنت کی ہے اسکا معاوضہ آپ سے مہندی کے اختتام پر مابدولت خود وصول کریں گی... ٹھیک ہے..؟؟" فرضی کالر اکڑاتے ہوئے مریم نے زین کو چھیڑا جو پھر سے لاروش کا شرمایا گھبراہٹ اپنی آنکھوں کے ذریعے دل میں سمور ہا تھا.. اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی لاروش نے مریم سے ہاتھ چھڑایا اور فرحانہ بیگم کے پاس جا کھڑی ہوئی.. اسکے یوں بھاگ جانے پر زین نے اپنے اٹھتے قہقہے کو بمشکل دبایا.. زین نے نرمی سے مریم کے سر پر چپٹ لگائی اور اثبات میں سر ہلادیا.. وہ خوش ہوتے ہوئے سیٹج کی طرف بڑھ گئی کیونکہ فرحانہ بیگم لاروش کو رعنا کے سسرالیوں سے اپنی بہو کے طور پر متعارف کروارہی تھیں ہر آنکھ میں اسکے لیے ستائش تھی بس ایک نگاہ تھی جس میں جلن ہی جلن... حسد ہی حسد..

آگ ہی آگ تھی...

زین کی بار بار لاروش کی جانب اٹھتی نگاہیں دیکھ دیکھ کر اسکا وجود آگ کی لپٹوں کی زد میں تھا... سیلو  
لیس فٹنگ والی شرٹ اور ٹخنوں سے اوپر چست پاجامہ جس میں اسکی گوری پنڈلیاں دیکھنے والے کو  
اپنی جانب متوجہ کر رہی تھیں... ریڈ ڈائینڈ شولڈر کٹ بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا.. باریک لبوں پر  
ڈارک مہرون لپ سٹک اس انداز، میں لگائی گئی تھی کہ قدرے بھرے بھرے دکھ رہے تھے جبکہ  
بھنورا آنکھوں میں کاجل اور لائٹ آئی شیڈ و بڑی مہارت سے لگا کر انہیں دو آتشہ بنایا گیا تھا اور جب  
وہ اینٹرینس سے چلتی ہوئی سیٹیج کے پاس رکھے صوفوں پر آکر بیٹھی تھی تو کتنی نگاہیں چندپل کو ساکت  
رہ گئی تھیں مگر افسوس کہ زین احمر نیازی نے ایک غیر دانستہ نگاہ اس پر ڈالنے کے بعد نگاہ پھیر لی  
تھی.. پھر وہ کتنی دفع اسکے سامنے سے گزری مگر وہ شخص اسکی جانب متوجہ ہو کر نہ دیا.. اور اب  
لاروش نیازی کو جو یوں دیکھ رہا تھا تو عائشہ کا تن من جھلنے لگا.. اسے اپنی تیاری فضول سی لگنے لگی...  
حسد کی آگ میں جلتے ہوئے وہ خود بھی بار بار لاروش کی جانب دیکھ رہی تھی جو لائٹ میک اپ میں  
بھی عائشہ کو مات دے رہی تھی... لبوں پر شر میلی مسکان سج آئے وہ مہمانوں سے مل رہی تھی..  
"تم کیا چھپ کر بیٹھی ہو عائش...؟؟ چلو سیٹیج کے پاس آؤ لڑکے والے رسم سے پہلے ڈانس کریں  
گے.." وہ اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی جب انعم اسکے سر پر آکر بولی تھی..



"میرا موڈ نہیں ہے تم جاؤ..." اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کو زین پر ٹکاتے ہوئے اس نے انعم کو صاف جواب دیا.. زین کا چہرہ اندرونی خوشی سے جگمگا رہا تھا.. میوزک کی آواز اونچی کر دی گئی... کسی نے ساحر علی بگا کا نیو سونگ ڈیک میں چلا دیا تھا..

ساتھوں ڈھولا مناون اے

ساتھوں یار مناون اے..

"چلو نا عاٹش.. وہ دیکھو شاہ ظل کے کزنز ڈانس کر رہے ہیں.. " انعم نے اسکا ہاتھ کھینچا.. چارونا چار وہ اٹھ کھڑی ہوئی.. ہاتھ پہ جھولتا دو بٹہ لا پرواہی سے گردن میں ڈالتے ہوئے وہ بھی ڈانس فلور کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی.. لاروش اور مریم رعنا کے پاس سٹیج پر بیٹھی کھکھلا رہی تھیں.. عائشہ چڑ کر ڈانس کرنے والے لڑکے اور لڑکی کی طرف متوجہ ہوئی جو یقیناً رعنا کے سسرال میں سے تھے..

ساتھوں ڈھولا مناون اے

ساتھوں یار مناون اے

"بھاویں سردی بازی لگ جاوے

بھاویں سردی بازی لگ جاوے"

وہ دونوں بڑی مہارت سے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ڈانس کر رہے تھے.. یقیناً انہوں نے بہت پریکٹس کر رکھی تھی..

"ایہو مسئلہ مکاوناں اے

بھاویں سردی بازی لگ جاوے

تینوں سوہنیا....

میری سوں اے

میرے نال دغانئی کرنا،

سوہنے... آ...."

اس فقرے پر لاروش کی نگاہیں بے ساختہ زین احمر کی جانب اٹھی تھیں جو پہلے ہی اسکی جانب متوجہ

تھا.. اسکے خدشے

پر وہ دھیمی مسکراہٹ لبوں پر لیے ڈانسرز کی طرف متوجہ ہو گیا... عائشہ سے یہ منظر چھپانہ رہ سکا وہ

بل کھا کر رہ گئی..

"شالا یار نصیب ناں ہووے

جنے پیار و فانی کرنا"

زین احمر نے لاروش کی جانب جتلاتی نگاہوں سے دیکھا.. وہ دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے

مسکرائی..

"ست بسم اللہ کر کے ڈھولا

میں ہن عشق قضائی کرنا

تیرے نال نبھاونا اے

اساں عشق نبھاوناں اے

بھاویں سردی بازی لگ جاوے.."

تالیوں کی گونج میں انکا ڈانس اختتام کو پہنچا تھا...

\*\*\*\*\*

دوسری طرف رسم حنا شروع ہو چکی تھی... مریم، لاروش، نشال، مشال سمیت سب لڑکیوں کو رسم کرنے اور دیکھنے کا اشتیاق تھا.. سیٹج کے گرد اکٹھی کھڑی وہ سب شادی شدہ خواتین کو رسم کرتے دیکھ رہی تھیں..

"لاروش بھا بھی آپکی بھی تو شادی ہوئی ہے... آپ بھی رسم کریں گی ناں..؟" نشال نے اشتیاق سے پوچھا...

"مجھے نہیں پتہ.. اگر تائی اماں کہیں گی تو، میں بھی کر لوں گی.. اس نے کندھے اچکاتے ہوئے معصومیت سے جواب دیا.. زرا فاصلے پر کھڑی عائشہ،، نشال کے اشتیاق پر تپ گئی.. انکے گروپ کے پاس آتے ہوئے بولی...



"نہیں.. یہ ابھی ایسی کسی رسم میں حصہ نہیں لے سکتی... ابھی صرف نکاح ہوا ہے.. رخصتی

نہیں... رسم حنا سات سہاگنیں کرتی ہیں.. لا روش تو صرف زین کی منکوحہ ہے...، صرف

منکوحہ... اور منکوحہ اور سہاگن میں بہت فرق ہوتا ہے..!" عائشہ نے تیکھے لہجے میں "صرف

منکوحہ" پر زور دیا.. مثال نے اسکے لہجے پر سرپیٹا جبکہ لا روش نے نا سمجھی سے عائشہ کی طرف دیکھا

جو اسے حقارت سے سرتاپیر دیکھ رہی تھی...

"سہاگن وہی ہوتی ہے جو پیامن بھاتی ہے عائشہ آپ... اور زین بھائی کی بولتی نگاہیں بخوبی بتا رہی ہیں

کہ لا روش سہاگن ہے... آپ اس بات کی فکر بالکل مت کریں کہ لا روش ابھی صرف زین بھائی کی

منکوحہ ہے.. "مریم اسکی جلن سمجھ چکی تھی اسی لیے اسے منہ توڑ جواب دیا.. مگر مقابل بھی عائشہ

تھی جو چپ ہونے والوں میں سے نہ تھی...

"مجھے تو خیر یہ منکوحہ بھی نہیں لگ رہی.. کتنا ڈل میک اپ کیا ہوا ہے تم نے اسکا.. اور ہاتھ بھی

مہندی سے خالی ہیں... تم دوست ہو اسکی.. تھوڑا سا تو سنو ارتی اسکو.. "اپنے مہندی بھرے ہاتھ

سے بالوں کو جھٹکتے ہوئے وہ لہجے میں تاسف سموئے طنزیہ بولی تھی..

شرمندگی سے لا روش کا چہرہ سرخ پڑ گیا جبکہ مریم نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو پھیلایا...

"لا روش کو چھوڑیں عائشہ آپ.. آپکی کیونٹس خراب ہو رہی ہے، اور یہ دیکھیں زرا.. آپکی لپ

سٹک بھی پھیل رہی ہے... جائیں پلینز اپنا میک اپ ٹھیک کر کے آئیں.. ایسے تو آپکا فیس بہت عجیب

لگ رہا ہے...!" مریم نے فکر مندانہ انداز اختیار کیا تھا.. عائشہ کو فوراً اپنی فکر ہوئی... لاروش کو مزید ذلیل کرنے کا ارادہ ترک کر کے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی.. مریم نے دور جاتی عائشہ کو غصے سے دیکھا اور پھر مشال کی جانب دیکھا جو شرمندہ شرمندہ سی لاروش کے تاثرات دیکھ رہی تھی.. مریم کے دیکھنے پر وہ نظر چرا کر رہ گئی..

"میرے سامنے تو بڑا پیڑ پڑ بولتی ہو اس چڑیل کے سامنے منہ میں دہی جم گیا تھا.. پاگل ہو کیا تم؟؟" مریم نے نشال اور مشال کے جانے کے بعد اسکی کلاس لی.. وہ گڑبڑا گئی..

"میں کیا کہتی.. مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہنے کی کوشش کر رہی ہیں..!"

"تو کیا تمہیں اب بھی سمجھ نہیں آیا کہ وہ محترمہ تمہیں ذلیل کر رہی تھی....؟؟" مریم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں..

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے مریم.. آج ہی تو آئی ہیں وہ.. بھلا انہیں مجھ سے کیا پر خاش کہ وہ مجھے ذلیل کریں گی.. شاید انکی عادت ہو ایسے بات کرنے کی.. سو جسٹ ریلیکس..!" لاروش نے اسے تسلی دی..

"دماغ میرا نہیں تمہارا خراب ہے.. جو تمہیں نظر نہیں آرہا کہ وہ لڑکی مسلسل زین بھائی کے گرد منڈلا رہی ہے.. اسکی کم عقلی پر افسوس کرتے ہوئے مریم نے اسے اصل بات بتائی.. لاروش نے حیرت سے آنکھیں پھیلانیں....

"جی ہاں.. اس لڑکی پر نظر رکھو... اسکے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے مجھے.. "مریم نے اماؤں کی طرح اسے سمجھایا...

"اور یہ آنکھیں تو کم کھولو.. قتل کرو گی کیا...؟؟" مریم نے ہنستے ہوئے اسکے سر پر چپٹ لگائی.. وہ پریشان پریشان سی مسکرائی.. تبھی نفیسہ بیگم نے مریم کو آواز دی تو مریم انکی جانب بڑھ گئی.. لاروش نے پریشانی سے ہاتھ مسلے...

مریم کی باتیں اسکے دماغ میں گھوم رہی تھیں... کیا کہنا چاہ رہی تھی مریم..؟؟ عائشہ کا زین کے گرد منڈلانا کیا معنی رکھتا تھا..؟؟

جو بات مریم اسے سمجھانا چاہ رہی تھی وہ لاروش سمجھنا نہیں چاہتی تھی.. اپنے دل میں کسی قسم کا وہم یا شک پال کر وہ زین کو خود سے متفر نہیں کر سکتی تھی.. وہ اسکا شوہر.. اسکا مجازی خدا تھا.. اپنے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے اس نے خود کو کچھ بھی الٹا سیدھا سوچنے سے روکا..

"لاروش... لاروش بیٹا..!" رعنا کی چھوٹی خالہ اسے پکارتی اسکے پاس آئیں.. وہ فوراً متوجہ ہوئی.. "جی آنٹی..؟"

"بیٹا کچن میں ابٹن کا باؤل رکھا ہوا ہے... میں ابھی بنا کر آئی ہوں.. جاؤ وہ لے آؤ..." انہوں نے اسکی پشت گھما کر اسکا رخ موڑا.. اثبات میں سر ہلاتی ہوئی وہاں سے دو منٹ میں غائب ہوئی... لہنگا سنبھالتی ہوئی وہ عجلت میں کچن میں داخل ہوئی اور سلیب کی طرف بڑھی.. سب مہمان لان میں



مہندی کا فنکشن انجوائے کر رہے تھے.. سلیب پر مٹھائی کے ٹوکڑے، پھولوں کی پیتیاں، گجرے اور جانے کیا کیا پڑا تھا اسکی نظریں ابٹن ڈھونڈ رہی تھیں.. آخر دو تین منٹ بعد اسے ابٹن کا باؤل نظر آگیا.. اس نے ہاتھ بڑھا کر باؤل تھا منا چاہا تبھی کسی نے اسکی کلائی کھینچ کر اپنے مقابل کیا تھا.. حملہ اتنا شدید تھا کہ وہ اپنا توازن نہ سنبھال پائی اور نتیجتاً مقابل کے چوڑے سینے سے جا ٹکرائی.. ڈارک نائٹ کی دلفریب مہک چہار سو پھیل گئی.. وہ پل میں سنبھلی تھی اور زین احمد نیازی سے دور ہوئی.. آنکھوں میں شدتیں لیے وہ اسے دیکھ رہا تھا... اسے اپنے سامنے دیکھ لارش کے لب پھڑ پھڑ آئے تھے..

"ز... زین.. بھا..." باقی کے الفاظ اسکے لبوں پر دم توڑ گئے کیونکہ زین نے اپنی مضبوط ہتھیلی فوراً سے پہلے اسکے لبوں پر رکھ کر اسے خاموش کروایا تھا...

"شوہر ہوں تمہارا... خبر دار جو آئندہ میرے نام کے ساتھ یہ بے ہودہ لفظ استعمال کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا.." آہستہ سے اپنا ہاتھ ہٹاتے ہوئے زین سخت لہجے میں بولا.. وہ بری طرح چڑ گیا تھا.. لاروش کو ڈھیروں شرمندگی نے گھیرا..

"س... سوری.." اسکے پاس کہنے کے لیے ہمیشہ کی طرح یہ ایک ہی لفظ تھا.. اسکی کلائی اب بھی زین کے ایک ہاتھ میں مقید تھی..

"آئندہ خیال کرنا ورنہ یہ لفظ سننے سے پہلے میں مرنا پسند..." لاروش نے تڑپ کر اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا... آنکھیں نم ہونے لگی تھیں کیونکہ زین کے بریلے تاثرات اسکے اندرونی انتشار کی گواہی دے رہے تھے.. اسکی آنکھوں میں پانی بھر تا دیکھ زین نے دل ہی دل میں خود کو ملامت کی.. اپنے لبوں پر رکھا اسکا نازک ہاتھ نگاہوں کے سامنے کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا..

"کل مجھے ان ہاتھوں پر مہندی چاہیے لاروش..!" اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ سنجیدہ مگر نرم لہجے میں بولا تھا.. لاروش کی بوجھل پلکیں اوپر اٹھنے سے انکاری تھی.. کپکپاتے لبوں کو آپس میں پیوست کئے و بے حد کنفیوز لگ رہی تھی.. ایک بار پھر زین احمر کی نگاہ اسکے تل پر اٹک گئی.. نظروں میں استحقاق بولنے لگا.. اس نے بمشکل دل کو ڈپٹا تھا اور تل سے نگاہ پھیر کر اسکی دمکتی پیشانی پر نظر ٹکائی..

"بولو لگاؤ گی ناں مہندی...؟؟" اسکی ٹھوڑی کو اونچا کرتے ہوئے وہ گھمبیر لہجے میں بولا.. وہ اپنے جذبات اتنی جلدی اس پر عیاں نہیں کرنا چاہتا تھا مگر یہ محبت بھی ناں... اسے بے بس کر رہی تھی...

"مم.. مجھے جانے دیں.. کوئی آجائیگا.. اپنی کلائی چھڑاتے ہوئے لاروش نے التجا کی.. چہرہ اسکی نظروں کی گرمائش سے سرخ انار ہو رہا تھا...

"پہلے مجھے بتاؤ لگاؤ کی یا نہیں...؟؟" وہ جانتا تھا کہ لاروش بچپن سے ہی مہندی کی خوشبو سے دور بھاگتی ہے اسی لیے آج اسکے ہاتھ کو رے تھے... باہر آہٹ ہوئی تھی..

"کک.. کوئی ہے باہر.. مجھے جانے دیں پلیز.. " وہ رو دینے کو تھی.. لرزتی جھجھکتی پلکیں زین احمر کو بے کل کر رہی تھیں.. اس نے ایک جھٹکے سے لاروش کو خود سے قریب کیا تھا... لاروش کا دل اچھل کر حلق میں آگیا.. سرمئی آنکھوں سے پانے بہنے لگا.. وہ بے خود ہونے لگا...  
"ہاں بولو لاروش....." کوئی کچن کی طرف ہی آرہا تھا...

"ہا..ہاں.. لگ... لگاؤنگی...!" اس نے روتے ہوئے حامی بھری.. زین نے آہستہ سے گرفت ڈھیلی کر دی.. سن ہوتے وجود کو سنبھالتے ہوئے وہ دو قدم دور ہوئی... زین نے ایک بھر پور نگاہ اسے نازک لرزتے دلکش وجود پر ڈالی اور دل پر پہرے بٹھاتے ہوئے مڑا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا...  
لاروش نے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا جو پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا... گالوں پر بہتے پانی کو صاف کرتے ہوئے وہ بڑبڑائی تھی...  
"ظالم...!"

"بہت سنگدل ہیں آپ زین.. بہت سنگدل... " اس نے اپنی کلائی دیکھی جواب سرخ ہو رہی تھی... دل کی دھڑکنیں کچھ معمول پر آئیں تو ابٹن کا باؤل لے کر وہ باہر آئی جہاں کوئی نہیں تھا...  
"وہ آہٹ کس کی تھی.. " لاروش نے دل میں سوچا... چہرے پر آئی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے



ہوئے وہ لان میں آگئی... پکن کے دروازے کی اوٹ سے دو بھنورا آنکھوں نے اسکی پشت کو گھورا تھا..



رات کے تین بجے وہ سب سونے کے لیے لیٹی تھیں... اگلی صبح بے حد خوشگورا تھی... ناشتے کے فوراً بعد وہ سب شام کی تیاریوں میں لگ گئیں... دن بے حد مصروف تھا.. دن چھوٹے تھے اور راتیں قدرے سرد.. مریم اور لاروش رعنا کو لے کر پار لر چلی آئیں... تیار ہونے سے پہلے اسے زین کی فرمائش یاد آئی تھی.. دل بے ساختہ دھڑک اٹھا.. اپنے کورے سفید ہاتھ دیکھتے ہوئے اس نے مہندی لگوانے کا فیصلہ کیا... رعنا تیار ہو چکی تھی جبکہ مریم کے بعد اب اسکی باری تھی..

"پہلے میرے ہاتھوں پر مہندی لگا دیں آپ.. پھر تیار کیجئے گا مجھے..!" زین کو سوچتے ہوئے اس نے مہندی لگانے والی لڑکی کو مخاطب کیا...

"تمہیں مہندی کی سمیل سے المرجی ہے وش... تم مہندی مت لگاؤ ورنہ پھر تمام وقت پریشان رہو گی تم.. "رعنا نے اسے سمجھایا..

"سارا دن نکال کر اب یاد آرہی ہے تمہیں مہندی...؟؟ اور خوا مخواہ ان محترمہ کی باتوں کو دل پر لے کر خود کو مصیبت میں مت ڈالو.. چپ چاپ تیار ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ ہال چلو.. "پار لروالی کا اپنے چہرے پر چلتا ہاتھ روک کر مریم نے اسے ڈپٹا...

"میں ان میڈم کی وجہ سے نہیں کہہ رہی.. میرا دل کر رہا ہے.. مجھے لگوانی ہے مہندی اور بس..!" لاروش نے تماشا دیکھتی مہندی لگانے والی کو اپنے پاس بلایا.. وہ کون پکڑ کر اسکے ہاتھ پر نقش و نگار بنانے لگی..

"کس کی بات کر رہی ہو تم دونوں..؟؟" رعنا نے الجھن سے ان دونوں کو دیکھا.. مریم نے تفصیل سے اسے ساری بات بتائی.. بیوٹیشن بھی مسکرا کر ان تینوں کو دیکھنے لگی پھر مسلسل بولتی مریم کو ٹوک دیا..

"آپ پلیر چپ کر کے میک اپ کروالیں.. ورنہ بیس خراب ہو جائیگی.."

مریم فوراً خاموش ہوئی جبکہ اسکے یوں اچانک چپ ہو جانے پر مہندی لگوانی لاروش کھکھلائی.. رعنا نے متفکر ہو کر اسکا ہنستا چہرہ دیکھا.. وہ اسے عائشہ کے متعلق خبردار کر کے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی.. لاروش کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں اور رعنا جانتی تھی کہ اسکی بدلتی کیفیت کی وجہ کیا ہے..

"مریم ٹھیک کہہ رہی ہے وشی.. عائشہ کی باتوں کو سیریس لے کر خود کو تکلیف مت دو میری جان.. دیکھو تمہاری آنکھوں میں پانی آرہا ہے.. تمہارے ہاتھ تو ویسے بھی بہت خوبصورت ہیں.. مت لگو او مہندی.."

رعنا نے فکر سے اسے سمجھایا.. ایک ہاتھ پر مہندی لگ کر بے حد خوبصورت لگ رہی تھی.. مہندی لگاتی لڑکی رک کر اجازت طلب نظروں سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی..

"اُس اوکے رعنا.. ابھی ہاتھ دھوئوں گی تو سمیل بھی چلی جائیگی پھر ٹھیک ہو جاؤں گی میں.. اور میں سچ میں عائشہ آپنی کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہی.. میرا دل چاہ رہا ہے بس اسی لیے.. " اس نے اطمینان سے رعنا کو جواب دیا.. مہندی والی پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی.. رعنا نے افسوس سے اسے دیکھا.. وہ جانتی کہ لاروش مہندی لگانا تو بہت دور کی بات ہے کسی کے ہاتھ پر گیلی مہندی لگی ہوتی تو اسکی سمیل کی وجہ سے دور بھاگتی تھی.. مگر آج وہ ایسا کر رہی تھی تو ضرور کوئی خاص وجہ تھی.. مریم کا ہئیر سٹائل بنا کر بیوٹیشن اب اسکا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی..

"ہم دونوں تو ریڈی ہو گئے ہیں... تمہارے ویٹ میں بہت دیر ہو جائیگی.. اب بتاؤ کیا کرنا ہے...؟"

آئینے میں اپنا جائزہ لیتے ہوئے مریم نے لاروش کو مخاطب کیا جو پانی بھری سرخ آنکھوں کو جھپکتے ہوئے خود کو کنٹرول کر رہی تھی.. مہندی لگ چکی تھی مگر سوکھنا باقی تھی..

"عفان کا میسج آیا ہے وہ پانچ منٹ تک لینے آرہا ہے..!" رعنا نے اطلاع دی..

"تم دونوں عفان کے ساتھ چلی جاؤ.. میں آ جاؤنگی..!" لاروش نے انہیں مطمئن کرنا چاہا.. اسکی سرخ پڑتی ناک اسکے ضبط کی گواہی دے رہی تھی.. دل خراب ہو رہا تھا مگر منہ پرے کیے وہ مہندی سوکھنے کا انتظار کر رہی تھی...

"تم نے اس مہندی کی تلوار ضرور سر پر لٹکانی تھی.. اب سب پوچھیں گے تمہارے بارے میں..!"

رعنا غصے میں ہمیشہ کی طرح الٹا ہی بولی تھی.. اسے لاروش کی بگڑتی حالت تشویش میں مبتلا کر رہی



تھی.. پارلر میں موجود بیوٹیشن سمیت ہیلپر نے بھی حیرت سے کانفیڈنٹ سی دلہن کو دیکھا جو تیار ہونے کے بعد بھی مسلسل بول رہی تھی..

"لپ سٹک خراب کر کے ہی دم لو گی تم... چپ کر کے بیٹھ جاؤ اس سے میں نبٹ لیتی ہوں.." مریم نے رعنا کو خاموش کروایا..

"اب کیا نبٹو گی... اب تو جو ہونا تھا ہو گیا.. اور وہ دیکھو تمہارے موبائل پر بھی میسج آیا ہے.. شاید عفان ہی ہے.. "لاروش نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے موبائل کی طرف متوجہ کروایا اور خود مہندی دھونے کے لیے واش روم میں گھس گئی.. واقعی عفان کا میسج تھا.. وہ گاڑی لے کر آچکا تھا.. مریم نے جلدی سے سامان سمیٹا اور رعنا کو نکلنے کا اشارہ کر کے خود لاروش کے پاس آئی..

"ہم جارہے ہیں.. تیس منٹ تک ریڈی ہو جاؤ میں کسی کو بھیج دوں گی.. اوکے..؟"

"ٹھیک ہے.. دفع بھی ہو جاؤ اب.. کیا یہیں دودھ پلائی کرو گی.. "لاروش اسکو وہیں جمادیکھ کر جھنجھلا گئی.. مریم "پرے دفع ہو" کہہ کر پارلر سے باہر آگئی جہاں دو لڑکیاں رعنا کو گاڑی میں بٹھا رہی تھیں.. وہ خود بھی دوسری طرف سے دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی..

"بے شرم خود بیٹھ گئی میری ہیلپ نہیں کی... "رعنا نے بیٹھتے ہوئے اسے گھر کا.. نک سک سے تیار عفان نے مسکراتے ہوئے گاڑی آگے بڑھادی..

"رےنا تم چپ کر جاؤ... اور اپنے چہرے پر زرا کھبر اہٹ طاری کر لو ورنہ تمہارا یہ آج کا کانفیڈننس مجھے بے ہوش کر دے گا.." مریم نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے رےنا کو شرم دلائی بدلے میں وہ اور عفان ہنس پڑے..

بارات آنے میں ابھی کچھ وقت تھا.. البتہ ہال میں سب گھروالے اور چند مہمان موجود تھے.. اونچی آواز میں لگے گانے ماحول کو خوشگوار بنا رہے تھے.. نشال اور مشال فوراً برائیدل روم میں گھس گئیں.. بلاشبہ آج رےنا بہت مختلف اور حسین لگ رہی تھی.. جبکہ بلیک شلوار سوٹ پر کریم کلر کی گرم مردانہ شال کندھے پر ڈالے زین احمر نیازی عائشہ کے دل پر ضربیں لگا رہا تھا.. بی جان نے دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری تھی.. مریم اور رےنا کو اکیلا آتا دیکھ وہ پریشان ہوا تھا.. مہمان آنے لگے اور پھر اگلے بیس منٹ میں بارات بھی آگئی.. باراتیوں کو خوش آمدید کہہ کر وہ سیدھا مریم کے پاس آیا...

"لاروش کہاں ہے.. اب تک کیوں نہیں آئی...؟" اسکے لہجے میں پریشانی اور بے تابی واضح تھی.. "اوہ شٹ... مجھے یاد نہیں رہا زین بھائی.. لاروش ابھی پارلر میں ہی ہے.. میں نے اسے تیس منٹ کا کہا تھا اب تو گھنٹے سے اوپر ہو گیا.. آپ پلیز اسے لے آئیں جا کر.." مریم خود بھی پریشان ہو رہی تھی.. رےنا بھی متفکر ہو چکی تھی.. زین نے مریم کو سنجیدگی سے گھورا.. اس نے ڈر کر آنکھیں جھکا

لیں... عفان سے پار لڑکا ایڈریس پوچھ کر وہ تیزی سے پارکنگ سے گاڑی نکال کر مین روڈ کی طرف آگیا اور اگلے دس منٹ میں وہ پارلر کے سامنے کھڑا لاروش کو کال کر رہا تھا..



اسے تیار ہوئے پندرہ منٹ ہونے کو آئے تھے مگر ابھی تک کوئی بھی اسے لینے نہیں آیا تھا.. ریڈ کلر کانٹ کا فراک اور میچنگ جیولری پہنے.. وہ سیفٹی پن سے سیٹ کیے گئے دو بٹہ کو بات بار صحیح کرنے کی کوشش کر رہی تھی.. اسکے چہرے کی مناسبت سے میک اپ کا سو فٹ اینڈ لائٹ ٹچ دے کر بیوٹیشن نے اپنے ماہر ہونے کا ثبوت دیا تھا.. مزید دس منٹ گزرنے پر اس کا موبائل بج اٹھا.. اس نے فوراً موبائل کان سے لگایا..

"باہر آؤ میں ویٹ کر رہا ہوں.. "بھاری مردانہ لہجہ ابھرا تھا.. وہ غور کیے بنا اپنا ریڈ کلچ پکڑ کر باہر چلی آئی.. فراک سنبھالتے ہوئے وہ اپنی ہی دھن میں آئی تھی مگر سامنے زین احمر نیازی کو گاڑی سے ٹیک لگ آئے کھڑا دیکھ کر وہ ایک پل کو رک گئی.. اور رک تو زین کی نظر بھی گئی تھی.. کھلتا ہوا ریڈ کلر اسکی شہابی رنگت پر بہت سٹوٹ کر رہا تھا.. بالوں کا ہئیر سٹائل اسکے فیس لگ کے مطابق بنایا گیا تھا.. شانے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے درست کرتے ہوئے وہ اسکے بالکل سامنے آرکی.. جو دم بخود اسے دیکھ رہا تھا.. شرم کے مارے لاروش نگاہ نہ اٹھاپائی ورنہ اس دلربا شخص کو دیکھ کر آج وہ خود بھی مہوت رہ جاتی.. اسے یونہی کھڑا دیکھ وہ فرنٹ ڈور کھول کر جلدی سے بیٹھ گئی.. وہ بھی ہوش میں



آیا۔ پھر سر جھٹکتے ہوئے دروازہ کھولا اور سیٹ پر بیٹھ کر سٹیئرنگ سنبھال لیا۔ گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے اس نے ایک نظر اس پری پیکر پر ڈالی جو کنفیوز سی سر جھک آئے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ گلابی ہاتھوں پر رچی مہندی کا رنگ خوب ہی چڑھا تھا۔ سڑک پر نظر جماتے ہوئے زین نے اپنے مچلتے دل کو ڈپٹا۔

فل سپیڈ سے گاڑی بھگاتے ہوئے وہ گاہے بگاہے اس پر بھی نظر ڈال لیتا جو آج کل سے بھی بڑھ کر حسین لگ رہی تھی۔ گاڑی میں پھیلی دلفریب کلون کی مہک کی بدولت مہندی کی خوشبو ناہونے کے برابر تھی سو ہاتھ گود میں رکھے وہ سر جھک آئے بیٹھی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں گاڑی رک گئی لا روش نے نگاہ اٹھا کر دیکھا مگر دور دور تک کوئی ہال نہیں تھا۔ اس نے حیران ہو کر زین کی طرف دیکھا جو گاڑی سے اتر کر روڈ کر اس کر رہا تھا۔ ٹھیک دو منٹ بعد وہ واپس آ گیا۔ اسکے ہاتھ میں گجروں کا شاپر تھا۔ ڈیش بورڈ پر شاپر رکھتے ہوئے اس نے لا روش کو گجرے پہننے کا کہا اور خود گاڑی سٹارٹ کر دی۔ جب دو تین منٹ گزر گئے تو زین نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"مم۔ میں ہال میں جا کر پہن لوں گی۔" اس نے صفائی دی  
"ابھی کیا ہے۔؟" زین نے اسکی کنفیوز سے چہرے پر نگاہ جمائی۔  
"ابھی کیسے پہنوں۔؟" اسکی گہری نظروں سے وہ پزل ہوئی۔  
"جیسے پہنتے ہیں۔۔ ویسے پہنو!" زین نے فوراً جواب دیا۔

"نہیں پہنے جائیں گے.. پیتیاں ٹوٹ جائیں گی.."

"لاؤ میں پہناؤں..!" گاڑی ایک سائیڈ پر روکتے ہوئے اس نے گجرے شاپر سے باہر نکال لیے..

اسکا گورا ہاتھ نرمی سے تھام کر زین نے گجر اپہنایا پھر دوسرا ہاتھ.. اس دوران کچھ حیران کچھ پریشان سی لاروش اسکی عنایت پر اسکی جانب دیکھتی رہی جو بلیک شلوار سوٹ میں غضب لگ رہا تھا.. زین کی نگاہیں اسکے مہندی رچے ہاتھوں پر تھیں جو اسکی نرم گرفت میں ہولے ہولے لرز رہے تھے.. اس نے نگاہ اٹھا کر لاروش کی جانب دیکھا جو اسی کی جانب دیکھ رہی تھی.. نگاہ ملنے پر لاروش نے گھبرا کر نظر جھکالی.. دل بہت زور سے دھڑکا تھا.. زین احمر کے لب مسکرائے تھے..

"چیچ.. چلیں.. پہلے ہی دیر ہو چکی ہے..!" لاروش نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر زین کی گرفت نرم ضرورت تھی مگر کمزور نہیں.. وہ اپنی کوشش میں ناکام رہی تھی..

"تھینکس لاروش...!" کہہ کر زین نے اسکے مہندی رچے ہاتھ کی پشت پر اپنے شفاف ہونٹوں کا لمس چھوڑ دیا..

وہ جی جان سے لرز گئی.. یہ کیا ہوا تھا اور کیوں ہوا تھا.. وہ اتنا سنجیدہ مزاج آج اتنا نرم مزاج کیسے

ہو گیا تھا..

گرم نگاہیں...

میٹھا لہجہ..

نرم گرفت...

اور اب یہ نوازش...! کیا زین احمر کو بھی اس سے محبت ہو گئی تھی یا وہ محض اسکے حسن سے متاثر ہو رہا تھا.. زین نے حیران بیٹھی یک ٹک اپنی جانب تکتی لاروش کا گال تپتہ پٹھایا.. وہ بوکھلا کر نظر پھیر گئی.. اپنی بے ساختگی پر وہ شرمندہ ہوتے ہوئے گاڑی سے باہر دیکھنے لگی.. چہرہ گلابی ہو رہا تھا..

جبکہ زین کے لبوں کی تراش میں تبسم کھلنے لگا. اسکے شرم آئے گھر آئے روپ پر ایک بھرپور نگاہ ڈال کر اس نے گاڑی آگے بڑھادی.. پھر سارے راستے وہ اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہی جس پر ابھی چند پل پہلے زین احمر نیازی نے اپنے لب رکھے تھے.. اسے وہ دہکتا ہوا لمس اپنے ہاتھ پر پوری شدت سے محسوس ہو رہا تھا..

جس وقت وہ دونوں ہال میں داخل ہوئے وہاں موجود ہر شخص کی نگاہ میں انکے لیے ستائش ابھری تھی.. کسی نظر میں رشک تھا تو کسی میں حسد...!

زین، عفان اور چند لڑکوں کے گروپ کی طرف بڑھ گیا جبکہ لاروش کو آتے ہی مریم اور نشال نے گھیر لیا..

"سوری یار میں بھول ہی گئی تھی.. ہمارے آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی بارات آگئی تو بس جیسے ہی خیال آیا میں نے زین بھائی کو بھیج دیا..!" مریم نے فوراً معذرت کی.. اپنی عجلت میں وہ اسکے چہرے پر بکھرے رنگ نہیں دیکھ پائی تھی.. ورنہ اسکی درگت بننا لازمی تھی.



"لاروش آپی آج تو آپ بلکل پری لگ رہی ہیں.. آپکے ہاتھ بھی بہت پیارے لگ رہے ہیں... بہت گہرا رنگ آیا ہے مہندی کا، سچی زین بھائی بہت خوش نصیب ہیں کہ انکی شادی آپ سے ہو گئی..!"  
نشال نے معصومیت سے اسے سراہا..

"تھینکس گڑیا.. تم بھی آج باربی ڈول لگ رہی ہو.. اسکا گال چھوتے ہوئے لاروش نے پیار سے کہا.. مریم نے بھی اب کی بار اسکا جائزہ لیا.. وہ واقعی آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی..  
"اب نظر لگاؤ گی کیا.. اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر لاروش نے اسے چھیڑنے کی کوشش کی.  
"تمہیں نظر لگانے کے لیے تمہارے شوہر نامدار کافی ہیں.. وہ دیکھو اب بھی تمہیں ہی دیکھ رہے ہیں..!"  
مریم چڑنے والوں میں سے نہ تھی الٹا اسے ہی چھیڑ ڈالا.. وہ پل میں گلابی ہوئی اسکے یوں شرمانے پر مریم نشال کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس پڑی.. تبھی مشال وہاں آئی تھی...  
"یو لکنگ گور جنیس لاروش.. زین بھائی تو آج دل کو سنبھالے پھریں گے.. اپنی خیر مناؤ مجھے لگ رہا ہے آج ہی رخصتی کروائیں گے.. مشال بھی کچھ کم نہ تھی.. لاروش نے فوراً گھبرا کر نفی میں سر ہلایا.. جس پر وہ تینوں ہنس پڑیں..

"اچھا چلو اب دودھ پلائی کی رسم کر لو.. تمہاری وجہ سے ہی اب تک نہیں کی.. چلو آؤ.."  
مریم نے لاروش کا ہاتھ پکڑ کر برائیلڈ روم کا رخ کیا جہاں دودھ پلائی کے لیے دودھ اور گلاس وغیرہ رکھا ہوا تھا.. نشال اور مشال نے ان دونوں کی پیروی کی..

شاہ ظل سے دودھ پلائی اور جوتا چرائی کے بیس ہزار بٹور کروہ سب ہنسی خوشی سے سیج سے اتری تھیں.. سیج کے بلکل پاس کھڑی عائشہ نے موقعے کا فائدہ اٹھا کر اپنا پاؤں تھوڑا سا آگے کیا تھا اور اپنے دھیان میں اترتی لاروش بری طرح لڑکھرائی تھی.. پھر اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی، کب سے اُس پر نظریں جم آئے کھڑا مغیز ہمدانی حرکت میں آیا تھا اور اگلے ہی پل اسے گرنے سے بچالیا.. اپنا پلان فیل ہوتے دیکھ عائشہ بل کھا کر رہ گئی.. جبکہ دلفریب مسکراہٹ ہونٹوں پر سج آئے مغیز ہمدانی اسکے بلکل مقابل تھا.. لاروش نے حیرت سے اسے دیکھا اور فوراً اپنا بازو اس سے چھڑایا..

"تم یہاں کیا کر رہے ہو...؟؟ وہ دھیمے لہجے میں غرائی.

"بس دیکھ لو تمہاری محبت نے اتنا بے گانہ کر دیا ہے کہ یہاں بھی چلا آیا..." اسکے لب مسلسل مسکرا رہے تھے.. زین احمر کی نگاہ بھی لاروش کے پاس کھڑے اس لڑکے پر پڑ چکی تھی جبکہ لاروش کے ساتھ کھڑی مریم متذبذب لگ رہی تھی.

"دفع کرو اسے... تم چلو یہاں سے..." مریم نے اسے گھسیٹا.. زرافا صلی پر کھڑی عائشہ نے دھیمے لہجے میں کہی گئی مغیز ہمدانی کی بات سن لی تھی، یعنی یہ بات ہے!! اسکے لبوں پر ایک مکروہ مسکراٹ آٹھری.. اس نے زین کی جانب دیکھا جواب بھی لاروش کی جانب دیکھ رہا تھا مگر اب کی بار نظروں میں الجھن تھی..

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے..؟؟" اس نے لب بھینچتے ہوئے مریم کے کان میں سرگوشی کی..

"رےنا کا سسرالی بن کر آیا ہے.. "مریم کا لہجہ کڑوا تھا...

"کیا مطلب...؟ وہ نا سمجھی سے بولی..

"مطلب یہ کہ شاہ ظل بھائی کے فرینڈ کا چھوٹا بھائی ہے مغیز.. "مریم کے لہجے میں تفکر تھا...

"تمہیں کیسے پتا لگا؟؟ اور مجھے کیوں نہیں بتایا... اب اگر اس نے یہاں کوئی گھٹیا حرکت کر دی تو زین

چھوڑیں گے نہیں اسے..!" وہ حقیقتاً پریشان ہو چکی تھی. مریم نے اس کے کندھے پر تسلی دینے کو ہاتھ

رکھا...

"پریشان مت ہو یا ر.. وہ تو ب آئے چانس یہاں آیا ہے.. جسٹ ریلیکس اب تو ویسے بھی تیرا نکاح

ہو چکا ہے.. میں موقع دیکھ کر بتا دیتی ہوں اسکو.. شرم ہوگی تو خود ہی باز آ جائیگا.. "مریم نے اسے

سمجھاتے ہوئے مغیز کی جانب دیکھا جو بار بار ادھر ہی دیکھ رہا تھا.. مغیز کی نگاہوں کی بے باکیاں

محسوس کر کے زین نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھیجنے لیں، وہ اپنی بہن کی بارات میں کوئی بد مزگی نہیں

چاہتا تھا اس لیے مغیز کے پاس جانے کی بج آئے سیدھا لا روش کے پاس چلا آیا..

مریم کے پاس کھڑی لا روش نے مقابل کھڑے زین احمر کو کچھ حیرت سے دیکھا جو آنکھوں میں ضبط

کے سرخ ڈورے لیے اسے دیکھ رہا تھا.. اگلا لمحہ لا روش کے لیے اور بھی حیرت انگیز تھا جس میں

زین اسکا ہاتھ پکڑے ہال سے باہر کی طرف جا رہا تھا.. ایک ٹرانس کی سی کیفیت کے زیر اثر وہ اس کے

ساتھ ساتھ چل رہی تھی.



لاروش کو اسکے ساتھ یوں جاتا دیکھ مغیز فوراً مریم کے پاس آیا تھا..

"یہ کون تھا..؟ اور لاروش کو کہاں لے کر گیا ہے..؟؟" لہجے میں بے چینیاں بول رہی تھیں...

"وہ لاروش کے شوہر ہیں.. کل شام ہی ان دونوں کا نکاح ہوا ہے.. اور اب تمہارے لیے بہتر ہے کہ

تم لاروش سے دور ہی رہو!" کرخت لہجے میں مریم نے اسکے سر پر بم پھوڑا.. تو یعنی لاروش سچ کہہ

رہی تھی.. اسکا نکاح تھا اور نکاح ہو چکا تھا.. تو کیا رخصتی بھی...؟؟؟؟ اس سے آگے کا تصور بھی

اسکے لیے محال تھا.. اسے شدت سے اپنی ہار کا احساس ہو رہا تھا.. وہ اس لڑکی کو تسخیر کرنے میں

ناکام رہ گیا تھا بس ایک یہی بات اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی..

کئی بار وہ اسکی تذلیل کر چکی تھی اور اب اتنے آرام سے ایک شاندار ہمسفر کے ہمراہ تھی.. مغیز کی

نظروں میں زین احمر کا وجیہہ سراپا گھوما تو اسکے دل میں بھانپھڑ جلنے لگے.. کچھ تو کرنا تھا، ایسا کچھ.. جو

اُن دونوں کو جدا کر دے.. وہ خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کر نہیں پا رہا تھا جبکہ

دوسری جانب زین اسے پارکنگ میں لا کر گاڑی میں بٹھا چکا تھا.. وہ حیران پریشان سی اسکی اس اچانک

کی جانے والی حرکت پر اسے دیکھنے لگی..

اور حیران تو وہ خود بھی تھا کہ اسے ایسے یہاں لے تو آیا ہے مگر کہے کیا..

"ابھی رخصتی ہونی باقی ہے، آپ مجھے باہر کیوں لے آئے..؟" وہ کہتے ہوئے اسکے الجھن زدو چہرے

کو دیکھنے لگی..

"میرے سر میں درد ہے تم گھر چلو...!" زین نے بہانہ بنایا..

"لیکن.. رعنا کی رخصتی..؟؟" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ زین کو ہوا کیا ہے.. بہن کی رخصتی نہیں

ہوئی تھی اور وہ گھر جانے کی بات کر رہا تھا.. اسکے کہنے پر زین بھی جیسے ہوش میں آیا تھا.. اپنا سر

مسلتے ہوئے اس نے آنکھیں اسکے حسین چہرے پر ٹکائی تھیں.. آنکھوں میں پڑے سرخ ڈورے

اسکے اندرونی انتشار کا پتہ دے رہے تھے، لا روش پریشان ہو گئی..

"کک... کیا زیادہ درد ہو رہا ہے..؟" تفکر زدہ سی اپنی انگلیاں مروڑتی ہوئی وہ سیدھا اسکے دل میں اتر

گئی..

"بہت زیادہ..." اسکی سرمئی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ خمار آلود لہجے میں بولتا اسکے دل

کی دھڑکنیں تیز کر گیا.. دھڑکنیں منتشر ہونے لگیں تو اس نے گھبرا کر کار کا دروازہ کھولا اور جلدی

سے باہر نکل گئی..

"مم.. میں جارہی ہوں اندر... تھوڑی دیر میں رخصتی ہوج آئے پھر میں تائی اماں کو بتا دیتی ہوں

آپکی طبیعت کے بارے میں!" جلدی سے کہتے ہوئے اس نے اندر کی جانب دوڑ لگا دی.. زین کا

جاندار قہقہہ گاڑی میں گونج اٹھا.. وہ معصوم لڑکی کچھ غلط کر ہی نہیں سکتی.. اس نے دل ہی دل میں

خود کو سرزنش کی..

رحمتی کے وقت سب سے بڑھ چڑھ کر رونے والی لاروش ہی تھی.. وہ اتنا روئی تھی کہ روتی ہوئی  
فرحانہ بیگم کو اسے چپ کروانا پڑ گیا تھا۔ زین خود بھی دکھی ہو گیا تھا.. اپنے پیاروں کی دعاؤں تلے  
روتی ہوئی رعنا شاہ ظل کے سنگ پیاکھر سدھار گئی جبکہ اسکے بچھڑنے پر وقتی طور پر دکھی وہ سب  
نیازی ہاؤس واپس آ گئے۔

گھر آتے ہی کپڑے چینج کر کے اس نے منہ دھویا تھا.. مریم کی مدد سے سب مہمانوں کو ضرورت کی  
اشیاء فراہم کر کے وہ کچن میں جا گھسی.. کل وقتی ملازمہ سے کچن صاف کروا کر وہ واپس اپنے کمرے  
میں آئی تھی.. سب کام کرتے کرتے اور اپنا بکھرا ہوا کمر اسمیٹے اسمیٹے اسے ڈیڑھ گھنٹا لگ گیا...  
تھکن سے چور ہوتے بدن کو بیڈ پر لیٹ کر آرام ملا تھا.. دفعتاً اسے زین احمر کا خیال آیا، لاروش فوراً  
اٹھ بیٹھی اور گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کا ڈیڑھ بجارہی تھی.. بیڈ سے اترتے ہوئے اس نے دو بٹہ  
کندھے پر ڈالا اور بال جوڑے میں لپیٹ کر سیدھا تائی کے پورشن میں چلی آئی.. اس کا روم مریم شمیر  
کر رہی تھی.. وہ اسے بتا آئی تھی کہ زین کی طبیعت پوچھنے جارہی تھی.. صبح کے تھکے سب اپنے  
ٹھکانوں پر گھسے یقیناً نیند کی وادیوں میں گم ہو چکے تھے.. حسب توقع تائی اماں کچن میں گھسی کھڑ پڑ  
کر رہی تھیں...

"تائی اماں آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں..؟" وہ فوراً انکے پاس آئی تھی اور چولہے پر پکتی چائے کو  
اتار کر کپ میں انڈیلنے لگی..



"ہاں بس فارغ ہو ہی گئی تھی، یہ زین نے بتایا مجھے کہ اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں.. سر میں درد کا کہہ رہا تھا شاید، تو میں نے سوچا چ آئے بنادیتی ہوں، اب تم آہی گئی ہو تو جاؤ تم ہی لے جاؤ..!" آخر میں وہ مسکرائیں..

"جج.. جی تائی اماں.. میں بھی آپکو یہی بتانے آئی تھی کہ انکے سر میں درد تھا..!" "چ آئے کا کپڑے میں رکھ کر وہ انکی طرف مڑی.

"بیٹا یہ ٹیبلیٹس بھی دے دینا اُسے.. جلدی فرق پڑج آئے گا.. "کیبنٹ سے ٹیبلیٹس کا پتہ نکال کر ٹرے میں رکھتے ہوئے فرحانہ بیگم نے اسے ہدایت دی اور اپنے کمرے میں چلی گئیں..

وہ اُن ماؤں میں سے تھیں جو اولاد کی خوشی کو دل عزیز رکھتی ہیں.. بیٹے کی جگ مگ کرتی آنکھیں وہ دیکھ چکی تھیں، جانتی تھیں کہ اس وقت لاروش کے جانے سے زین کا سر درد اڑن چھو ہو جائیگا سو مطمئن سی ہو کر اپنے کمرے میں چلی آئیں. جبکہ دوسری جانب متفکر سی لاروش چلتی ہوئی زین کے بیڈروم کے دروازے تک آئی تھی اور پھر بندستک دیئے کمرے کے اندر آ گئی.. وہ بیڈ پر نیم دراز تھا.. کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی ہر سو پھیلی تھی. اسکا داہنا پاؤں ہل رہا تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ جاگ رہا ہے، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بیڈ کے پاس آئی تھی اور سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھ کر ہاتھ مار کر سائیڈ لیمپ آن کر دیا..

آہٹ پر اور پھر اپنے گرد پھیلتی روشنی محسوس کر کے زین نے اپنی سرخ آنکھیں کھول کر آنے والے کو دیکھا تھا.. لاروش کو اپنے روم میں دیکھ کر وہ چونک گیا پھر اگلے ہی پل اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں جیسے کہہ رہا ہو، "اب بھی کیوں آئی ہو.. اسکی سرخ آنکھوں میں پڑے ڈورے لاروش کو بے چین کر گئے تھے.. وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے اس سے انجان بن رہا تھا..

"ز... زین...!" لاروش نے ہولے سے پکارا تھا..

"آپکے لیے چ آئے بھیجی ہے تائی ماں نے.. پلیز یہ پین کلرز بھی لے لیں.. آپکا سر درد ٹھیک ہو ج آئے گا.. لاروش کا تفکر قابل دید تھا مگر وہ دیکھ ہی کب رہا تھا..

"زین.. آپ سے کہہ رہی ہوں.. اسکی طرف سے کوئی ریسپانس نہ پا کر وہ دوبارہ بولی تھی.. زین نے بازو ہٹا کر اسکی جانب دیکھا جو اسکے سر پر کھڑی انگلیاں چٹخا رہی تھی.. رائل بلیو کاٹن کی شرٹ جس پر ست رنگی کڑھائی ہوئی تھی.. سیلو کلر کا ٹراؤزر اور سیلو ہی دوبٹہ کندھے ہر لٹک آئے وہ چاند چہرہ لیے اسے بے کل کر دینے کو کافی تھی.. زین کی ادھ کھلی آنکھیں اسکے بہار دکھلاتے وجود کو دیکھ کر پوری کھل گئی تھیں.. رائل بلیو کلر اس پر خوب بیچ رہا تھا.. وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور بغور اسکو دیکھنے لگا.. اسے اٹھتا دیکھ لاروش نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی سو آہستہ آہستہ پیچھے کی جانب قدم رکھنے لگی..

"رک جاؤ لاروش.. "وہ اسکے قدموں کی جنبش دیکھ چکا تھا..

"یہاں آؤ...!" اسے رکتا دیکھ زین نے اسے اپنے پاس بلایا.. سُرخ آنکھوں سے وہ اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا.. جانے کس قسم کی سنجیدگی تھی اسکے لہجے میں کہ لاروش چلتی ہوئی دوبارہ اپنی پہلی والی جگہ کھڑی ہو گئی..

"بیٹھو یہاں...!" تھوڑا سا کھسک کر زین نے اسکے لیے جگہ بنائی.. وہ جھجھکتے ہوئے بیٹھ گئی. زین کے اندر سکون اترنے لگا، وہ اسکے مقابل تھی، اسکے پاس، اسکے بے حد قریب تھی اتنی کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے شکر فی لبوں سے اوپر چمکتے تل کو چھو سکتا تھا.. جسے چھونے کی خواہش اس نے کئی بار کی تھی مگر کوشش آج بھی نہیں کی تھی..

"وہ لڑکا.. وہ جو تمہارے کالج میں بھی اس دن تمہارے ساتھ تھا، آج بارات میں بھی باراتیوں کے ساتھ آیا ہوا تھا...." اسکی بات پوری نہیں ہو پائی تھی..

"مغیز... مغیز ہمدانی نام ہے اسکا.. "لاروش نے اسے بتایا.

"ہاں شاید.. وہ ہی... کتنا جانتی ہو تم اُسے..؟" ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس سے سوال کر رہا تھا، اپنی الجھن سلجھانا چاہتا تھا کیونکہ رخصتی تک وہ لڑکا لاروش کے گرد منڈلاتا رہا تھا.

"کک.. کیا مطلب..؟" وہ ہکلا گئی.



"مطلب کچھ نہیں ہے بس یہی پوچھ رہا ہوں کہ تم اسے کس حد تک جانتی ہو...؟؟" اپنی سیاہ آنکھیں اسکی سرمئی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے وہ سنجیدگی سے دریافت کر رہا تھا..

"وہ میرا کلاس فیلو ہے.. اس سے زیادہ میں اسکے بارے میں کچھ نہیں جانتی.. "لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اس نے زین کو جواب دیا..

"آریو شور.. "اس نے ایک بار پھر پوچھا تھا.. وہ گڑبڑا گئی..

"جج.. جی بلکل..!" خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے اپنا لہجہ نارمل رکھنا چاہا.

"دیکھو لاروش.. اگر کوئی بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو.. آئی ول نیور مائنڈ..!" زین نے اسکا سر دپڑتا

ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر دبایا.. زین کا لمس اسکے پورے جسم میں کرنٹ بن کر دوڑا تھا..

"نن.. نہیں تو... ایسی ویسی کوئی بات... نہیں ہے.. آپ فکر مت کریں.. "لاروش اسے کچھ بھی بتا

کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اور ویسے بھی مریم نے مغیز کو اسکے اور زین کے بارے میں بتا دیا تھا تو

لاروش کو یقین تھا کہ اب وہ اسکا پیچھا چھوڑ دے گا..

"ٹھیک ہے، اگر تم کہہ رہی ہو تو مان لیتا ہوں...!" اپنی گرفت میں لرزتا اسکا گلابی ہاتھ چھوڑتے

ہوئے وہ دوبارہ لیٹ گیا...

"آپکی بچ آئے... شاید ٹھنڈی ہو گئی ہے.. میں گرم کر کے لاتی ہوں.. "وہ اٹھنے لگی کیونکہ زین کے

لیٹ جانے سے اسکے لیے بیٹھنا دشوار ہو رہا تھا. لیکن اسکے اٹھنے سے پہلے ہی زین نے اسکا مومی ہاتھ

دوبارہ پکڑ لیا.. لاروش پزل ہونے لگی.. جب سے منتشر ہوتی دل کی دھڑکنیں اب بری طرح شور مچانے لگی تھیں..

"مجھے نہیں پنی چ آئے.. "وہ آرام سے بولا مگر آنکھوں کی سرخی اور چہرے پر پھیلی اذیت اسکی تکلیف کا پتہ دے رہی تھی..

"لیکن... آ.. آپ کے سر میں درد ہے...!" لاروش نے اسے احساس دلایا..

"تو تم دبا دو..." اسکا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھتے ہوئے وہ تکلیف زدہ سا بولا.. لاروش نے دل کو سنبھالتے ہوئے اسکی پیشانی پر بکھرے بال اپنی مومی انگلیوں سے سمیٹے. زین کی رگوں میں سکون سا اترنے لگا.. وہ آنکھیں موند کر اسکی انگلیوں کا لمس محسوس کرنے لگا.. اُن مومی انگلیوں کا لمس اسکے گرد حصار باندھنے لگا ایک جادو تھا جسکے زیر اثر وہ پر سکون ہو رہا تھا.. اسکا دل چاہ رہا تھا کہ ان ہاتھوں کو ایک بار پھر اپنے ہونٹوں سے لگا کر خود کو معتبر کر لے مگر خود پر ضبط کیے وہ آنکھیں بند کیے پڑا رہا.. اسکے آنکھیں موند لینے سے لاروش کو کچھ حوصلہ ہوا تھا.. اسکا سر دباتے ہوئے وہ بے خود سی اسکا خوب رو چہرہ دیکھنے لگی.. گھنی سیاہ بھنوؤں کا جوڑا پر سکون سا تھا.. بند آنکھوں میں شاید خواب اترنے لگے تھے کیونکہ پلکوں کی لرزش رک چکی تھی.. کھڑی ناک جبکہ بند عنابی ہونٹوں کا جوڑا اور اطراف میں اُگی ہلکی ہلکی شیو... وہ پہلی بار اسے اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی.. کھلی آنکھوں سے وہ جتنا مغرور لگتا تھا آنکھیں بند کیے وہ اتنا ہی معصوم لگ رہا تھا جتنا کوئی معصوم بچہ لگ سکتا تھا یا شاید یہ

لاروش نیازی کی اپنے قریب موجودگی تھی کہ وہ پرسکون سا سوراہا تھا.. اسے مکمل نیند میں جاتا دیکھ وہ اٹھی تھی اور بیڈ کی پائنٹی پڑا مکمل اسے اوڑھا دیا.. پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھی ٹرے ہاتھ میں لیے وہ وہاں سے چلی آئی.. مریم سوچکی تھی.. بیڈ کے دوسری طرف لیٹتے ہوئے اس نے بھی آنکھیں موند لیں، زین کا چہرہ اسکی آنکھوں میں آ بسا.. لاروش کے لب اپنی خوش قسمتی پر مسکرا آئے تھے..



ولیمہ کی تقریب اپنے عروج پر تھی.. پورا ہال برقی قہقہوں سے روشن بڑا خوبصورت لگ رہا تھا.. ب آئے چانس ہی آج زین احمر اور لاروش میچنگ ڈریس پہنے ہوئے تھے.. زین احمر گرے تھری پیس میں جبکہ لاروش نے بھی آج گرے لہنگا زیب تن کیا ہوا تھا... گرے نیٹ کا گاؤن جس پر کوپر کلر کی باریک کڑھائی اور کٹ موتیوں کا کام ہوا تھا.. سمپل نیٹ میں گرے کلر کا دو بٹہ شانے پر ڈالے وہ اپنی گلابی رنگت کے مطابق آج پھر ہلکا میک اپ کیے ہوئے تھی.. البتہ ہونٹوں پر سچی لپ سٹک قدرے ڈارک تھی.. اُن دونوں کو دیکھ کر عائشہ کلس کر رہ گئی، وہ خود بھی آج اتنی دلکش لگ رہی تھی کہ دیکھنے والا دوبارہ دیکھنے پر مجبور ہو رہا تھا، کچھ تو وہ خود بھی حسین تھی اس پہ مستزاد ریڈ کلر کی ساڑھی اور بلیک کلر کا سیلیو لیس بلاؤز پہنے وہ وہاں موجود ہر شخص کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی.. اسکے گورے گورے بازو چمک رہے تھے مگر افسوس کہ مسئلہ پھر وہ ہی تھا... یعنی زین احمر



نیازی...! وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اس سے بے نیاز تھا اور یہی چیز اسے بل کھانے پر مجبور کر رہی تھی..

دوسری جانب مغیز آج قدرے پر سکون تھا.. لبوں پر مچلتی پر اسرار مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک بلا وجہ نہیں تھی، یقیناً کوئی خاص وجہ تھی جو وہ پر سکون سا ایک طرف بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا.. اسکی بے نیازی نوٹ کر کے لاروش کچھ مطمئن سی ہو گئی مگر وہ سادہ لوح سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ مکار انسان کیا سوچے بیٹھا ہے.. شاہ ظل کے پہلو میں بیٹھی رعنا کے چہرے پر کل کی نسبت آج کافی اعتماد تھا، بات بے بات مسکرائی جا رہی تھی.. اسکی مطمئن مسکراہٹ اس کے پیاروں کو بھی مطمئن کر گئی تھی..

"یار زین بھائی جب دل اتنا ہی بے قرار ہے تو آپ بھی لاروش بھا بھی کی رخصتی کروا ہی لیں، یوں چوری چوری دیکھنا آپ جیسے سڑیل بندے کو کچھ زیب نہیں دیتا..!" لہجے کو سیریس بناتے ہوئے عفان نے زین کے کان میں سرگوشی کی.. لاروش کی طرف سے رخ موڑتے ہوئے اس نے عفان کو دیکھا جس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی مگر آنکھوں کی شرارت بڑی واضح تھی. زین کے لب نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا آئے.

"میری چھوڑو.... مجھ سے پہلے تمہاری مثال کے ساتھ رخصتی نہ کروادوں...؟" وہ عفان اور مثال کی چوری پکڑ چکا تھا.. زین کی بات پر عفان سٹیٹا گیا..

"کیا بھائی، آپ بھی ناں.. کیسے کیسے مذاق کرتے ہو... ارے کہاں میں اور کہاں وہ نک چڑی  
مشال..!" عفان نے بات چھپانے کی کوشش کی...

"کہاں مشال نہیں... یہاں مشال...!" اسکے دل پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے زین نے اسے  
باور کروایا کہ وہ بے خبر نہیں..

"بھائی پلیزیار.. کیوں مذاق کر رہے ہو، ایسی کوئی بات نہیں ہے.. "وہ زین اور لاروش کو بھول کر  
اپنی ٹینشن میں پڑ گیا..

"اچھا..... اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے.. ایکچو نکلی شاہنظر کے ایک دوست کو مشال بہت پسند  
آئی ہے.. "سنجیدگی سے کہہ کر زین نے عفان کا چہرہ دیکھا جس کا رنگ پل میں متغیر ہوا تھا.. زین نے  
اپنی بات جاری رکھی...

"تو اس نے مجھ سے مشال کے لیے بات کی تھی کل... وہ دیکھو وہاں وہ بلیک تھری پیس میں، وہ گلاسز  
والا.. "زین نے آنکھوں سے اشارہ کر کے عفان کو وہ لڑکا دکھایا جو کافی ڈیشننگ لگ رہا تھا.. عفان  
رونے والا ہو گیا.. اس نے کچھ کہنے کو لب کھولے مگر اس سے پہلے ہی زین دوبارہ شروع ہو گیا..

"مجھے لگا کہ مشال تمہیں پسند ہے، اسی لیے میں نے ناعمہ (چھوٹی) خالہ سے بات نہیں کی.. اب تم  
نے بات کلئیر کر دی ہے تو بس میں بات کرتا ہوں خالہ سے.. اکیلی ہی کھڑی ہیں تم رُ کو یہیں، میں

بات کر کے آیا۔" اسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے زین نے قدم آگے بڑھ آئے تبھی عفان نے پھرتی دکھائی اور اسکا بازو پکڑ لیا۔

"بھ.. بھائی کیا کر رہے ہو یار... ایک تو بندہ آپ سے مذاق بھی نہیں کر سکتا... مم.. میں تو مذاق کر رہا تھا اور آپ سنجیدہ ہو گئے.. آپ تو میرے بھائی ہو آپ سے بھلا کیا چھپانا.. آپ اس چشمش کو چھوڑیں اور مجھے دیکھیں یار... میرے لیے بات کریں آپ خالہ سے.. پلیز ناں..!" عفان کے چہرے پر مسکینیت ہی مسکینیت تھی.. زین بے ساختہ مسکرایا...

"اب آئے ناں لائن پر... پہلے تو بڑا نہ کر رہے تھے... اب سیدھے سیدھے بتاؤ کب سے چل رہا ہے یہ سب...؟؟" زین نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا...

"کب سے کہاں بھائی... ابھی پرسوں رونا آپ کی مہندی میں تو پیار ہوا، کل اسے پروپوز کیا اور آج آپکو پتہ بھی چل گیا..." منہ بسورتے ہوئے اس نے سچ سچ بتا دیا جبکہ اسکے تین دن کے پیار کی داستان سن کر زین نے بمشکل اپنے حلق سے اڈ تاقہ روکا...

"عشق اور معشوق چھپ آئے نہیں چھپتے میرے بھائی..!" زین نے مسکراتے ہوئے جیسے اسے اطلاع دی..



"اسی لیے تو کہہ رہا تھا کہ رخصتی کروالو بھائی.. ورنہ مجھے لگ رہا ہے کہ ان تین دنوں میں آپکا مضبوط دل جس قدر کمزور ہو چکا ہے ناں... کچھ بھی ہو سکتا ہے، کچھ بھی...!" آنکھیں گھماتے ہوئے عفتان پھر سے اسکی طرف آگیا.. زین نے اسکو گھورا مگر اس پر مطلق اثر نہ ہوا..

"اگر اب تم نے مجھے تنگ کرنا بند نہ کیا تو اس لڑکے سے آج ہی مشال کی بات پکی کروادوں گا... پھر روتے رہنا بھال بھال کر کے..." وہ اپنے مزاج کے خلاف کافی اچھے موڈ میں بات کر رہا تھا. عفتان نے اپنے کان پکڑ لیے.. زین احمر کھل کر مسکرایا جبکہ عفتان بھی کھسیانی ہنسی ہنس دیا... مغیز ہمدانی نے سلگتی نظروں سے ہنستے مسکراتے زین کو دیکھا اور حیران تو لا روش بھی ہوئی تھی، وہ جس کا لہجہ بھی مشکل سے ہی نرم ہوا کرتا تھا وہ آج ہنس رہا تھا... اس نے دل ہی دل میں زین کے صدا ہنستے رہنے کی دعا کی...

مگر قسمت کی ستم ظریفی کہ جب سے موقع کی تلاش میں بیٹھا مغیز ہمدانی موقع پا چکا تھا.. مریم فون کان سے لگ آئے ہال سے باہر جا رہی تھی.. وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور مریم کے پیچھے لپکا.. جاتے جاتے وہ اینٹرنیس کے پاس کھڑے زین سے ٹکرانا نہیں بھولا تھا.. زین کے اپنی جانب متوجہ ہونے پر اس نے ایک معنی خیز مسکراہٹ اس پر اچھالی تھی اور اسے سوری کہتا ہوا باہر آگیا.. مریم کال سن کر واپس اندر کی جانب آرہی تھی تبھی اس نے پھرتی سے آگے بڑھ کر مریم کو ایک طرف دیوار کی

اُٹ میں کیا تھا.. اسکی یہ جرأت زین احمر کی نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی وہ تیزی سے اس جانب آیا تھا مگر مغیز کی آواز نے اس کے قدم وہیں جکڑ لیے...

"لاروش کیسے کر سکتی ہے ایسا... وہ میرا ساتھ ایسا نہیں کر سکتی مریم... میں اس سے سچا پیار کرتا ہوں اور یہ بات تم اور رونا بھی جانتی ہو مگر پھر بھی تم دونوں نے اسے نکاح کرنے سے نہیں روکا.. کیوں مریم کیوں..؟" آواز میں درد بھرتے ہوئے اس نے مریم سے کہا تھا مگر زین نے بھی لیا تھا..

اسکی سازش سے بے خبر مریم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی...  
"دیکھو مغیز جو ہو چکا ہے اسکو ایکسیپٹ کرو.. تم یا لاروش اب حقیقت کو چننا نہیں کر سکتے.. اور حقیقت یہی ہے کہ لاروش اب کسی کی بیوی ہے!" مریم رسائیت سے گویا ہوئی کیونکہ مغیز، کے چہرے پر چھائی تکلیف مریم کو نرم ہونے پر مجبور کر گئی تھی..

"میں نہیں مانتا اس نکاح کو... میری نظر میں اس نکاح کی کوئی اہمیت نہیں ہے، لاروش صرف میری ہے... وہ مجھے اس طرح نہیں چھوڑ سکتی.. پلیز، مریم تم اس سے بات کرو، وہ اپنے شوہر سے طلاق لے.. میں اسکو اپناؤں گا.. پلیز مریم...!" مغیز پوری تیاری کر کے آیا تھا.. زین نیازی کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی تھیں.. جبکہ دوسری طرف مریم اس سے کہہ رہی تھی..

"تم پاگل ہو گئے ہو مغیز... زین بھائی لاروش کے فرسٹ کزن ہیں.. وہ یہ رشتہ ختم نہیں کر سکتی.. تم پلیز اپنے دل کو سمجھاؤ...!"

"میں کیسے سمجھاؤں مریم.. یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے.. کیسے بھولوں وہ سارے پل... وہ لمحے جو ہم نے ساتھ بتائے تھے.. اُس ناٹ پاسیبل فورمی ٹو فورگیٹ ہر... "مریم نے حیرت سے اسے دیکھا وہ کن پلوں کی بات کر رہا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے ٹوکتی وہ دوبارہ شروع ہو چکا تھا... "وہ مجھے دھوکا دے کر یوں مجھ سے دور نہیں جاسکتی مریم... اسے میری بننا ہو گا بس... "اپنی بات مکمل کر کے وہ رکا نہیں تھا بلکہ وہاں سے نکلتا چلا گیا اور پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا.. ہکا بکاسی مریم پہلے تو اسکی باتیں سمجھنے کی کوشش کرتی رہی پھر اسے عشق کا مارا ہوا پاگل سمجھ کر سر جھٹکتے ہوئے ہال کے اندر آگئی.. زین احمر تو مغیز کے جاتے ہی واپس آچکا تھا.. اسکی مسکراہٹ گم ہو چکی تھی.. آنکھوں میں برداشت کی سرخیاں ڈول رہی تھیں دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکا تھا.. آنکھوں کی چھن بڑھنے لگی.. لہو رنگ ہوتی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے زین نے خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام ہو رہا تھا...

رگوں میں دوڑتا خون لاوا بننے کو تھا جبکہ آنکھوں اور چہرے سے خون چھلکنے کو تھا.. "کیسے بھولوں وہ سارے پل... وہ لمحے جو ہم نے ساتھ بتائے تھے... "مغیز کی بھاری آواز اس کے کانوں میں گونجی... کن لمحوں کی بات کر رہا تھا وہ، کن پلوں کا ذکر کر رہا تھا وہ.. زین احمر کو بے ساختہ پچھلے دو دن یاد آئے، کچن میں زین کی قربت پر اسکا شرمنا جانا.. گھبراانا.. جھجھکنا... یا پھر..... یا پھر وہ محض ڈر تھا... خوف و ہراس تھا.. اس کے دماغ نے دلیل دی تھی کہ لاروش کے دل میں محض



زین کے لیے ڈر و خوف ہے.... بے بس ہوتے ہوئے زین نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ لیے پھر اگلے ہی پل ارد گرد رنگ و بو کا احساس ہوا تو خود کو نارمل کرنے کی ایک بار پھر کوشش کی.. اسکی لہو ٹپکتی نگاہ فرحانہ بیگم کے پاس بیٹھی لا روش پر پڑی.. اسکے شکر فی لبوں پر ایک خوبصورت تبسم تھا.. زین کی نگاہوں کی تپش سے انجان وہ سکون سے بیٹھی کولڈ ڈرنک کے سپ لے رہی تھی..

"وہ مجھے دھوکا دے کر مجھ سے یوں دور نہیں جاسکتی مریم..!" ایک بار پھر وہ لہجہ اسکی سماعت میں زندہ ہوا تھا.. زین کو لگا اسکا دماغ ماؤف ہو جائیگا.. تبھی عفان کی نظر اس پر پڑی تھی.. اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ فوراً اسکی جانب لپکا تھا..

"از ایوری تھنگ اوکے و دیو بھائی...؟" عفان نے اسکے شانے ہر ہاتھ رکھا.. زین نے ویران آنکھوں کو اسکے چہرے پر بے گانگی سے ٹکایا.. عفان کو اسکی دماغی حالت پر شبہ ہوا..

"بھائی آپ سے پوچھ رہا ہوں یار..!" عفان نے اسے جھنجھوڑ ڈالا.. وہ یک دم ہوش میں آیا..

"ہاں..... سر میں درد ہے.. گھر جا رہا ہوں... امی کو بتا دینا..!" زین تیزی سے مڑا تھا.. عفان کو شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا..

"اگر زیادہ طبیعت خراب ہے تو میں چھوڑ آتا ہوں..!" عفان اسکے پیچھے آیا مگر ان سنی کرتا وہ گاڑی میں آبیٹھا اور گاڑی مین روڈ پر ڈال دی..

دل کی تکلیف برداشت سے باہر تھی.. کیوں ہوا تھا ایسا، کیا پر خاش تھی قسمت کو اس سے کہ اسے لاروش سے ہی محبت ہوئی.. وہ اپنی چیزوں میں.. اپنی ملکیت میں شراکت کا قائل نہیں تھا.. اسے آدھی ادھوری چیزوں سے نفرت تھی.. کیونکہ اسکی اپنی ذات بھی تو احمر نیازی کی وفات کے بات ادھوری رہ گئی تھی... اور اب وہ لڑکی.. اسکی چاہت..

اسکے دل کی پہلی خواہش...

اسکی آنکھوں میں سجنے والا پہلا خواب...

اسکے ہونٹوں پر کھلنے والی بے ساختہ مسکراہٹ...

اور سب سے بڑھ کر اسکی منکوحہ بن بیٹھی تھی تو اب جا کر اسے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ وہ تو اسکی تھی ہی نہیں... زین سے پہلے ہی کسی اور کی آنکھوں میں خواب سجا چکی تھی وہ...

"وہ اپنے شوہر سے طلاق لے لے.. میں اسے اپناؤں گا مریم...!" مغیز ہمدانی کی آواز اسکے دماغ پر

ہتھوڑے کی طرح ضربیں لگانے لگی... نیازی ہاؤس کے پورچ میں گاڑی روکتے ہوئے اسے خود پر

حیرت ہوئی... اتنی گہری چوٹ کھانے کے بعد بھی وہ صحیح سلامت گھر پہنچ گیا تھا..

اسے کچھ کیوں نہیں ہوا...

کتنا سخت جان تھا وہ...

اپنے ڈھیٹ پن کا سوچ کر اسکے لبوں پر ایک گننام مسکراہٹ در آئی.. مگر آنکھوں کے نم ہوتے  
گوشوں کی اس نے پرواہ نہیں کی تھی.. سیڑھیاں چڑھ کر وہ اپنے کمرے میں آیا اور آتے ہی بیڈ پر  
ڈھیر ہو گیا... آنکھیں جل رہی تھیں... گیلے ہوتے گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے حیرت  
ہوئی...

تو وہ رو رہا تھا...

اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے حیرت سے اپنا اجڑا اجڑا حلیہ دیکھا... وہ اس وقت  
مجنوں سے کم نہ لگ رہا تھا... دوبارہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا.. آنسو مسلسل  
اسکی ہلکی شیو میں جذب ہو رہے تھے مگر وہ تو بس اپنی بد قسمتی پر ماتم کناں تھا.. وہ اونچا لمبا مرد...  
وہ جو اپنے باپ کی موت پر بھی نہ رویا تھا...

آج وہ رو رہا تھا...

بچوں کی طرح سسک رہا تھا...

جیسے اس کا سب کچھ لٹ گیا ہو...

یہی تکلیف روح کاٹنے کو کافی تھی کہ لا روش نیازی...

اسکی محبت...

اسکی بیوی...



پہلے ہی اپنے جذبات کسی اور پر لٹا چکی ہے...

وہ خالی دامن رہ گیا ہے...

وہ بے سرمایہ ہو گیا ہے...

تکلیف کی آخری حدوں پر جا کر اس نے آنکھیں موند لیں...



رات کے جانے کس پہر اسکی آنکھ لگی تھی.. بھاری ہوتے سر کو مسلتے ہوئے اس نے گھڑی کو دیکھا جسکا چھوٹا ہندسہ صبح کے چھ بج رہا تھا.. بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھا.. پیروں میں سلیپرز پہننے کے بعد اس نے اپنا جائزہ لیا... وائٹ کلر کی شرٹ اور گرے ڈریس پہننے والے حلیے میں ہی تھا... گرے کوٹ دبیز قالین پر پڑا تھا.. وہ اٹھا تھا اور چلتے ہوئے واش روم میں گھس گیا اور پھر تقریباً پینتالیس منٹ بعد جب باہر نکلا تو کلین شیو کے ساتھ قدرے فریش لگ رہا تھا..

ڈارک گرے ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر پہنے وہ بے حد ہینڈ سم لگ رہا تھا.. گرے ٹی شرٹ میں اس کے کسرتی بازو نمایاں ہو رہے تھے. فروری کے خنک مہینے میں اس نے بے دھیانی میں یہ ٹی شرٹ پہن لی تھی جسکا احساس اسے ہیٹڈ کمرے سے باہر آنے پر ہوا تھا.. لاؤنج کمرے کی نسبت کافی سرد تھا.. جانے کس وقت وہ سب رعنا کو لے کر واپس آئے ہوں گے.. رعنا کا سوچتے ہی اسے لاروش نیازی کی یاد بھی آگئی تھی اور ساتھ ہی ساتھ وہ جان لیوا انکشاف بھی جسکے باعث وہ ساری رات بری طرح

تڑپا تھا اور جسکے بوجھ سے اسکی پللیں بو جھل بو جھل سی تھیں.. سردی سے بچنے کے لیے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ گھساتے ہوئے وہ سیدھا کچن میں چلا آیا۔ درد سے پھٹے دماغ کو نہانے کے بعد اگر کچھ سکون ملا تھا تو اب پھر سے رات کا منظر آنکھوں کے پردے پر لہرا کر اسے بے چین کر گیا تھا.. دماغ میں اٹھتی ٹیسوں کو سکون دینے کے لیے وہ چ آئے بنانے کی غرض سے کچن میں آیا تھا مگر.... وہاں لاروش کو دیکھ کر اسکا دل پھر سے سکھنے لگا... لاروش کی اسکی جانب پشت تھی.. یقیناً وہ چ آئے ہی بنا رہی تھی.. زین نے اپنے لب سختی سے بھیج لیے.. اپنے خول میں سمٹنے میں اسے فقط چند پل لگے تھے تبھی آہٹ محسوس کر کے وہ پلٹی تھی.. زین احمر کو دیکھ کر اسکا دل بے ہنگم انداز میں دھڑکا.. ایک فطری شرم کے باعث اس نے زین پر نگاہ نہیں ڈالی تھی جبکہ زین احمر نے اسے نگاہ چراتے دیکھ تلخی سے اسکے جھکے سر کی طرف دیکھا..

"کچھ چاہیے تھا آپکو...؟" اسکو وہیں کھڑا دیکھ لاروش نے اس سے پوچھا اور وہ جو اسکے چہرے پر جانے کیا کھوج رہا تھا اسکے یوں مخاطب کرنے پر اسکی طرف ایک سلگتی نگاہ ڈال کر رخ پھیر گیا اور یہی وہ لمحہ تھا جب لاروش کی نگاہ اسکے سرخ چہرے پر پڑی.. کشادہ پیشانی پر بکھرے گیلے بال اور اسکا حلیہ اسے فریش ظاہر کر رہا تھا مگر آپس میں پیوست سرخ لب اور خون چھلکاتی سوچی سوچی سیاہ آنکھیں اسکے رات بھر رونے اور جاگنے کی غمازی کر رہی تھیں.. لاروش کا دل تڑپ کر رہ گیا.. آنکھوں میں اسکے لیے کاٹ لیے وہ اسے جواب دیے بنا چ آئے بنانے کے لیے سلیب کے پاس

آیا... یہ محبت کا اعجاز تھا یا اسکی منکوحہ ہونے کا استحقاق کہ وہ فوراً آگے بڑھی اور زین کے کسرتی بازو پر اپنی نازک گرفت جماتے ہوئے وہ اسکے سامنے آئی تھی..

"آپ ٹھیک تو ہیں زین...!! سر میں درد ہے کیا...؟؟" لہجے میں تڑپ ہی تڑپ تھی جو زین نے محسوس نہیں کی تھی کیونکہ لاروش کی مخروطی انگلیوں کا لمس اسکے جسم میں کرنٹ بن کر دوڑ گیا تھا.. اس نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو اسکی گرفت سے چھڑاتے ہوئے اسے خود سے دور کیا تھا...

"دور رہو مجھ سے...!" وہ دھیمے لہجے میں دھاڑا تھا.. جبرے اتنی سختی سے بھیج لیے کہ دماغ کی رگیں پیشانی پر ابھر آئیں.. لاروش نے آج سے پہلے زین کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا.. آج تو جیسے اسکی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے... وہ رونے والی ہو گئی...

"ز... زین...!" اسکے لب پھڑ پھڑ آئے.. زین نے سر جھٹکتے ہوئے چولہے پر ابلیتی چ آئے کو دیکھتے ہوئے چولہا بند کر دیا..

"کک... کیا ہو گیا ہے آپ... آپکو... پپ... پلیز مجھے بتائیں زین...!" وہ ہمت کر کے دوبارہ اسکی طرف بڑھی تھی...

"شٹ اپ... میری فکر کرنے والی تم کون ہوتی ہو...؟؟" اسکے نازک بازو دبوچتے ہوئے وہ کرخت لہجے میں بولا.. لاروش کے لیے اسکے یہ انداز سمجھ سے باہر تھے... اسکا کلی طور شیو و جیہہ چہرہ لاروش کے بے حد قریب تھا.. سانسوں کا زیر و بم زین احمر کو شدت سے محسوس ہوا..



"مم... میں... آپ.. آپکی بب.... بیوی ہوں..." خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ معصومیت سے بولی تھی.. اس کے معصوم چہرے پر نگاہ جم آئے زین احمر کو اپنا دل ڈولتا محسوس ہوا... مگر پھر خود کو جھڑکتے ہوئے اس نے کرخٹ لہجہ اپنایا..

"بیوی نہیں ہو تم میری... صرف منکوحہ ہو.. سمجھی تم...." ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے ہوئے وہ سختی سے بولا.. لاروش نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا..

"اپنی اوقات مت بھولو، منکوحہ ہو... تو منکوحہ بن کر ہی رہو... روک ٹوک کرنے والی عورتوں سے مجھے سخت نفرت ہے.. اسلیے بہتر ہے کہ آئندہ مجھ پر اپنا حق مت جتاننا اور نہ ہی یہ بتانا کہ تم میری کیا ہو... میں بخوبی جانتا ہوں کہ تم میری کون ہو اور میری زندگی میں تمہاری کیا حیثیت ہے...! ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتا وہ اسے پستیوں میں پھینک رہا تھا.. پھر اسے بت بنا چھوڑ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا... سفید لباس پہنے وہاں کھڑی محبت نے حیرت سے اپنے اجرٹنے کا منظر دیکھا پھر روتی ہوئی لاروش کے گلے لگ گئی جس کے آنسو تواتر سے گالوں پر بہہ رہے تھے.. لاروش نے اپنی سسکتی بلکتی محبت کو بانہوں میں بھر کر سہلایا تھا... وہ خود بھی رورہی تھی اور اسکی محبت بھی... عائشہ کے کہے گئے جملے اس کے کانوں میں گونج اٹھے...

"لاروش تو صرف زین کی منکوحہ ہے، صرف منکوحہ.... اور منکوحہ اور سہاگن میں بہت فرق ہوتا ہے...!" وہ وہیں ٹھنڈے فرش پر بیٹھتی چلی گئی... تو یعنی آج زین نے بھی عائشہ کے کہے گئے جملوں

کی تصدیق کر دی تھی.. منکوحہ اور بیوی میں فرق ہوتا ہے... بہت فرق ہوتا ہے... تین دن پہلے جب یہی الفاظ عائشہ نے اسے کہے تھے تو تب اسے اتنا برا نہیں لگا تھا... مگر آج جب یہی الفاظ اسے زین احمر نیازی نے کہے تھے تو اسکی روح تار تار ہو گئی تھی...



رعنا کی شادی خیر وعافیت سے انجام پا گئی تھی.. دو دن کے مقلاوے کے بعد وہ شاہ ظل کے ساتھ نادران ایریاز کی سیر کے لیے چلی گئی تھی.. مقلاوے سے اگلی صبح دونوں خالائیں بھی اپنی بیٹیوں کے ہمراہ واپس کراچی تشریف لے جا چکی تھیں.. جاتے جاتے عفان نے بھرپور کوشش کی تھی کہ زین کے بدلے ہوئے انداز کی وجہ جان لے مگر وہ ناکام رہا تھا.. افسردہ سا وہ پھر آنے کا وعدہ کر کے واپس چلا گیا تھا.. جبکہ جاتے وقت تک عائشہ کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی.. زین کو کھودینے کا ملال بڑھتا ہی جا رہا تھا مگر جانے سے پہلے وہ بھی زین میں آئے بدلاؤ کو دیکھ چکی تھی.. مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ زین کے شہر کی باسی نہ تھی ورنہ اگر وہ یہیں اسی شہر میں رہتی تو لاروش سے کھنچے کھنچے زین کو اپنے دام میں پھان ہی لیتی.... وہ کراچی جا کر بھی لاہور آنے کے پلانز بنا رہی تھی.. سب کے چلے جانے کے بعد نیازی ہاؤس میں اداسیاں بولنے لگی تھی.. جہاں زین واپس اپنے پرانے خول میں سمٹ گیا تھا وہیں لاروش بھی رعنا کے بغیر بولائی بولائی سی پھرتی تھی.. اوائل مارچ کے دن شروع ہو چکے تھے.. سورج کی منتشر کرنیں سورج چڑھتے ہی بے تابی سے نیازی ہاؤس کے لان میں پھیل جاتیں.. اپنی

بے چینوں کو قرار دینے کے لیے لاروش اب باقاعدگی سے نماز ادا کرنے لگی تھی.. ابھی بھی فجر کی نماز ادا کر کے وہ لان میں چلی آئی.. ننگے پاؤں ٹھنڈی گھاس پر چلتی ہوئی وہ سکون محسوس کر رہی تھی، صبح کی شفاف ہوا اس کے صبح چہرے کو چھوتے ہوئے گزر جاتی.. ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی.. نظر جھکا کر گھاس پر چلتی ہوئی لاروش کی سوچوں کے دھارے ایک بار پھر زین احمر نیازی کی جانب مڑ گئے.. ان چند دنوں میں کس قدر بدل گیا تھا وہ شخص...! کس طرح سے نظر انداز کر رہا تھا وہ اسے... سوچتے ہوئے اس کی سر مئی آنکھیں نم ہو گئیں.. کیوں بدل گیا تھا وہ شخص...؟؟ کیوں اتنا سنگدل ہو رہا تھا وہ محبوب ترین انسان...؟؟ اس کا دل گر لایا.. تبھی اس کا دماغ دھاڑا اٹھا...

وہ تو شروع سے ہی سنگدل ہے لاروش...

ایسا ہی تھا وہ، اور یہ بات تم جانتی تو ہو...

بہت اچھے سے جانتی پھر تڑپ کیوں رہی ہو پاگل...؟؟

پھر کیوں بے وقوف بن گئی تم اس کی دودن کی الفت سے لاروش...؟؟

کیوں بنی تم بے وقوف.. کیوں بنی لاروش...؟؟ کیوں...؟؟

دماغ اسے چابک مار رہا تھا.. اسے باور کروا رہا تھا کہ غلطی اس کی ہے...



نادانی اسی کی ہے جو اس نے زین کی دودن کی نرمی کو محبت سمجھ لیا... آنسو اب رخساروں سے پھسلتے ہوئے چہرے کے گرد لیپٹے دو بٹے میں جذب ہو رہے تھے جنہیں صاف کرنے کا تکلف اس نے بالکل نہیں کیا تھا.. ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا اسکا دماغ... وہ تو اول روز سے ہی بے مہر تھا.. شروع سے ہی اس سے حقارت لیے بات کیا کرتا تھا... تو پھر نکاح ہوتے ہی کیسے بدل سکتا تھا زین نیازی.. کیسے...؟؟

نہیں... وہ کبھی نہیں بدل سکتا...!! سرنفی میں ہلاتے ہوئے وہ بری طرح رو پڑی... آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ گھاس پر لیٹ گئی.. ابھی روشنی پھیلنے کو پر پھیلا رہی تھی.. دوبٹہ ڈھیلا کرتے ہوئے اس نے آنسو صاف کیے..

"تھینکس لاروش... " زین کا گھمبیر لہجہ اسکی سماعتوں میں گونجتا تو اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول لیں.. پیٹ پر رکھے دونوں ہاتھ نگاہوں کے سامنے کیے جن پر لگی مہندی اپنا رنگ کھو چکی تھی... اسے اپنی ہتھیلیوں پر زین کے ہونٹوں کا جلتا ہوا گرم لمس محسوس ہوا تو وہ اور شدت سے رودی.. "کیوں کیا زین... کیوں کیا وہ سب.. جب کج روئی... بے رخی ہی برتنی تھی تو ان ہتھیلیوں کو خالی ہی رہنے دیتے نا زین.. کیوں بھر دیا انہیں اپنے مہکتے لمس سے... کیوں زین کیوں...!" وہ بری طرح تڑپ رہی تھی... سورج کی روشنی پھیلتی ہوئی اسکے چہرے کو منور کرنے لگی تو اس نے آنکھیں کھول دیں.. مگر آنکھیں کھول لینے پر اسی دشمن جاں کو چند قدم کے فاصلے پر کھڑے دیکھ کر وہ لیٹے

سے اٹھ بیٹھی.. آنکھیں پوری طرح کھول کر اسکی وہاں موجودگی کا یقین کرنے لگی اور جب یقین ہو گیا تو ہڑبڑا کر کھڑی ہو گئی... کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے اس نے دوبارہ زین کی جانب دیکھا.. اسکی گلابی روئی روئی سرمئی آنکھیں دیکھتے ہوئے وہ دو قدم آگے بڑھا تھا اور بغور اسکی آنکھوں میں جھانکا.. زین کے دیکھنے پر وہ نظریں جھکا لیا کرتی تھی مگر آج وہ ایسا نہیں کر پائی تھی کیونکہ آج اس شخص کی آنکھوں کا تاثر ہمیشہ سے الگ تھا.. آنکھوں میں تمسخر اور طنز لیے وہ بغور اسکے بھیگے بھیگے دلکش چہرے کو تک رہا تھا..

"اپنے ان آنسوؤں سے مجھے گھائل نہ کرو مسز... بندہ اتنا جاننا نہیں کہ تمہارے ان دو موتیوں پر اپنی جان نثار کر دے.. سو بہتر ہے کہ تم اپنا یہ شغل اپنے بیڈروم میں جا کر پورا کرو.." کہتے ہوئے زین گیٹ کی طرف مڑا..

"میں جہاں مرضی روؤں... یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے... سمجھے آپ.. " آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بھیگے لہجے میں چلائی... جانے کہاں سے اس میں اتنی ہمت آگئی تھی اور وہ بول پڑی تھی.. کہنے کو تو وہ کہہ گئی تھی مگر زین کے سرخ چہرہ لیے پلٹنے پر اس نے زبان دانتوں تلے دبائی..

"ٹھیک کہا تم نے.. یہ میرا مسئلہ نہیں ہے، مگر تمہارا اس وقت یہاں لیٹ کر رونا میرے لیے مسئلہ پیدا کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت میں ہی جاگنگ کے لیے جاتا ہوں اور اگر چچی نے تمہیں یوں روتے دیکھ لیا تو الزام یقیناً مجھ پر ہی آئے گا..."! چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کرتے ہوئے وہ کرختگی سے

بولا.. لاروش کے جی میں تو آیا کہہ دے کہ میرے رونے کی وجہ ہیں تو آپ ہی نیازی صاحب.. مگر بولی تو صرف اتنا ہی...

"تو پھر وہ آپکا مسئلہ ہے میرا نہیں.. " کہہ کر وہ اندر جانے کو پلٹی اور دل ہی دل میں اپنی عافیت کی دعا مانگی... اسکے دو بد و جواب دینے پر زین سلگ گیا اور تیزی سے بڑھ کر اسکا بازو دبوچ کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا... " آگئی شامت.. " لاروش نے دل میں سوچا...

"کیا کہا تم نے... ایک بار پھر سے کہنا زرا.. اسے جھٹکے سے اپنے قریب کرتے ہوئے وہ غرایا... لاروش کی توجان خشک ہو گئی..

"میرا ہر مسئلہ تمہارا مسئلہ ہے مسز نیازی.. اور یہ بات اپنے پلو سے باندھ لو تو بہتر ہے... جو میں کہوں گا.. تم بس وہ ہی کرو گی.. ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا..!" اسے خود سے دور کرتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں بولا..

"آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں.. " وہ کہہ تو نہیں پائی تھی مگر دل ہی دل میں اسے جواب دیا تھا.. "میں آپکی بیوی نہیں ہوں، صرف منکوحہ ہوں.. تو میں وہی کروں گی جو میری مرضی ہو گی.. آپ تو چاہتے ہی یہی ہیں کہ میں سانس بھی آپ کی مرضی سے لوں... " اس سے مزید دور ہوتے ہوئے وہ پھر سے چلائی.. دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا مگر جواب دینے سے وہ پھر بھی باز نہیں آئی تھی.. زین کی رگوں میں شرارے دوڑنے لگے.. یعنی وہ لڑکی اسے زچ کرنے کی کوشش کر رہی تھی...



"لگتا ہے میری چاہتوں سے بہت مسئلے ہیں تمہیں... مگر ابھی تو میں نے کوئی عملی ثبوت دیا ہی نہیں.. اور ثبوت دینے کے لیے تمہارا بیوی بننا ضروری ہے جبکہ تمہیں اس بات کی کسک بھی بہت ہے کہ تم صرف میری منکوحہ ہو... تو ٹھیک ہے، سوچتا ہوں کچھ اس بارے میں بھی...!" ایک ایک قدم اسکی طرف بڑھتا وہ گہرے لہجے میں بول رہا تھا.. لاروش کی ریڑھ کی ہڈی سنسناتا تھی.. جاگنگ کا ارادہ ملتوی کرتا وہ اندرونی عمارت کی طرف بڑھا.. جاتے جاتے فق کھڑی لاروش کے پاس ایک پل کو رکھا..

"اور پھر تمہاری سانس تو کیا... یہ جو تمہاری دھڑکنیں ہیں ناں.. انکو بھی میرا تابع ہونا پڑے گا....!" اس کے دل پر شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے وہ سنگدلی سے مسکرایا.. لاروش کی سانسیں اٹکنے لگیں...

محبت کی دیوی نے کچھ ترحم سے لاروش کو اور شدید ملامت سے اندر جاتے زین کو دیکھا...



"کالج سے آکر آج تھک گئی ہے میری بیٹی.. اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نفیسہ بیگم لاڈ سے بولیں.. رعنا کی شادی کے بعد آج وہ کالج گئی تھی اور قدرے تھکی تھکی سی آتے ہی صوفے پر بیٹھی نفیسہ بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی..

"جی پیروں میں درد محسوس ہو رہا ہے، آج کافی دنوں بعد کالج گئی تھی ناں شاید اسی لیے سر بھی

بھاری بھاری ہو رہا ہے۔" اپنے سر سے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ نرمی سے بولی۔

"چلو اٹھو... یا ہنس نیچے بیٹھ جاؤ تمہارے سر میں تیل لگا دیتی ہوں.. کچھ سکون مل جائیگا سر درد کو..!"

اسے دھیرے سے اٹھاتے ہوئے انہوں نے عجلت دکھائی۔

"نہیں امی... میں ایسے ہی ٹھیک ہوں، ہو جاؤں گی خود ہی ٹھیک.. آپ بس میرے بال سہلاتی

رہیں.. "مزید پھلتے ہوئے وہ آرام سے بولی.. نفیسہ بیگم مسکرا دیں...

"کچھ کھانا نہیں ہے؟؟" انہوں نے پھر مخاطب کیا.. وہ آنکھیں بند کیے انکے مہربان لمس کو محسوس

کر رہی تھی..

"اوں ہوں... بھوک نہیں ہے.. " وہ دھیرے سے بولی.. پھر کچھ خیال آتے ہی پٹ سے آنکھیں

کھول دیں۔

"ایک بات پوچھوں امی..؟؟" نظریں انکے چہرے پر ٹکاتے ہوئے وہ معصومیت سے بولی..

"پوچھو..!!" وہ نرمی سے گویا ہوئیں..

"کیا شوہر اور بیوی کے درمیان محبت ضروری ہے..؟؟" اسکے سوال پر انہوں نے مسکراتے ہوئے

اسکی سرمئی آنکھوں میں دیکھا جہاں دنیا جہان کی بے چینیاں تھیں..

"میاں بیوی کے رشتے میں محبت ہو یا نہ ہو لا روش، احترام اور خلوص ضرور ہونا چاہیے.. وفا ہونی چاہیے، اور ڈھیر ساری برداشت... ورنہ یہ رشتہ کھوکھلا ہو جاتا ہے اور پھر ایک نہ ایک یہ دن ٹوٹ ہی جاتا ہے..!" نفیسہ بیگم نے رسائیت سے اسے سمجھایا تھا..

"یعنی میاں بیوی کو ایک دوسرے سے باندھے رکھنے کے لیے محبت کافی نہیں ہوتی امی؟؟" وہ حیرت کے مارے اٹھ بیٹھی..

"بیٹا بات یہ نہیں ہے کہ اس رشتے کی پائیداری کے لیے محبت کافی نہیں ہوتی.. بات صرف اتنی ہے کہ شادی کا بندھن محبت کا محتاج نہیں.. کیونکہ نکاح اپنے آپ میں ایسی طاقت کہ نکاح کے بعد مرد اور عورت کے دل میں محبت جیسا الو ہی جذبہ جاگ اٹھتا ہے.. اور پھر اس پر مستزاد وفا کے رنگ اس محبت کو مزید گہرا کر دیتے ہیں.. خلوص اور احترام شادی جیسے بندھن کو مضبوط کر دیتے ہیں اور ان تمام عناصر کو ملا کر ایک مکمل فیملی بنتی ہے.. وفا کے بنا محبت کچھ نہیں.... اور احترام کے بغیر میاں بیوی میں سکون جیسی چیز ناپید ہو جاتی ہے.. انہوں نے اپنی بات مکمل کر کے اسکی جانب دیکھا.. انکی ساری باتیں ماسکے سر سے گزر رہی تھیں... خلوص، وفا، احترام پتہ نہیں اتنی گہری باتیں کیوں کر رہی تھیں وہ.. لا روش نہ سمجھی سے انھی کی جانب دیکھ رہی تھی.. اسکی کم عقلی پر افسوس کرتے ہوئے وہ ہنس پڑیں..



"چلو اٹھو ابھی تو کھانا کھاؤ ناں.. یہ ساری باتیں وقت کے ساتھ ساتھ تمہیں سمجھ آجائیں گی.. بس ان باتوں کو یاد رکھنا.." اسے اٹھاتے ہوئے وہ کچن کی طرف چل دیں..

"دو دن بعد فائنل ٹیسٹ سٹارٹ ہو رہے ہیں امی.. آپ کسی ٹیوٹر کا بندوبست کر دیں ورنہ فیل ہو جاؤں گی میں.. اور پھر ایڈمیشن نہیں جائیگا میرا.." منہ بسورتے ہوئے اس نے انہیں اطلاع دی.. بریانی کی پلیٹ اوون سے نکالتے ہوئے وہ اسکی جانب پلٹیں..

"زین کے ہوتے ہوئے تمہارے لیے کسی اور ٹیوٹر کی ضرورت نہیں ہے، ابھی تھوڑی دیر تک وہ آفس سے آتا ہے تو جا کر اسے بتاؤ.. اور آج سے ہی تیاری شروع کرو.." پلیٹ اسکے سامنے پڑی ٹیبل پر رکھ کر وہ آلو کاٹنے بیٹھ گئیں..

"مم.. مجھے اُن سے نہیں پڑھنا.." اس نے دھیمے لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا.. نفیسہ بیگم نے چونک کر اسکی جانب دیکھا.. انکے چہرے پر پھلتے ناگواری کے تاثرات دیکھ وہ نظر چراگئی..

"لاروش وہ تمہارا شوہر ہے.. اگر تم اسی طرح اس سے ڈرتی رہو گی تو زندگی بھر کیسے رہو گی اسکے ساتھ..؟؟" انکے سخت لہجے پر زین کے اٹھتے قدم کچن کے باہر ہی رک گئے..

"امی آپ.. مجھے ہی ڈانٹتی رہتی ہیں.. انکو بھی تو کچھ کہا کریں نہ ہر وقت غصے میں رہتے ہیں.. اور

دیکھتے ایسے ہیں جیسے ابھی کچا چبا جائیں گے.. شوہر کیا ایسے ہوتے ہیں امی..؟؟ شوہر تو بیویوں سے

بہت پیار کرتے ہیں، ڈراموں میں دیکھا نہیں آپ نے..؟؟ ایک میرا شوہر ہے جو بس ہر وقت مجھ پر

رعب ہی جماتا رہتا ہے.. "کہتے کہتے وہ رونے والی ہو گئی تھی، نفیسہ بیگم اسکی شکایات پر مسکرائیں جبکہ باہر کھڑے زین کے لبوں پر ایک بے درد مسکراہٹ کھل گئی.. اتنی معصوم تھی وہ تو پھر وہ کیا تھا جو مغیز ہمدانی نے کہا تھا.. نفیسہ بیگم اسے سمجھا رہی تھیں زین کے کان دوبارہ انکی آواز کی طرف لگ گئے..

"وقت کے ساتھ ساتھ وہ ٹھیک ہو جائیگا بیٹا، اتنی چھوٹی سی بات پر پریشان ہو جاؤ گی تو کیسے چلے گا؟ اسکی نیچر کو سمجھو اور اسکے مطابق خود کو ڈھالنے کی کوشش کرو... جب تم خود کو اسکی خواہش کے تابع کر لو گی تو وہ تم پر کبھی غصہ نہیں کرے گا.. "نفیسہ بیگم کی بات پر زین کے دل میں انکے لیے احترام مزید بڑھ گیا تبھی لاروش کی افسردہ سی آواز پر وہ اسطرف متوجہ ہوا... "لیکن مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ انکی کیا خواہشات ہیں.. وہ مجھے کیسا دیکھنا چاہتے ہیں..! ایسے میں کیسے خود کو چینج کر لوں امی..؟؟"

"اسکو سمجھو... سمجھنے کی کوشش کرو لاروش.. بس یہی اس مسئلے کا حل ہے.."

"جتنا میں اُن کو سمجھ پائی ہوں،... مجھے یہی لگتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ میں انکے حکم پر چلوں، انکی مرضی نہ ہو تو سانس بھی روک لوں اپنی...!" آخر میں وہ تلخ ہو گئی.. زین احمر نے اسکی بات پر اپنی مسکراہٹ دبائی اور وہاں سے پلٹ گیا.. اسکی باتیں سن کر وہ ایک پل کو مغیز والی بات بھول گیا تھا.. لاروش کو جو بھی پرا بلمز تھیں وہ اپنی امی سے شنیر کر کے ان پر ا بلمز کو سلجھانے کی کوشش کر رہی

تھی... وہ کس کے پاس ج آئے..؟؟ کس سے جا کر کہے کے لاروش کا ماضی اسکے لیے تکلیف کا باعث ہے... کیسے بھل آئے؟؟ کیسے انکسور کرے یہ حقیقت کہ لاروش کا دل پہلے بھی کسی کا اثیر رہ چکا ہے... زین نے خود سے پوچھا تھا.. دل پھر سے بو جھل ہونے لگا تھا.. جبکہ دوسری جانب نفیسہ بیگم لاروش کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھیں.

رات میں وہ بی جان کے پاس آئی تو وہ رعنا سے بات کر رہی تھیں.. تھوڑی دیر بات کر کے انہوں نے فون بند کر دیا کیونکہ شاہ ظل اور رعنا کہیں جارہے تھے. ان سے رعنا کے بارے میں اور کچھ ادھر ادھر کی بات کر کے وہ زین کے بیڈ روم کی طرف آگئی.. دروازہ ناک کرنے کے بعد بھی جب یس کی آواز نہیں آئی تو اس نے ناب گھما کر دروازہ کھولا اور اندر آگئی.. بیڈ روم خالی تھا.. واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی.. یقیناً وہ شاہ لے رہا تھا.. کاؤچ پر بیٹھ کر وہ اسکا انتظار کرنے لگی.. تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹاول سے بال رگڑتا وہ باہر آیا.. بیلک ٹراؤزر پہنے وہ شرٹ کے بغیر تھا.. اسکو یوں بنا شرٹ کے دیکھ کر لاروش کی گلابی رنگت سرخ پڑ گئی.. زین کی نگاہ بھی اس پر پڑ چکی تھی سو ٹاول کو ایک طرف رکھ کر وہ اسکی جانب آیا..

"محترمہ آپ کو اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ جب کسی کے بیڈ روم میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے ڈور ناک کیا جاتا ہے..؟؟" اس کے سر پر کھڑے ہو کر وہ دھیمے لہجے میں سنجیدگی سے بول رہا تھا..

"..م..م میں نے.. ناک کیا تھا ڈور..!!" نظریں زمین پر گاڑتے ہوئے وہ بیٹھے سے کھڑی ہو گئی..



"تو.. جواب ملا تھا تمہیں..؟؟؟" زین کا لہجہ کرخت تھا..

"ننن.. نہیں.. اس نے اپنی مومی انگلیاں چٹھائیں..

"تو پھر اندر کیوں آئیں...؟؟؟" وہ اس پر برسسا.. لاروش کی جان عذاب میں آگئی..

"وہ.. مم.. مجھے آپپ.. سے بات کرنی تھی..!" نگاہیں نیچے ہی کیے وہ کپکپاتے لہجے میں بولی.. وہ

اسکے بے حد قریب کھڑا تھا لاروش کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے.. دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا..

"اگر آہی گئی ہو تو فرماؤ.." مزید قریب آتے ہوئے وہ گہرے لہجے میں بولا.. گلابی سوٹ میں اسکی گلابی رنگت زین کا ایمان خراب کر رہی تھی.. اسکے قریب آنے پر وہ پیچھے ہٹی مگر جگہ نہ ہونے کے باعث وہ واپس کاؤچ پر گر سی گئی.. زین جھکا اور اسکے دائیں بائیں بازو رکھ کر اسکے ہلنے تک کے راستے مسدود کر دیے.. لاروش کا دل اچھل کر حلق میں آگیا.

"بولو اب... میں سن رہا ہوں.. اسکی شفاف بے داغ پیشانی پر چمکتی ننھی بوندوں کو دیکھتے ہوئے وہ دوبارہ گویا ہوا تھا..

"ایسے... کیسے بولوں.. آ... آپ پلینز پہلے شرٹ پہن لیں.. اسکے کشادہ سینے کو اپنی نازک ہتھیلیوں سے پیچھے دھکیلتے ہوئے وہ جلدی سے بولی اور اٹھ کر بیڈ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی.. رخ اسکی جانب

سے موڑ لیا تھا.. زین نے بغور اسکے لرزتے وجود کو دیکھا تھا.. پھر جانے دل میں کیا سمائی کہ اگلے ہی پل آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا...

"میری بیوی ہو تم سویٹ ہارٹ.. تم سے کیسا پردہ، تم کہو جو کہنا ہے میں ہمہ تن گوش ہوں.." اسے خود سے قریب کرتے ہوئے وہ گہرے لہجے میں بولتا ہوا اسے پزل کر گیا.. لاروش نے دوسرا ہاتھ اسکے سینے پر رکھ کر فاصلہ قائم کرنے کی ناکام کوشش کی... ہاتھ کی لرزش بڑی واضح تھی.. زین احمر کو اسکی یہ گھبراہٹ مزہ دے رہی تھی وہ لب دب آئے اسکے سرخ چہرے کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا..

"آ... آپ... ایسے کیوں کر رہے ہیں... پپ.. پلیز مجھے چھوڑ دیں.. مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی.. مم.. میں چلی جاتی ہوں یہاں سے.. آئندہ بنا پوچھے نہیں آؤنگی.. پلیز جانے دیں مجھے.."

آنکھوں میں اڈتے آنسوؤں کے کنٹرول کرتے ہوئے وہ بھگے لہجے میں بولی تھی.. دل کی بڑھتی دھڑکنیں کسی صورت اسکے قابو نہیں آرہی تھیں.. زین کی قربت اسکے حواس جکڑ رہی تھی..

"بات کیے بغیر تو میں تمہیں نہیں جانے دوں گا مسز.. تم اپنی مرضی سے آئی تھیں.. اب جاؤ گی میری مرضی سے.. سو جلدی سے بولنا شروع کرو کیا کہنے آئی تھیں.."

وہ کسی صورت اسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا.. لاروش اس وقت کو کوسنے لگی جب اس نے زین کے بیڈ روم میں قدم رکھا تھا.. عجیب انسان تھا اسے بولنے کے لیے بھی کہہ رہا تھا اور اسکی بکھرتی حالت بھی اسکے سامنے ہی تھی.. بھلا

اسکے اتنے قریب ہونے پر وہ کیسے بولتی.. لاروش نے دل ہی دل میں سوچا۔ جبکہ زین تو بس اسکایہ گھبرا گیا گھبرا یا روپ دیکھتے رہنا چاہتا تھا اسے اس بات سے کوئی سروکار نہ تھا کہ وہ کیا کہنے آئی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اسے فائنل ٹیسٹ کے بارے میں بتانے آئی ہے... زچ ہو کر وہ رونے لگی تھی.. آنسو سرمئی آنکھوں سے نکلتے ہوئے گلابی رخساروں پر پھسلنے لگے تو زین نے اسے چھوڑ دیا اور الماری سے نکال کر بیلک ٹی شرٹ چڑھالی.. اسکا مقصد اسے رُلانا نہیں تھا مگر وہ روتے ہوئے بھی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ زین کا دل چاہا وہ ساری رات روتی رہے اور وہ اسے دیکھتا رہے.. رہائی ملنے پر لاروش نے دروازے کی طرف دوڑ لگادی..

"کل چار بجے بکس لے کر لاؤنج میں آ جانا.. اور ڈیٹ شیٹ بھی.. اب جب میرے پلے پڑ گئی ہو تو پڑھا دو نگا.." لاروش کی سماعتوں میں اسکی کرخت آواز پڑی تھی.. بنا پلٹے اس نے سر اثبات میں ہلایا اور وہاں سے نکل آئی.. سیڑھیوں کے کنارے وہ فرحانہ بیگم سے ٹکرا گئی تو جلدی سے سوری کر کے نیچے چلی آئی مبادہ زین اسکے پیچھے ہی ناں آج آئے.. فرحانہ بیگم نے کچھ حیرت سے اسکے چہرے پر پھیلے گلال کو دیکھا تھا پھر اپنے بیڈ روم سے نکلتے زین کو دیکھ کر معاملہ کچھ کچھ انکی سمجھ میں آ گیا تھا.. مسکراتی ہوئی وہ بی جان کے پاس آ گئیں...





اور پھر اسکے سارے ٹیسٹ سیونٹی پرسنٹ ٹھیک ہو گئے تھے.. پڑھاتے وقت وہ اس قدر سنجیدہ رہتا کہ لاروش کو اس سے خوف محسوس ہوتا تھا اور اسی خوف کے باعث اسکی تیاری کافی اچھی ہو گئی تھی. آج اسکا لاسٹ ٹیسٹ تھا.. فری پیریڈ ملتے ہی وہ اور مریم گراؤنڈ میں چلی آئیں.. وہ دونوں ہی رعنا کو بہت مس کر رہی تھیں..

"پپر کیسا ہوا آج...؟؟" مریم نے اس سے پوچھا..

"اچھا ہوا.. "کھوئی کھوئی سی لاروش نے چونکتے ہوئے جواب دیا..

"ہاں ہاں اچھا تو ہونا ہی تھی آخر شوہر نامدار نے رات رات بھر جاگ کر تیاری کروائی ہے.. "مریم نے اُسے چھیڑا تھا. لاروش نے اسے گھوری سے نوازا.. میتھس کے پپر میں زین نے رات گئے تک اسے تیاری کروائی تھی اور جلدی میں یہ بات مریم کے سامنے لاروش کے منہ سے نکل گئی تھی اور اسی بابت اب وہ اسے چھیڑ رہی تھی.

بریک سے پندرہ منٹ پہلے ہی وہ کینیٹین میں آ گئی.. اپنی مخصوص جگہ سنبھالتے ہوئے وہ چیئر پر بیٹھ گئی اور ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر مریم کا ویٹ کرنے لگی.. مریم سے آج کی گئی باتیں سوچتے ہوئے اسکے لب مسکرا رہے تھے تبھی کوئی اسکے مقابل چیئر پر آ بیٹھا.. لاروش نے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا تو مغیز ہمدانی کو اپنی جانب دیکھتا پایا.. رعنا کی شادی کے بعد لاروش کا سامنا اس مکار انسان سے آج ہو رہا تھا..

"کہاں ہوتی ہیں آپ آجکل..؟؟" اسکے چہرے پر نگاہ ڈکاتے ہوئے وہ دوستانہ لہجے میں پوچھ رہا تھا..  
"تمہاری پہنچ سے بہت دور ہوتی ہوں... افسوس کہ تمہاری رسائی ممکن نہیں ہے سو میری فکر میں  
گھلنا چھوڑ دو..!" لاروش نے ٹکسا جواب دیا جس پر مغیز اندر سے کھول جانے کے باوجود بظاہر مسکرا  
دیا..

"صد شکر کہ میری دوری پر آپکو افسوس تو ہے.. "اس نے لاروش کا دل جلانے کو کہا.. لاروش نے  
ناگواری سے پہلو بدلا..

"اب کیا لینے آئے ہو..؟؟" لاروش کا لہجہ سخت ہوا..

"دل لینے آیا ہوں آپکا... دے دیجئے، چلا جاؤں گا..!" لہجے کو گھمبیر کرتے ہوئے وہ دلکشی سے  
بولا..

"ہتھیلی پر رکھا ہوتا تو ضرور دے دیتی... مگر میرا دل ایک مضبوط قلعے میں قید ہے.. اس قلعے سے سر  
ٹکراؤ گے تو اس قلعے کا محافظ زخمی کر دے گا تمہیں.. بہتر ہے کہ ضد چھوڑ دو تم.. " لاروش کے  
جواب پر مغیز کی مسکراہٹ گہری ہوئی...

"قلعے مسمار کرنے کا شوق رکھتا ہوں مس نیازی.. اور محافظوں کو دھول چٹانا تو میرے بائیں ہاتھ کا  
کھیل ہے... آپ فکر مت کریں.. بس محافظ کا نام بتائیں.. باقی کا کام میرا ہے.. " وہ جانتا تھا کہ لاروش  
کا محافظ زین نیازی ہے مگر اسے غصہ دلا کر اپنی انا کی تسکین چاہتا تھا..

"مس نیازی نہیں... مسز نیازی..، اور رہی بات محافظ کے نام کی تو مغیز صاحب... وہ نام تو تقدیر نے میرے نام کے ساتھ ہمیشہ کے لیے جوڑ دیا ہے.. تم چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے.. اس لیے بہتر یہ ہے کہ اب تم اپنی ان بے ہودہ حرکات سے باز آ جاؤ.." لاروش بات ختم کرنا چاہتی تھی مگر مغیز شاید بات بڑھانے آیا تھا..

"کچھ کرنے کی بات تو مت کریں آپ لاروش... میں کیا کر چکا ہوں اور کیا کر سکتا ہوں.. یہ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں... سوپلیز ڈونٹ چیلنج می..!" اب کے وہ سنجیدگی سے دھمکی دینے والے انداز میں بولا تھا.. لاروش کو خوف محسوس ہوا..

"بکواس بند کرو اپنی گھٹیا انسان.. تم جیسے لفنگے صرف دھمکیاں ہی دے سکتے ہیں، کر کچھ نہیں سکتے، مگر میری ایک بات کان کھول کر سن لو.. میں تمہاری ان بُودی دھمکیوں سے نہیں ڈرنے والی، سمجھے تم.... اور لو کر رہی ہوں تمہیں چیلنج... تم سے جو بن پڑتا ہے کر لو.. آئی ڈونٹ کیئر..!" شہادت کی انگلی اٹھا کر لاروش نے اسے وارن کیا.. بیل ہو چکی تھی مگر مریم نہیں آئی تھی.. اسے غصے میں آتے دیکھ مغیز نے فوراً پینتر ابدلا.. آخر اسکا مقصد لاروش کو پانا تھا، وہ کھلے عام لاروش اور زین کے درمیان بدگمانی پیدا کر کے لاروش کو خود سے مزید بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا.. سو فوراً لہجے کو نرم کرتے ہوئے بولا تھا..



"ارے آپ تو سیریس ہی ہو کئیں.. میں تو مذاق کر رہا تھا۔" اسکی بات پر لاروش نے ایک سلکتی نگاہ اس پر ڈالی..

"تمہارا میرا ایسا کوئی لنک نہیں ہے مغیز ہمدانی کہ تم مجھ سے ایسے گھٹیا مذاق کرتے پھر و.. اپنی حد میں رہا کرو.. یہی تمہاری صحت کے لیے بہتر ہے۔" وہ بولی تھی..

"لنک نہیں ہے مگر بن تو سکتا ہے ناں...؟؟" مغیز نے آس سے اسکی جانب دیکھا..

"تم خوا مخواہ بات کو طول دے رہے ہو جبکہ تم یہ بات بخوبی جانتے ہو کہ میں نے پہلے کبھی تم سے لنک نہیں رکھا تو اب کیسے...؟ اب تو میرا نکاح ہو چکا ہے... اور شادی شدہ لڑکی پر ڈورے ڈالنے کی بجائے تم کسی کنواری لڑکی پر ٹرائی کرو۔" وہ قطعیت سے بولی...

"رخصتی تو ابھی تک آپ کی بھی نہیں ہوئی... " وہ خباثت سے مسکرایا.. لاروش شرم سے پانی پانی ہو گئی...

"شٹ اپ... جسٹ شٹ اپ.. " وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی تبھی مغیز کی نظر مریم کے ساتھ کینیٹین میں داخل ہوتے زین احمر پر پڑی.. اس نے فٹ اپنا بھاری ہاتھ لاروش کے نازک ہاتھ پر رکھ دیا..

"اوکے اوکے ایم سوری... پلیز آپ بیٹھیں تو سہی.. " اسکے ہاتھ پر سختی سے اپنا ہاتھ جم آئے وہ لہجے میں چاشنی بھر کر بولا تھا.. لاروش کی ان دونوں کی جانب پشت تھی اور ان دونوں کی لاروش اور مغیز

پر نظر پڑ چکی تھی... مغیز کے ہاتھ تلے دبالا روش کا ہاتھ دیکھ کر زین کی رگوں میں گردش کرتا خون  
ٹھاٹھیں مارنے لگا.. زین کو دیکھ کر چونکنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے مغیز اپنی چمیر سے کھڑا ہو گیا اور  
لاروش کا ہاتھ چھوڑ دیا.. مریم کے چہرے پر بھی ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا جبکہ پلٹنے پر زین کو  
وہاں کھڑے دیکھ کر لاروش کی... "کاٹو تو بدن میں لہو نہیں" والی حالت ہو گئی.. مجبوراً مریم کو بات  
سنجھانی پڑی...

"یہ..... ہمارے کلاس فیلو ہیں، مغیز ہمدانی.. مجھے ان سے کچھ امپورٹنٹ نوٹس چاہئیں تھے... میں  
نے ہی انہیں کہا تھا کہ یہاں میرا ویٹ کر لیجئے گا.. اور مغیز یہ زین بھائی ہیں، لاروش کے شوہر..."  
مریم نے اپنی طرف سے تعارف کروایا.. اسکے یوں بات سنبھال لینے پر مغیز، معنی خیزی سے مسکرایا  
کیونکہ مریم نے اپنے طور پر بات سنبھالی تھی مگر مغیز تو جانتا تھا کہ وہ آگ لگا چکا ہے... مصافحے  
کے لیے اس نے زین کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا..

"ارے یہ تعارف کے محتاج تھوڑی ہیں.. میں جانتا ہوں کہ یہ رعبا بھابی کے بھائی ہیں...!" وہ  
مسکراتے ہوئے بولا تھا.. زین نے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھامنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ  
ابھی چند پل پہلے لاروش کا ہاتھ اسی ہاتھ تلے تھا.. مریم نے ایک بار پھر کوشش کی...  
"مغیز آپ نوٹس لانے والے تھے..؟؟" مریم نے مغیز کو گھورت ہوئے چبا چبا کر کہا..

"اوہ سوری مریم... ایچھو نکی نوٹس میرے فرینڈ کے پاس رہ گئے ہیں شاید... بیگ میں ہی تھے... آئی تھنک اس نے لے کر واپس نہیں رکھے اس میں.. "ٹیبیل پر رکھا اپنا بیگ کھنگالتے ہوئے وہ مریم کا بھرپور ساتھ دے رہا تھا.. تبھی زین نے لاروش کا ہاتھ پکڑا تھا اور اسے لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا.. مغیز، کے لبوں پر تبسم کھل گیا.. پیچھے مریم مغیز پر چڑھ دوڑی مگر وہ بس مسکراتا رہا.. کیونکہ اس کا کام تو ہو چکا تھا.. شک کا بیج وہ پہلے ہی بوچکا تھا.. آج اسکی آبیاری بھی کر دی تھی..



گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز تھی.. مارے خوف کے لاروش کی رنگت زرد پڑ گئی... گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی.. سٹیرنگ پر جمے اسکے سرخ و سفید ہاتھوں کا رواں بھی ظالم لگ رہا تھا.. جانے اسے کس بات کا غصہ تھا، سوچ سوچ کر لاروش کا دماغ شل ہو رہا تھا.. اسے یقین ہونے لگے تھا کہ آج زین اسے گھر نہیں، سیدھا اللہ کے پاس لے کر جائیگا.. سیٹ بیلٹ کو مضبوط کرتے ہوئے وہ سیٹ سے چپک کر بیٹھ گئی.. اور آنکھیں میچ لیں.. آنکھیں بند کیے وہ دھڑ دھڑ کرتے دل کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی تبھی تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک جھٹکے سے رکی.. مگر اسنے آنکھیں کھولنے کی زحمت نہیں کی.. جب گاڑی رکی رہی تو ڈرتے ڈرتے اسنے ایک آنکھ تھوڑی سی کھولی تو سامنے نیازی ہاؤس کا گیٹ تھا.. دوسری آنکھ اسنے پٹ سے کھولی اور زین کی جانب گردن گھمائی مگر وہ سامنے گیٹ کو گھور رہا تھا..



"اترو.. "وہ سر دلہے میں بولا..

لاروش دکھ سے اسکے کرخت چہرے کی جانب دیکھ رہی تھی مگر وہ اسکی جانب نگاہ غلط ڈالنے کو بھی تیار نہیں تھا.. اسکی نظروں کی تپش محسوس کر کے وہ دھاڑا...

"میں نے کہا اتروو...!" لاروش پوری اچھل گئی، فوراً دروازہ کھولا اور گاڑی سے نیچے اتر گئی.. زین

نے گاڑی ریورس کی اور زن سے بھگالے گیا. لاروش نے سڑک پر اڑتی دھول اپنے چہرے پر محسوس کی، آنکھوں کے سامنے دھند چھانے لگی.. اسکا بیگ زین کی گاڑی میں ہی رہ گیا تھا.. پلکوں پر چمکتے موتی صاف کرتے ہوئے وہ اندر آگئی.. لان سے گزرتی ہوئی وہ اپنا قصور سوچ رہی تھی جسکی پاداش میں وہ اسے کالج سے گھر لے آیا تھا.. لاؤنج میں آتے ہی اسکا سامنا نفیسہ بیگم سے ہوا تھا.. اسے بارہ بجے ہی گھر آتا دیکھ وہ حیران پریشان سی اسکے پاس چلی آئیں.. نم نم پلکیں انہیں بے چین کر گئی تھیں..

"کیا ہوا..؟؟؟ طبعیت تو ٹھیک ہے..؟ اتنی جلدی کیوں آگئیں واپس..؟؟ کون لایا ہے.. کس کے

ساتھ آئی ہو..؟؟؟" اسکا زرد چہرہ دیکھ کر انہوں نے ایک سانس میں ہی کئی سوال پوچھ ڈالے.

لاروش نے خود کو کمپوز کیا اور دھیرے سے مسکرائی..

"سر میں درد ہو رہا تھا امی.. تو بس اسی لیے ہاف لیولے کر زین کے ساتھ واپس آگئی ہوں..!" اپنا سر مسلتے ہوئے لاروش نے بہانہ بنایا اور ڈائینگ ٹیبل کی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی.. نفیسہ بیگم نے اثبات پر سر ہلا کر مطمئننگی ظاہر کی.

"ٹھیک ہے تم اپنے روم میں جا کر سو جاؤ تھوڑی دیر.. زین آجائے گا تو پھر بھاری سر لیے کیسے پڑھو گی..، جاؤ شباہ..!" انہوں نے اسے نرم لہجے میں کہا. ایک نظر انکی جانب ڈال کر وہ مسکرائی اور پھر تھکے تھکے قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں آگئی... بیڈ پر ڈھیر ہوتے ہوئے آنکھیں پھر سے بھر آئیں... بے بسی اور غم وغصے سے وہ مٹھیاں بھیج گئی.. اسے خود پر غصہ آرہا تھا بھلا کیا ضرورت تھی اس عجیب و غریب نمونے سے محبت کرنے کی.. مگر پھر اپنی ہی سوچ پر اسکے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ در آئی.. آنکھوں کی نمی نے بھی شکر فی لبوں کا ساتھ دیا تھا.. بھلا محبت خود سے تھوڑی کی جاتی ہے.. "اگر محبت کرنے کا حق میرے ہاتھ میں ہوتا تو بخدا میں تم سے کبھی نہ کرتی زین احمر نیازی.. " گال پر پھسلتا آنسو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے وہ تصور میں اس دشمن جاں سے مخاطب ہوئی.. جانے اس محبت میں اور کون کون سے غم اٹھانا باقی تھے ابھی تو اسکے لیے زین کی بے رخی ہی حد سے سوا تھی...



کل رات سے ہی موسم ابر آلود تھا.. صبح سے ہلکی ہلکی بوند باندی بھی ہو رہی تھی.. سورج جانے کہاں چھپا بیٹھا تھا آسمان پر بادل ہی بادل چھائے ہوئے تھے.. صبح کے گیارہ بج رہے تھے مگر شام کے چھ بجے کا سماں لگ رہا تھا.. دل اداس تھا اسنے کالج سے چھٹی کر لی... موسم کے بدلتے تیور دیکھ کر وہ لان میں چلی آئی.. خنک ہوا سے اسکا آنچل لہرا رہا تھا.. چہرے پر جھولتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑتے ہوئے وہ پھر سے زین کے بارے میں سوچنے لگی کہ ایک زین کے علاوہ اسکی سوچیں کسی اور جانب گھومتی ہی نہ تھیں..

امی اور تائی اماں کچھ دیر پہلے ہی رعنا سے ملنے اسکے سسرال گئی تھیں.. وہ سیر سپاٹے کر کے واپس آچکی تھی، اپنی بوجھل طبیعت اور اداس دل کے باعث اسنے جانے سے انکار کر دیا تھا.. ہلکی ہلکی گھاس پر ٹہلتے ہوئے اسنے آنکھیں بند کی تھیں اور دائیں بائیں ہاتھ پھیلاتے ہوئے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھالیا.. کالے بادل برسنے کو بے تاب تھے.. آنکھیں میچتے ہوئے اسنے آسمان سے ٹپکنے والے پہلے موتی کا انتظار کیا اور پھر اگلے ہی پل اسکے رخسار پر ایک بوند ٹپکی تھی.. لاروش کے اداس لب مسکرا اٹھے.. بارش کی تیز بوجھاڑنے اسے پور پور بھگو دیا.. آتی گرمیوں کی بارش اسکا تن من بھگور ہی تھی.. پانی کی بوندوں سے وجود میں لگی آگ مزید بڑھ گئی.. آنکھوں کی سطح تیزی سے گیلی ہو رہی تھی جیسے محبت کے رنگین خوابوں کے بوجھ سے چور معصوم آنکھیں کسی بہانے کی تلاش میں تھیں اور موقع ملتے ہی برستی بارش کے ساتھ برسنے لگیں.. دل کی جلن بجھانے کو یہ ٹھنڈی



بارش شاید اچھا کر دار ادا کر سکتی تھی سو وہ بھیگ رہی تھی.. گھاس پر لیٹتے ہوئے اس نے اپنی بھیگی آنکھیں میچ لیں.. بارش کی بو چھاڑ کبھی ہلکی ہو جاتی کبھی تیز مگر اسکے آنکھوں سے نکلتے آنسو اپنی رفتار سے چلتے ہوئے کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے.. اپنے کمرے سے منسلک ٹیرس پر بارش میں بھیگتا زین احمر نیازی لان کی طرف جھکا تو لان میں بھیگتی لاروش کو دیکھ کر چند پل کے لیے ساکت رہ گیا.. کل رات سے ہی اسے موسمی تبدیلی کے باعث ہلکا ہلکا بخار محسوس ہو رہا تھا سو آفس جانے کی بجائے وہ کافی دیر تک سوتا رہا تھا.. تھوڑی دیر قبل جاگا تو برستی بارش کو دیکھ کر خود بھی بھیگنے لگا.. بخار ہونے کے باوجود وہ بھیگ رہا تھا کہ شاید دل میں لگی آگ ٹھنڈی ہو جاتی.. اور اب وہ آگ لگانے والی اسکی نظروں کے سامنے تھی.. منظر بے حد دلکش تھا مگر دلی جذبات سرد ہو رہے تھے.. رخ پھیرتے ہوئے زین نے پلٹ جانا چاہا مگر جانے کیوں قدم من من بھر کے ہو گئے تھے.. ہفتہ بھر پہلے جب اس نے اس پری ویش کو مغیز ہمدانی کے ساتھ دیکھا تھا تو خود کو تکلیف کی انتہاؤں پر محسوس کیا تھا.. نکاح کے بعد بھی وہ اس لڑکے سے ملنے سے باز نہیں آئی تھی... سلگتی نظروں سے اس نے بارش میں بھیگتے اس وجود کو دیکھا تھا جو آس پاس سے بے خبر آنکھیں بند کیے ساکت پڑی تھی.. جیسے جسم میں جان نہ ہو، دل کی دھڑکن نہ ہو،، رگوں میں گردش کرتا خون سرد ہو چکا ہو.. اسکی جانب مسلسل دیکھتے زین کو فکر ہوئی تو وہ پلٹا اور تیزی سے نیچے کی طرف آیا.. سبز بھیگی بھیگی گھاس کو اپنے مضبوط قدموں تلے روندتا ہوا اسکے قریب آیا.. مگر اسکی موجودگی سے بے خبر وہ آنکھیں بند کیے

پڑی رہی.. بارش کا زور ٹوٹ چکا تھا.. اسکے نزدیک بیٹھتے ہوئے زین نے بغور اس کا چہرہ دیکھا.. گلابی چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو رہا تھا.. ستواں چھوٹی سی ناک اور تل سے ہوتے ہوئے اس کی نظر نیلے پڑتے لبوں پر ٹھہر سی گئی.. بند آنکھوں سے نکلتے شفاف موتی اور شکر فی لبوں کی کپکپاہٹ اسکے مردہ وجود میں جان ہونے کی گواہی دے رہی تھی جبکہ ٹیس سے تو وہ کوئی سفید بے جان مورت ہی لگ رہی تھی.. جانے وہ کیسے بے خود ہوا تھا اور اس کی آنکھ کے کنارے اٹکا آنسو اپنی انگلی کی پور پر چن لیا.. زین کا ہلکا سا لمس ہی اسکے تن مردہ میں جان ڈال گیا تھا.. کھوئی کھوئی لاروش نے فوراً بھیگی پلکیں اٹھا کر چوپٹ آنکھوں سے اسے دیکھا..

دھیرے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اس نے کھوئے کھوئے حواسوں سے اسے دیکھا.. گلابی آنکھیں کافی دیر سے رونے کی چغلی کھا رہی تھیں.. زین کو اسکے رونے پر حیرت بھی ہوئی اور شاید تکلیف بھی جبکہ، بے یقینی کی انتہاؤں پر جاتے ہوئے لاروش نے ہاتھ بڑھایا اور اپنی مومی انگلیاں اسکے بھیگے چہرے پر پھیرنے لگی، جیسے اس کی موجودگی کا یقین کر لینا چاہتی ہو... سیاہ آنکھوں کی پلکوں کو بے خودی سے چھوتی ہوئی وہ یقیناً اپنے حواسوں میں نہیں تھی... زین کا دل اس کی بے خودی پر پاگل ہونے لگا..

کھڑی مغرور ناک سے ہوتے ہوئے لاروش کی مومی انگلیاں زین کے عنابی لبوں پر رک گئیں.. ایسے جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ اسکے سامنے بیٹھا وہ شخص زین احمر نیازی ہی ہے... لاروش کی گلابی انگلیوں کی نرمی زین کو اپنے لبوں سے سانسوں میں اترتی محسوس ہوئی.. وہ لمس کوئی جادو جگانے لگا تو

زین نے فوراً اسکا ہاتھ جھٹک دیا.. لا روش بھی ہوش میں آئی اور بدک کر اس سے دور ہوئی.. وہ یقیناً اسکی اس وقت گھر میں موجودگی ایکسیپٹ نہیں کر پار ہی تھی. تبھی اسے چھو کر یقین کرنے کی بے وقوفی کر بیٹھی تھی...

"یہ.... آ... آپ ہی ہیں زین..؟؟" وہ اب بھی بے یقین تھی کہ شاید بہت زیادہ رونے کی وجہ سے اسکی آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں..

"نہیں... میرے جسم سے نکل کر میری روح یہاں تم سے ملنے آئی ہے.. " جھنجھلاتے ہوئے زین نے رخ موڑ کر کہا..

"اللہ نہ کرے.. " وہ بڑبڑائی.. دو بٹہ شانوں پر پھیلاتے ہوئے وہ کھڑی ہوئی.. زین کے سامنے بھگنے پر اسے شرمندگی نے آگھیرا.. جسم سے چپکے کپڑے الگ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے وہ گلابی پڑنے لگی.. زین احمر کی نگاہ بھٹکنے لگی..

لا روش کا بھیگا بھیگا ساد کلش وجود اس کے دل میں انوکھے جذبے جگا رہا تھا... منہ زور جذبات اسکی گلابی رنگت دیکھ کر مزید اتاؤ ولے ہو رہے تھے.. پیشانی پر بکھرے اپنے کیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زین نے اندر کی جانب قدم بڑھائے.. کہ اگر وہاں مزید رکتا تو یقیناً صبر کھودیتا.. لا روش اپنی جگہ چور سی کھڑی تھی.. تبھی وہ پلٹا تھا..



"اب کیا پاگلوں کی طرح یہیں کھڑی رہو گی...؟؟ اندر چلو اور یہ ڈریس چینج کرو.. اوپر آکر بی جان سے پوچھو انہیں کچھ چاہیے تو انہیں پرووائیڈ کرو..!" اسے حکم دے کر وہ اندر چلا گیا.. لب بھینچتے ہوئے لاروش نے بھی اندر کا رخ کیا.. اور پھر چینج کرنے کے بعد اس نے بی جان نے کے لیے ویجیٹیبلز رائس بنانے کے علاوہ زین کے لیے چکن سوپ بھی بنایا تھا کیونکہ اسے چھینکیں آرہی تھیں... ایک تو بخار تھا دوسرے وہ جذباتی انسان بارش میں بھیگ چکا تھا تو اب نتیجہ تو بھگتنا ہی تھا..



چینل سرچ کرتے ہوئے اسکے ہاتھ ایک پل کور کے تھے.. اس نے آنکھیں تقریباً پھاڑتے ہوئے اس لڑکی کو پہچاننے کی کوشش کی جو سیریلیک کی کمرشل میں ٹی.وی پر اتراتی پھر رہی تھی.. اور پھر اگلے ایک منٹ میں کمرشل ختم ہو چکی تھی مگر لاروش کی نگاہیں ٹی وی کی سکرین پر ہی چپکی تھیں.. اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا، کیونکہ کمرشل میں بے بی کی ماما کارول ادا کرنے والی لڑکی کوئی اور نہیں زین کی خالہ زاد عاتشہ تھی.. وہ ہی ریڈ ڈائڈ بال، لانا قند، بھنورا آنکھیں اور دلمتی رنگت.. افسوس کہ کمرشل ختم ہو چکی تھی ورنہ یقین دہانی کے لیے وہ دوبارہ اس کمرشل کو ضرور دیکھتی.. سر جھٹکتے ہوئے وہ اٹھی اور نفیسہ بیگم کے بیڈ روم میں چلی آئی.. بیڈ پر رکھے تہہ شدہ کپڑوں کو الماری میں رکھتے ہوئے وہ جانے کن سوچوں میں گم تھیں..

"امی...!" اس نے انہیں پکارا..

"ہوں... وہ اسکیطرف متوجہ ہوں.."

"وہ تائی اماں کہہ رہی تھیں کہ انکے ساتھ مارکیٹ چلوں.. چلی جاؤں امی..؟؟" اسکے پوچھنے پر وہ بے ساختہ مسکرائیں..

"بھلا اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے... تمہیں نہیں بھی جانا تو بھی جاؤ... انہوں نے رسائیت سے کہا.. لاروش انکی بات پر ہنس دی..

"ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں مگر میرے واپس آنے سے پہلے پہلے آپ مٹر پلاؤ بنا لیجئے گا.. آج بہت دل کر رہا ہے کھانے کو..." اسنے گھڑی پر ایک نظر ڈال کر ان سے فرمائش کی جس پر نفیسہ بیگم نے اثبات میں سر ہلادیا.. گھڑی دوپہر کے تین بجارہی تھی.. دن بڑے ہو رہے تھے اور راتیں چھوٹی.. لاروش نے اپنے کمرے میں گھس کر الماری سے چادر نکال کر اوڑھی اور سیڑھیوں سے اترتی تائی کے ساتھ باہر چلی آئی.. جہاں ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے زین احمران دونوں کاویٹ کر رہا تھا.. انکے بیٹھتے ہی زین نے گاڑی آگے بڑھائی تھی.. وہ پچھلی سیٹ پر فرحانہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی.. چلتی سڑک پر نگاہ جمائے وہ زین سے مکمل طور پر بے نیاز بنی بیٹھی تھی.. تبھی وہ اپنے مخصوص بھاری لہجے میں بولا تھا..

"پانچ بجے میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے امی.. ساڑھے چار بجے تک آپ لوگ فری ہو کر مس بیل دے دیجئے گا... میں پک کرنے آ جاؤنگا.." سنجیدگی سے کہتے ہوئے اسنے ایک نگاہ غلط بت بنی بیٹھی لاروش پر ڈالی۔

"اگر تم نے یو نہی عجلت دکھانی تھی تو مجھے پہلے ہی بتا دیتے تم.... میں خود ہی آ جاتی..!" فرحانہ بیگم نے اسے ڈپٹا.. انہیں آرام و سکون سے شاپنگ کرنے کی عادت تھی جلدی کے کام سے انہیں سخت چڑ تھی مگر یہ تو لاروش اور باقی سب ہی جانتے تھے کہ فرحانہ بیگم خریداری کے معاملے میں کافی سست ہیں... لاروش نے لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی۔

"اوہو اس میں غصہ کرنے والی کیا بات ہے، میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ کل سنڈے ہے، کل چلیں گے مگر آپکو ہی ضد تھی کہ آج ہی جانا ہے.. اب ایک تو وقت نکال کر آپکو لے کر آیا ہوں اور الٹا آپ مجھے ہی ڈانٹ رہی ہیں.. "وہ لاروش کے سامنے عزت افزائی ہونے پر ناراض ہو گیا چہرے پر خفگی کے تاثرات تھے.. فرحانہ بیگم مسکرائیں..

"لو بھلا.. میں نے کب ڈانٹا ہے اسے لاروش.. تم ہی بتاؤ بیٹا.. " انہوں نے اسے بیچ میں گھسیٹا.. وہ گڑ بڑا گئی.. اب بھلا وہ انہیں کیا کہتی سوچ رہی مبادا وہ انہیں چھوڑ کر اسکے پیچھے پڑ جائے..



"اور کل کی بھی خوب کہی تم نے.. بتایا بھی تھا کہ کل رعنا اور شاہ ظل آرہے ہیں تو بھلا کل کیسے جاسکتی ہوں میں بازار.. اسکے لیے کھانا وغیرہ بناؤں گی یا بازاروں کے چکر لگاتی پھروں گی..!" انہوں نے دوبارہ زین کی جانب رخ موڑا.. زین نے حیرت سے انکی جانب دیکھا..

"آپ نے کب بتایا مجھے کہ کل رعنا آرہی ہے..؟؟؟" زین کے لہجے میں ابھی بھی خفگی تھی.

"ابھی صبح ہی تو بتایا ہے.. جب اماں جی کے کمرے میں بیٹھ کر چائے پی رہے تھے تم..!" انہیں اسکی دماغی حالت پر شبہ ہوا.. ابھی صبح تو انہوں نے اسے بتایا تھا اور وہ لاعلمی ظاہر کر رہا تھا..

"آ... اچھا.. پھر میں نے نہیں سنا ہو گا..!" نظریں روڈ پر جماتے ہوئے وہ کھسیانا سا ہو گیا..

"زین میرے بچے.. ابھی تک بخار نہیں اتر کیا؟؟؟ فرحانہ بیگم نے پریشانی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا.. لاروش نے اپنی ہنسی انکی مصنوعی تشویش پر بمشکل روکی تھی.

"شادی کے بعد تو عقل و خرد سے بے گانہ مرد بھی حواسوں میں آجاتا ہے اور تم ہو کہ غائب دماغ ہوتے جا رہے ہو..؟" لاروش کی موجودگی کے باعث انہوں نے اسے چھیڑا.. وہ سٹیٹا کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی.. جبکہ زین نے اسکے گھبرائے گھبرائے روپ کو مر میں دیکھتے ہوئے اسے مزید پریشان کرنے کا فیصلہ کیا...

"شادی کہاں ابھی تو صرف نکاح ہوا ہے امی.. اپنی بہو کی رخصتی کروادیں تو بالکل ٹھیک ہو جاؤنگا.."

اپنی فطرت کے خلاف جا کر اسنے بھی مزاقا کہا تھا مگر مقصد لاروش کے تاثرات دیکھنا تھا.. جسکے

چہرے کی رنگت پل میں اناری ہوئی تھی.. فرحانہ بیگم کھل کر مسکرائیں اور اپنے ساتھ بیٹھی لاروش کے گرد اپنا مہربان بازو پھیلا یا..

"تو ٹھیک ہے کرتی ہوں تمہاری بی جان سے بات.. بتاتی ہوں انکو کہ لاڈلے کے کیا ارادے ہیں.."  
لاروش شرم سے کٹی جا رہی تھی.. زین ہنوز سنجیدہ تھا..

"تائی اماں مارکیٹ کہاں رہ گئی.. کب پہنچیں گے ہم...؟؟؟" انکی طرف دیکھتے ہوئے لاروش نے غیر متوقع سوال کیا جس پر زین کے لب ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا اٹھے.. فرحانہ بیگم بھی مسکرا دیں..  
"لو آہی گئی مارکیٹ بھی.. چلو زین وہاں... اس سائیڈ پر لگا دو گاڑی.."  
فرحانہ بیگم نے زین کو کہا اور اپنے سر پر جمی چادر درست کی.. لاروش نے بھی سکون کا سانس لیا..

"ٹھیک ایک گھنٹے بعد مس بیل کر دیجئے گا مجھے.."  
ان دونوں کو گاڑی سے اترتا دیکھ زین پھر اسی بات پر آگیا...

"چلیں جائیں گے ہم خود ہی.. شکل گم کرو تم اپنی.. ضرورت نہیں ہے تمہیں آنے کی.."  
فرحانہ بیگم غصے میں آگئیں.. زین نے اپنے لب بھیج لیے پھر زن سے گاڑی بھگالے گیا.. لاروش انکے ساتھ ساتھ مارکیٹ کی جانب چلنے لگی.. معاً اسکی نظر اینٹرنیس پر لگی لارج سائز ایل ای ڈی کی روشن سکرین پر پڑی.. وہی صبح والی کمرشل چل رہی تھی.. لڑکی کی شکل بہت واضح تھی..  
"تائی اماں.."  
اسنے فوراً فرحانہ بیگم کا کندھا ہلایا..

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](http://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION



"وہ دیکھیں... وہاں عائشہ آپہی ہیں ناں..؟" اسکے اشارہ کرنے پر انہوں نے ایل ای ڈی پہ چلتی سیریلیک کی کمرشل دیکھی جس میں عائشہ بچے کو سیریلیک کھلا رہی تھی.. حیرت کے مارے انکی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئیں.. انہوں دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے تاسف سے ایل ای ڈی کی سکرین دیکھی جہاں اب دوسری کمرشل چل رہی تھی..

"شاید.." وہ دھیمے لہجے میں بولیں.. صائمہ (بڑی خالہ) سے انکی بات ہوتی ہی رہتی تھی اور کئی بار وہ فرحانہ بیگم سے عائشہ کے ماڈلنگ کرنے کی بابت ذکر کر چکی تھیں مگر آج اسے یوں سرعام بازار میں دیکھ کر انہیں دلی افسوس ہوا تھا.. پھر چاہ کر.. بھی وہ ٹھیک سے خریداری نہیں کر پائی تھیں اور گھنٹے بعد ہی زین کو مس بیل کر دی تھی.. وہ بھول چکی تھیں کہ انہوں نے زین سے کہا تھا کہ وہ خود چلی جائیں گی.. غائب دماغی سے وہ سارے راستے زین کے سوالات کا ہوں ہاں میں جواب دیتی رہیں... ان دونوں کو گھر چھوڑ کر وہ واپس آفس چلا گیا تھا.. یقیناً اس نے ابھی تک عائشہ کا کارنامہ نہیں دیکھا تھا..



رات تک نفیسہ بیگم، بی جان اور زین احمر کو بھی پتہ لگ چکا تھا کہ عائشہ شو بز جوائن کر چکی ہے.. دونوں خواتین نے اس حوالے سے ناگواری کا اظہار کیا تھا البتہ زین احمر کے تاثرات ناقابلِ فہم تھے.. اگلی صبح رعنا کے آجانے سے وہ سب عائشہ کو بھول چکے تھے... نیازی ہاؤس میں کافی رونق

لگی ہوئی تھی.. کافی دنوں بعد ان سب کے چیرے جگمگ کر رہے تھے۔ زین شاہ ظل کو لمبنی دے رہا تھا جبکہ رعنا لاروش کے ساتھ بی جان کے کمرے میں گھسی بیٹھی تھی.. ایک بجے کے قریب مریم کی انٹری نے رعنا اور لاروش دونوں کو خوشی سے دوچار کیا.. بس پھر وہ تینوں سہیلیاں تھیں اور انکی ہمیشہ جیسی باتیں...

"رعنا تم کتنی کمینی ہو یا ر... تم سے اتنا نہیں ہوا کہ مہندی والی رات ایک آدھا تھپڑ میرے منہ پر مار دیتی تو آج میرے خوبصورت ہاتھ کی نازک انگلی میں کسی شہزادے کے نام کی انگوٹھی ہوتی.. مگر ناں جی.. تم نے ثابت کر دیا کہ تمہارے جیسی دوست کی موجودگی میں مجھے کسی دشمن کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے..." آخر میں آبدیدہ ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے وہ آہ بھر کر بولی... جبکہ رعنا اور لاروش اسکا پہلا فقرہ سن کر تو حیران ہوئی تھیں کہ وہ تھپڑ کھانے کی حسرت دل میں کیوں لیے بیٹھی ہے مگر پوری بات سن کر جب مطلب سمجھ میں آیا تو دونوں کھکھلا کر ہنس پڑیں..

"ہاں ہاں نکال لو اب یہ دانت باہر.. خود تو تم دونوں شوہر والیاں ہو گئی ہو اور مجھ مظلوم کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے جسے ابھی تک ایک عدد منگیتر بھی نصیب نہیں ہوا.. " لہجے میں زمانے بھر کا درد سمیٹ کر وہ مصنوعی پن سے بولی..

"رعنا یہ بے چاری سچ میں دکھی ہے تم پلیز ایک کام کرو... یہی کوئی چارپانچ بھاری سے دھموکے اسکی کمر پر اور سات آٹھ کرارے سے تھپڑ اسکے پھول جیسے رخساروں پر جڑو تاکہ یہیں بیٹھے بیٹھے اسے

خبر مل جائے کہ اسکی بات پکی ہو گئی ہے.. "دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے لاروش نے رعنا کو مشورہ دیا جبکہ ہکا بکا بیٹھی مریم جو کہ لاروش کے فرمودات سن رہی تھی... رعنا کے ہاتھ اپنی جانب بڑھتے دیکھ اچھل کر دو فٹ دور ہوئی۔

"ظالماؤں تم دونوں نے میری شادی کروانی ہے یا مجھے ہاسپٹل کے بیڈ پر پہنچانا ہے.. مجھے معافی دو میں کنواری ہی بھلی.. "دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے وہ ڈرامائی انداز، میں بولی تو وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں آخر میں مریم کی ہنسی بھی انکی ہنسی میں شامل ہو گئی تھی.. پھر کافی دیر وہ تینوں ہنسی مذاق کرتی رہیں کہ اچانک کچھ یاد آنے پر رعنا سیریس ہوئی...

"اوئے وش... وہ مغیز، بھی آیا ہوا تھا ناں میری شادی میں..؟؟ رعنا نے لاروش سے پوچھا... مغیز کے ذکر پر لاروش کا حلق کڑوا ہو گیا..

"ہاں آیا ہوا تھا.. تمہارے شوہر نامدار کے ہمراہ تشریف لایا تھا خبیث انسان.. "وہ چبا چبا کر بولی..

"ہاں میں نے ولیمے والی رات اسے دیکھا تھا.. بارات کی رات تو میں خود اتنی پریشان اور کنفیوژ تھی کہ نوٹ ہی نہیں کیا کہ کون کون آیا ہے..!" رعنا نے دھیمے لہجے میں اسے بتایا..

"کوئی بات کرنے کی کوشش تو نہیں کی اس نے تم سے..؟؟" رعنا دوبارہ بولی..

"کر رہا تھا کوشش.. اسکے ارد گرد ہی منڈلا رہا تھا.. وہ تو میں نے اسے بتایا کہ لاروش کا نکاح ہو چکا ہے زین بھائی کے ساتھ.. "لاروش کی بجائے مریم نے جواب دیا..



"چلو یہ تو تم نے اچھا کیا... یقیناً اب راوی چین ہی چین لکھ رہا ہو گا.." رعنہ نے پرسکون ہوتے ہوئے پوچھا..

"وہ راوی نہیں بھرا ہوا جہلم ہے جو کبھی چین نے لکھ سکتا.." لاروش کالجہ سلکتا ہوا تھا..

"اس جیسے گھٹیا لڑکے اپنی گھٹیا حرکتوں سے کبھی باز نہیں آتے..!" انداز کافی تلخ تھا.. رعنہ نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا..

"میرا خیال ہے تمہیں زین بھائی کو سب کچھ بتا دینا چاہیے..!" مریم نے اسے مشورہ دیا.. رعنہ نے بھی اسکی حمایت میں سر ہلایا..

"تم دونوں کے لیے کہنا آسان ہے مگر میرے لیے کرنا بہت مشکل ہے.. انکے سامنے تو چھوٹی سے چھوٹی بات کرتے وقت بھی میری سانس اٹکنے لگتی ہے اور تم دونوں کہہ رہے ہو کہ میں انہیں مغیز کے بارے میں بتا دوں.. نو نیور.. میں خود ہی نبٹ لوں گی اس لو فر سے..!" لاروش نے خود کو مضبوط ظاہر کیا حالانکہ وہ اندر سے کافی ڈر چکی تھی.. مریم اور رعنہ متفکر سی اسکا چہرہ دیکھنے لگیں..

"یہ اس مسئلے کا حل نہیں ہے وشی، تم نہیں جانتی کہ میرا بھائی اندر سے کتنا گہرا اور پوزیسیو ہے... اگر انکو اس سب کی بھنک بھی پڑ گئی تو وہ تم سے بدگمان ہو جائیں گے.. اور پھر تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائیگی یار.. میں تو یہی کہوں گی کہ تم ہمت کر کے انہیں ساری بات بتا دو، وہ خود ہی مغیز کو ہینڈل کر لیں گے.." رعنہ نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا..

"وہ پہلے بھی مجھ پر بہت زیادہ مہربان بھی نہیں رہے رعنہ... مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کیا سوچتے ہیں اور کیا نہیں..!" وہ پہلے ہی زین کے رویے سے دکھی تھی اب رعنہ کے سمجھانے پر جو منہ میں آیا بولتی چلی گئی... رعنہ اور مریم نے تاسف سے اسکی جانب دیکھا۔

"اول فول نہ بکولاروش... شوہر ہیں وہ تمہارے اگر تمہیں انکے کسی بھی عمل سے فرق نہیں پڑے گا تو کسے پڑے گا..؟؟ خود کو سدھار لو... یقیناً تمہارے غلط رویے کی وجہ سے ہی زین بھائی کا رویہ تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں ہو گا ورنہ میں نے خود دیکھا ہے نکاح کے بعد سے وہ کیسے تمہارے دیوانے ہوئے جارہے تھے.. "مریم نے اسے لتاڑ ڈالا.. لاروش کی آنکھیں بھر آئیں.. وہ اسے کیا بتاتی کہ زین خود ہی اس سے اکھڑا اکھڑا سا رہتا ہے..

"کم آن مریم تم کیوں ہائپر ہو رہی ہو.. " رعنہ نے مریم کو گھورا کیونکہ لاروش رو دینے کو تھی.. پھر اسنے لاروش کی جانب رخ کیا۔

"دیکھو وش.. اگر کوئی بھی پر اہلم ہے تو تم ہم سے شئیر کر لو.. ہو سکتا ہے ہم دونوں تمہیں کوئی اچھا مشورہ دے دیں.. " رعنہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا..

وہ انہیں کیا خاک بتاتی اسے تو خود کو بھی زین کے سر درویے کی وجہ معلوم نہیں تھی..

"نہیں پر اہلم تو کوئی بھی نہیں ہے... فکر مت کرو ہو جائیگا سب ٹھیک..!" لاروش نے دھیمے لہجے میں اسے کہا تھا مگر حقیقتاً خود کو تسلی دی تھی..



موبائل پر ہوتی رنگ نے اسکے انہماک میں خلل ڈالا تھا۔ لیپ ٹاپ سے نگاہ ہٹا کر اسنے موبائل کی سکرین دیکھی جہاں عفان کالنگ جگمگا رہا تھا۔ زین نے موبائل سائلنٹ پر لگایا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ موبائل کی سکرین مسلسل روشن ہو رہی تھی مگر وہ نظر انداز کیے لیپ ٹاپ پر کام کرتا رہا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد جب وہ فری ہوا تو انٹرکام پر پیون کو کافی لانے کا کہا اور خود عفان کو کال ملانے لگا۔ پہلی ہی بیل پر کال پک کر لی گئی۔

"یار بھائی کہاں بڑی ہو آپ۔ اتنی بھی کیا مصروفیت کہ چھوٹے بھائی کی کال ہی پک نہیں کی آپ نے۔" وہ مان جتاتے ہوئے خفگی سے بولا۔ زین نے لمبی سانس لی۔

"بس یار۔ تھوڑا مصروف تھا اسی لیے کال پک نہیں کر پایا تمہاری۔ تم سناؤ کیسے یاد کیا۔" زین اپنے مخصوص سنجیدہ لب و لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"یاد تو ہر وقت کرتا ہوں بھائی۔ بس آپ کی ڈسٹر بنس کے خیال سے کال نہیں کرتا۔" عفان نے لاڈ جتایا۔ زین احمر کے لب مسکرا اٹھے۔

"اگر ہر وقت مجھے ہی یاد کرتے ہو تو پھر مشال کو کب یاد کرتے ہو بدھو۔" زین نے اسے شرمندہ کیا مگر دوسری طرف بھی عفان تھا۔



"اس چڑیل کو یاد کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بھائی.. وہ ہر وقت میری نگاہوں کے سامنے ہی رہتی تو پھر فکر کس بات کی.. "عفان کی چہکتی ہوئی آواز سپیکر سے ابھر رہی تھی.. وہ پیون کی لائی ہوئی کافی گھونٹ گھونٹ حلق میں اتارنے لگا..

"ہوں... یعنی تمہارا ہر دن عید کا دن ہے.. "زین کے لہجے میں بھی شرارت در آئی..

"جی بالکل ہر دن عید کا ہی دن ہے مگر بھائی کاش کہ میری عید بھی آپ جیسی ہو جائے کیونکہ صحیح عید تو آپ کی ہے.. دن بھی عید، رات بھی عید... کیونکہ لا روش بھا بھو تو ہریل آپ کی نظروں کے سامنے ہی رہتی ہیں ناں.. "وہ آہ بھرتے ہوئے شرارتاً بولا تھا جبکہ زین مسکرا بھی ناں سکا.. انجانے میں وہ اسکے زخم کرید بیٹھا تھا.. کافی کامگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا..

"میں تمہیں فری ہو کر کال کرتا ہوں عفان.. ایم بزی ناؤ.. "کہہ کر اسنے کاڈسکلنٹ کر دی..

جبکہ دوسری جانب عفان نے حیرت سے موبائل دیکھا.. اُدھر زین بے حد ڈسٹرب ہو گیا تھا. اپنی جلتی آنکھوں کو مسلتے ہوئے وہ ریو الونگ چیئر سے اٹھا اور چلتے ہوئے گلاس ونڈو کے پاس آکھڑا ہوا اور گلاس کے اس پار رواں دواں سڑک کو دیکھنے لگا. سرمئی شام ہر سو پھیل رہی تھی. سورج غروب ہو کر چھپ چکا تھا. بہت ہی چھوٹی عمر میں ہی باپ کو کھو کر وہ تہی داماں ہو بیٹھا تھا. زندگی پہلے بھی اسکے لیے آسان نہ رہی تھی مگر اب تو جیسے مشکل ترین ہو چکی تھی.. دن رات وہ ایک ہی آگ میں جھلس رہا تھا، ایک ایسی آگ جس کی لپیٹ میں اسکا پورا وجود جل رہا تھا. زین کو لگ رہا تھا وہ کسی دن

یو نہی جلتے جلتے راکھ ہو جائیگا.. ماتھے پر بکھرے سیاہ بالوں میں بے دھیانی میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ سیاہ ہوتے آسمان پر نگاہ جمائے بے خبر سا کھڑا تھا.. وہ لڑکی جو اسکی رگوں میں خون کی طرح دوڑنے لگی تھی.. اسکے دل کی دھڑکنوں میں بستے بستے جانے کب اسکی زندگی بن بیٹھی تھی، اسے چھوڑ دینا اسکے لیے ممکن نہ تھا.. وہ ایسے دورا ہے پر آکر کھڑا ہو چکا تھا جہاں نہ تو وہ اُسے اپنانے کا ظرف رکھتا تھا اور نہ ہی اسے خود سے دور کرنے کی ہمت... شدت ضبط سے دہکتی ہوئی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے زین احمر نے خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی.. ہر بار کی طرح آج کی سوچوں کا اختتام بھی اسی فیصلے پر ہوا تھا.. وہ اسے خود سے جدا نہیں کر سکتا تھا... کبھی بھی نہیں.. وہ مر تو سکتا تھا.. مگر لا روش نیازی سے دوری برداشت نہیں کر سکتا تھا..

سیاہ آسمان پر دکتے ستاروں پر ایک نگاہ ڈال کر اسنے نیٹ کا نفیس پردہ برابر کیا اور وہاں سے پلٹ گیا.. رات کے نو بجاتی گھڑی کو اسنے حیرت سے دیکھا تھا.. یعنی وہ پچھلے تین گھنٹوں سے وہاں کھڑا اس بے حس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس تک شاید اسکے جذبوں کی آنچ بھی نہیں پہنچ پائی تھی.. درد کی انتہاؤں سے واپس آتے ہوئے اسنے خود کو کمپوز کیا اور ٹیبل سے گاڑی کی چابیاں اٹھا کر آفس سے نکل آیا.. گھر آنے کی بجائے وہ کافی دیر تک سڑکوں پر گاڑی لیے وقت ضائع کرتا رہا.. تھک ہار کر بو جھل دل و دماغ لیے آخر وہ گھر آ گیا تھا.. سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسکے قدم رکے تھے.. پورا وجود ایک ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا.. اسنے پل میں خود کو اس اذیت سے چھٹکارا

دینے کی بابت سوچا تھا... وہ پلٹا اور تیزی سے چلتے ہوئے ایک مخصوص سمت کی جانب بڑھا۔ لاروش  
نیازی کے بیڈروم کے دروازے تک آکر وہ رک گیا، پھر بنا سوچے سمجھے ہینڈل گھما کر اندر داخل  
ہو گیا تھا..

کمرے میں نائٹ بلب کی روشنی چہار سو پھیلی ہوئی تھی.. دبے دبے قدم زمین پر رکھتا وہ بیڈ کے پاس  
آکھڑا ہوا.. اسکی موجودگی سے بے خبر وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی.. زین تو اس  
سے ڈائریکٹ بات کرنے آیا تھا مگر اسے سوتا دیکھ وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح اسکے پاس ہی بیٹھ  
گیا.. کھلی کھڑکی سے آتی پورے چاند کی روشنی اسکے چاند چہرے پر پڑ رہی تھی.. اپنے خوبصورت  
چہرے پر بچوں کی سی معصومیت لیے وہ دنیا جہان سے بے خبر سو رہی تھی اسکے سیاہ ریشمی بال تکیے پر  
بکھرے پڑے تھے.. زین کو اپنا دل شدت سے دھڑکتا محسوس ہوا.. سیاہ پلکوں کی جھالر اسکے سپید  
رخساروں کو چوم رہی تھی.. شکر فی لب باہم پیوست تھے اور لبوں سے اوپر وہ سیاہ تل.. اسی چمکتے  
تل نے تو دل پر وار کیا تھا.. اپنی سرخ انگارہ آنکھوں کو اسکے چہرے پر مرکوز کیے وہ پھر تکلیف سے  
بے حال ہونے لگا... ایک ہاتھ سینے پر باندھے، دوسرا بیڈ پر گرائے وہ بے خبر سو رہی تھی..  
"کیوں.... کیا تم نے لاروش... ایسا کیوں کیا جاناں...؟؟" اسکے سیاہ تل کو شہادت کی انگلی سے  
چھوتے ہوئے وہ پُر اذیت لہجے میں بولا..



"بولوناں جاناں.... کیوں... مجھے بے جان کر دیا ہے تم نے.. "سیاہ تل سے ہوتے ہوئے وہ اسکے  
شکر فی لبوں پر انگلی پھیرنے لگا...

"بولوناں وش.. چپ کیوں ہوں یار...!" شکر فی لبوں کی نرمہٹ محسوس کرتے ہوئے وہ اپنے ہوش  
گنوار ہاتھا.. سرخ آنکھیں چھلکنے کو بے تاب ہو رہی تھی..

"کیوں پاگل.. کر دیا ہے... مجھے.. "الفاظ بے ربط ہو رہے تھے.. جبکہ اسکے لمس سے انجان وہ بے  
سدھ پڑی تھی..

"اتنی انجان کیوں ہو جاناں..... میرے جذبات سے... دل میں لگی.. آگ سے.... "بیڈ پر پڑے  
اسکے نازک ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی مضبوط انگلیاں پھنساتے ہوئے وہ اُن ہاتھوں کی نرمہٹ محسوس  
کر رہا تھا.. مومی انگلیوں پر اپنی مضبوط انگلیوں کا لمس چھوڑتے ہوئے زین نے دوسرے ہاتھ سے  
اسکے کان پر سے ریشمی زلفیں ہٹائیں تھی.... لاروش کے گلابی رخسار پر اپنی انگلیوں کا دکھتا لمس  
چھوڑتے ہوئے وہ اس گلاب چہرے پر جھکا تھا اور اپنے لب اسکے کان کی لوؤں کے قریب کیے  
تھے...

"مجھے مت توڑو لاروش... مجھے سنبھال لو یار... مجھ... سے محبت کر لو... تڑپ رہا ہوں... پل پل  
سلگ رہا ہوں... مر رہا ہوں میں... مجھے چھو کر زندہ کر دو..." جنون کی انتہاؤں پر جاتے ہوئے زین  
نے اسکی مرمریں انگلیوں پر اپنی انگلیوں کی گرفت سخت کر دی.. دھکتے لمس سے گھبرا کر لاروش

نے آنکھیں کھولیں... اپنے چہرے کے قریب زین کی گرم سانسوں کی تپش محسوس کر کے اسنے فوراً سیدھی ہونے کی کوشش کی۔ اسکے یوں جاگ جانے پر کھویا کھویا سازین بھی ہوش میں آیا تھا..

لاروش کے حواس بہت تیزی سے بیدار ہوئے تھے.. اسنے ہاتھ بڑھا کر جلدی سے سائیڈ لیپ آن کیا... سرخ آنکھیں اور سرخ چہرہ لیے اسکا مجازی خدا اسکے بے حد قریب بیٹھا تھا.. پاس پڑا دو بٹہ گلے میں ڈالتے ہوئے وہ تیزی سے بیڈ کی دوسری سائیڈ سے اتر کر کھڑی ہو گئی.. سرمئی آنکھوں میں وحشت ناچ رہی تھی.. پورا بدن ہولے ہولے کانپنے لگا تھا.. اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ زین اس وقت اسکے کمرے میں اسکے اتنے قریب کیا کر رہا تھا۔ جبکہ اپنی بے خودی پر حیران زین احمر خود بھی کھڑا ہو گیا اور اسکے تھر تھر کانپتے وجود پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی..

"آ.... آپ.... یہا....ں... کلک... کیا کر رہے تھے..؟؟" دیوار کا سہارا لیتے ہوئے لاروش نے زین سے سوال کیا جواب پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسا کر خود کو کافی حد تک نارمل کر چکا تھا.. دھیرے دھیرے چلتے ہوئے گھوم کر اسی کی طرف بڑھ رہا تھا.. اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ وہ دیوار سے تقریباً چپک گئی...

"میرے کچھ کرنے سے پہلے ہی تم جاگ گئیں مسز.... افسوس کچھ ہو ہی نہیں پایا..." اسکے سامنے دو قدم کے فاصلے پر رکتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولتا اسکی جان نکال گیا.. سرخ آنکھوں میں

سرد مہری کے سوا کوئی تاثر نہ تھا.. لاروش کی لرزتی ٹانگیں اسکا بوجھ سہارنے سے انکاری ہونے لگیں... آنکھیں تیزی سے بھیگتی ہوئیں اسکے گال بھگور ہی تھیں..

"آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی رات کے اس پہر یہاں آنے کی...؟؟ چلے جائیں یہاں سے ورنہ میں چیخ چیخ کر سب کو یہاں اکٹھا کر لوں گی..." لاروش نے کپکپاتی آواز میں بڑی ہمت کر کے اسے دھمکی دی تھی.... زین کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ در آئی.. جسے دیکھ کر لاروش کا دل بری طرح دھڑک اٹھا تھا...

"مسز لاروش نیازی... اپنی بیوی کے کمرے میں آنے کے لیے مجھ پر وقت کی کوئی قید و بند نہیں ہے... یہ بات تم اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں بٹھالو تو بہتر ہے..." درمیانی فاصلہ پاٹتے ہوئے زین نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں جمائے... لاروش نے بے بسی سے اسکے کرخت چہرے کی جانب دیکھا جہاں نرمی کے کوئی آثار نہ تھے...

"اور ہاں اگر تمہیں چیخنے کا اتنا ہی شوق ہے تو تم اپنا شوق پورا کر سکتی ہو.. آئی ول نیور ماسٹڈ سویٹ ہارٹ.. زور زور سے چلاؤ اور سب کو یہاں اکٹھا کر لو... پھر نتیجہ جانتی ہو کیا ہو گا...؟؟؟" اسکی ٹھوڑی کو اونچا کرتے ہوئے زین نے اسکی پانی بھری گلابی آنکھوں میں جھانکا...

"نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر تم رخصت ہو کر میرے روم میں... میری دسترس میں ہو گئی مسز نیازی..." گال پر لڑھکتا اسکا آنسو اپنی انگلی کے پور پر چنتے ہوئے وہ بے دردی سے بول رہا



تھا... روتی ہوئی لاروش نے ناگواری سے رخ موڑ لیا... شکر فی لب سختی سے بھینچتے ہوئے اسنے لبوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی تھی..

"پلیز..... چلے جائیں یہاں سے..." آنکھیں میچتے ہوئے وہ بمشکل لہجے کو مضبوط کر کے بولی تھی... آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر رخساروں پر پھسل رہے تھے.. ایک پل کو زین کا دل نرم ہوا تھا پھر اگلے ہی پل سر جھٹکتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا.. بے تحاشا روتے ہوئے لاروش وہیں بیٹھتی چلی گئی.. یہ سوچ ہی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گئی تھی کہ زین اسکے اتنے قریب تھا.. سسکتے ہوئے اسنے اپنے کانوں پر، اپنے رخساروں پر، اپنے ہونٹوں پر ہاتھ پھیرا تھا... اسے اپنے چہرے کے ایک ایک نقش پر ایک جلتا ہوا لمس محسوس ہوا.. ہاتھ کی سرخ انگلیوں کو دوسرے ہاتھ سے مسلتے ہوئے وہ بری طرح رو پڑی... وہ ظالم وہاں بھی اپنا لمس چھوڑ گیا تھا...



"زین....!" فرحانہ بیگم نے اسکے کمرے میں جھانکا. اسے الماری میں منہ دیے دیکھ وہ کمرے میں داخل ہو گئیں. انکی پکار پر وہ بھی پلٹا.. کاؤچ پر بیٹھ کر وہ اسکے فارغ ہونے کی منتظر تھیں.. زین نے الماری کا پٹ بند کیا اور انکے مقابل آکر بیٹھ گیا..

"زین... وہ.." انہوں نے تمہید باندھی.

"سن رہا ہوں میں.. بولیں آپ..!" اسنے بھاری لب و لہجے میں انکی ہچکچاہٹ دور کرنا چاہی..

"دیکھو زین.. جو میں کہنے جا رہی ہوں اس بات پر ہائپر مت ہونا.. "فرحانہ بیگم نے اسے نرمی سے مخاطب کیا تھا..

"بات اگر ناقابل برداشت ہوئی تو آپکو پتہ ہے کہ میں ہائپر ہو جاؤنگا امی... سو بہتر ہے کہ آپ مجھ سے کوئی ایسی بات کریں ہی مت جس کی وجہ سے میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں.. "اسکالپ ولجہ ہمیشہ کی طرح قطعیت سے بھرپور تھا.. وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ کیا کہنے آئی ہیں..

"زین..... تمہارا یہ انداز، یہ لب ولجہ مجھے تکلیف دے رہا ہے.. اپنے انداز درست کر لو ورنہ بہت جلد مجھے کھودو گے.. "آخر میں وہ آبدیدہ ہو گئیں.. پل میں انکی آنکھیں نم ہوئی تھیں.. زین کا انداز انکی نفیس طبعیت پر گراں گزرا تھا.. زین تڑپ اٹھا..

"امی پلیز... آپ خود سمجھنے کی کوشش کریں جو آپ کہنے آئی ہیں اور جو آپ چاہ رہی ہیں، میں اس کے حق میں نہیں ہوں..." زین نے فوراً انکے ہاتھ تھامے تھے اور بے بسی سے بولا تھا..

"میں تمہاری ماں ہوں میری جان.. تم میرے باپ بننے کی کوشش مت کرو.. میں صائمہ (بڑی

خالہ) کو زبان دے چکی ہوں.. اس سے وعدہ کر کے میں اب تمہارے اشاروں پر نہیں چل

سکتی.. وہ بائے اتر کل شام یہاں پہنچ جائیگی.. اور تم خود اسے پک کرو گے.. "فرحانہ بیگم نے سختی

سے اپنی بات ختم کی مگر حقیقتاً وہ دل ہی دل میں اسکے غصے سے خائف ہو رہی تھیں..

"مجھ سے ایک بار پوچھ تو لیتیں امی... میں اس لڑکی کو ایک دن بھی اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتا اور آپ اسے دو ماہ کے لیے یہاں رکھنے کا وعدہ کر بیٹھی ہیں.. "وہ غصے سے آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا.. فرحانہ بیگم نے تشویش سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا.

"وہ لڑکی کوئی غیر نہیں ہے، خالہ زاد ہے تمہاری... اس کے لیے تمہارا یہ لہجہ میرے لیے قابل برداشت نہیں ہے زین...!" فرحانہ بیگم نے بھی اپنا لہجہ سخت کیا...

"اسکو جو کرنا ہے کراچی میں ہی رہ کر کرے ناں.. یہاں کیا لینے آرہی ہے وہ...؟؟؟ امی پلیز... گھر میں لا روش بھی ہے.. وہ بھی اس کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر بہک سکتی ہے، آپ پلیز خالہ کو منع کر دیں.. جن لوگوں کے ساتھ آرہی ہے انہی کے ساتھ کسی ہوٹل میں قیام کر لے.. نیازی ہاؤس میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے..!" زین نے قطعیت سے اپنی بات مکمل کی اور اٹھ کھڑا ہوا.

"تم مسلسل عائشہ کی انسٹ کر رہے ہو زین.. ایسے کون سے گھٹیا رنگ ڈھنگ اپنائے ہیں اس بچی نے کہ تمہاری بیوی خراب ہو جائیگی.. کچھ شرم کرو..، عائشہ اور رعنا دونوں میرے لیے ایک جیسی ہیں.. اور تم بار بار اس کے لیے غلط الفاظ استعمال کر کے مجھے تکلیف سے دوچار کر رہے ہو.."

"آپ کے لیے وہ رعنا کی جگہ لے سکتی ہے مگر میری نظر میں نہیں.. اور پہلے تو آپ کو بھی اس کا شوبز جوائن کرنا اچھا نہیں لگا تھا اور اب...؟؟؟ اب کیا ہوا..؟؟" زین کا لہجہ ہنوز تلخ تھا.



"دیکھو بیٹے.. کوئی بھی شعبہ بذات خود برا نہیں ہوتا.. انسان خود ٹھیک ہونا چاہیے... تم ماشاء اللہ پڑھے لکھے سمجھدار مرد ہو کر اگر ایسی باتیں کرو گے تو جاہلوں سے کیا بعید ہوگی..؟؟" فرحانہ بیگم نے صائمہ کے سمجھائے ہوئے جملے دہرائے..

"یہی بات امی.. یہی بات آپ نہیں سمجھ رہیں کہ مجھے شوبز سے نہیں.. عائشہ سے مسئلہ ہے.. اور مرد پڑھا لکھا ہو یا جاہل.. غیرت کے معاملے میں ایسا ہی ہوتا ہے.. "زین نے انکی دلیل رد کی تھی.. "زین خدا راجھے یہ دلیلیں مت دو... کل عائشہ آرہی ہے اور تم اسے پک کرنے جاؤ گے.. اور اسے جب تک اس شہر میں رہنا ہو گا وہ یہیں اس گھر میں قیام کرے گی اور بس... "اپنی بات کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں.. اور وہاں سے چلی آئی تھیں.. وہ زین کو کیا بتاتیں کہ صائمہ نے خود اپنے منہ سے عائشہ کے لیے رہائش کی بات کی تھی.. وہ کیسے اسے منع کر دیتیں... فطرتاً وہ نرم دل تھیں.. صائمہ نے انہیں یہی بتایا تھا کہ وہ خود عائشہ کے شوبز جوائن کرنے کے خلاف ہیں مگر اسکی ضد سے مجبور ہو کر اسے اجازت دے بیٹھی ہیں.. وہ نہیں چاہتی تھی کہ عائشہ غیر شہر میں اکیلی رہے اسی لیے فرحانہ بیگم سے بات کی تھی.. اسی لیے وہ زین کے پاس گئی تھیں مگر اسکے اعتراضات نے انہیں بھی پریشان کر دیا تھا البتہ انہوں نے زین پر اپنی پریشانی ظاہر نہیں کی تھی.

جبکہ دوسری جانب زین بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا.. ابھی کل رات ہی اسکی عفان سے اسکی بات ہوئی تھی.. شرمندہ شرمندہ سا وہ زین کو عائشہ کی آمد کی اطلاع دے رہا تھا.. زین نے جیسے تیسے

اسکی بات سنی تھی اور کال ڈسکنکٹ کر دی تھی۔ اسے عفان پر بھی غصہ آرہا تھا۔۔ جانے کیسا بھائی تھا جو بہن کو بے حیائی کی طرف بڑھنے سے روکنے کے معاملے میں بے بس تھا۔ اور اب امی اسے حکم صادر کر گئی تھیں۔۔ کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد اسنے سر جھٹکا تھا۔۔ اپریل کا مہینہ اپنے اختتام کو تھا۔۔ مئی کے آخر میں لاروش کے ایگزامز تھے۔۔ عائشہ کی آمد کا مطلب تھا زین احمر کے لیے دن رات کا عذاب۔۔ اور اس عذاب کو جلدی ٹالنے کے لیے اسے کوئی سولیوشن نظر نہیں آرہا تھا۔۔



"تم کسی دن میرے ہاتھوں قتل ہو جاؤ گی مریم۔۔ انتہائی فضول لڑکی ہو تم۔۔ ہر بار اس آوارہ انسان کے آتے ہی تم نو دو گیارہ ہو جاتی ہو۔۔ حد ہے کمینگی کی۔۔ مجھے آج اتنا بتا دو کہ وہ تمہارا لگتا کیا ہے جو اسکی ہمدردی کے درد تمہارے دل میں رہ رہ کر اٹھتے رہتے ہیں۔۔؟؟" لاروش آج اسے کچا چبا جانے کہ درپہ تھی۔۔

"وہ تم سے بات کرنا چاہتا تھا تو میں وہاں بیٹھ کر کیا کرتی۔۔ دیکھو لاروش تم جب تک آرام سے اس کے ساتھ بیٹھ کر مسدہ سورٹ آؤٹ نہیں کرو گی وہ ایسے ہی تمہارے پیچھے گھومتا رہے گا۔۔" جو س پتی مریم نے خالی ڈبہ ٹیبل پر رکھا اور قدرے تحمل سے اسے جواب دیا۔

"تم اپنے یہ مشورے اپنے پاس ہی رکھو پلیز۔۔ اس دن بھی زین مجھے اس کے ساتھ دیکھ چکے ہیں اور تم چاہتی ہو کہ اب میں پھر اسکی بات سننے بیٹھ جاؤں۔۔ وہ جس دن سے میرے پیچھے پڑا ہے۔۔ بس یہی

چاہتا ہے کہ میں اسکی بات سن لوں.. اور میرے ناچاہتے ہوئے بھی وہ کئی دفع مجھ بات کر چکا ہے اور بات بھی کیا ہے اسکے پاس..؟؟ وہ ہی گھسی پٹی فرمائش لے کر بیٹھ جاتا ہے... میں کیا جواب دوں اسے؟؟ ہزار مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ نہیں کرنی مجھے اس سے دوستی... اسے نہیں سمجھ آتی تو میں کس دیوار سے جا کر سر پھوڑوں..؟؟ اوپر سے تم بجائے میرا ساتھ دینے کہ وہاں سے کھسک جاتی ہو جہاں وہ ہر بار میرا سر کھانے آتا ہے..!!" وہ سخت عاجز آچکی تھی.. آج بھی وہ اور مریم کالج کے بیک سائیڈ گراؤنڈ میں بیٹھی نوٹس بنارہی تھی اور مغیز ہمدانی چہرے پر مسکینیت طاری کیے وہاں چلا آیا تھا.. مغیز کو لاروش سے بحث کرتا دیکھ مریم وہاں سے اُٹھ کر کینیٹین چلی آئی تھی.. اور ٹھیک دس منٹ بعد لاروش بھی اسکے پیچھے ہی آگئی تھی اور اب اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی.. مریم نے غصے سے اسکے بے بس چہرے کو دیکھا..

"وہ تم سے اب دوستی نہیں..... شادی کرنا چاہتا ہے لاروش...!!" لاروش کو پہلی بار آج مریم کا لہجہ سنجیدہ لگا..

"واؤ.. گریٹ.. یہ بات تم مجھ سے کہہ رہی ہو مریم بی بی..؟؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ نکاح ہو چکا ہے میرا؟؟ پھٹی پھٹی آنکھوں سے لاروش نے اسکی جانب دیکھا..

"میں نے تمہیں صرف یہ بتایا ہے کہ وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے.. یہ نہیں کہا کہ جا کر اس سے شادی کر لو جو تم یوں حیران ہو رہی ہو.. " وہ ہنوز سنجیدہ تھی.



"ہاں تو اسے سمجھاؤ کہ میرڈ ہوں میں.. تم تو الٹا مجھے ہی مشورے دے رہی ہو کہ میں اس کے ساتھ بیٹھ کر مسئلہ سلجھاؤں..؟؟" لاروش بولی۔

"مسئلہ تمہارا ہے لاروش... یا تو تم زین بھائی کو جا کر ساری بات بتا دو یا پھر مغیز سے خود ہی سرکھپاؤ.. میں اس پاگل انسان کو سمجھا کر اپنی انرجی ویسٹ نہیں کر سکتی.. اسکی ایک ہی رٹ ہے کہ تم زین بھائی سے طلاق لے لو ورنہ وہ کچھ کر گزرے گا.. اسے حقیقت بتاتے ہوئے مریم نے نگاہ چرائی.. لاروش کا مارے غصے کے چہرہ لال ہو گیا..

"یعنی تم میری کوئی مدد نہیں کرو گی..؟؟؟" صدے سے چور آواز تھی۔

"مجھ سے اب تک جو بن پڑا ہے میں نے وہ کیا ہے لاروش.. مگر اب تم ہی بتاؤ میں مزید کیا

کروں..؟؟ مجھے تو مغیز ایک سائیکو کیس لگ رہا ہے.. اور اس سے بڑی سائیکو تم ہو جو اب تک زین بھائی سے یہ بات چھپائے پھر رہی ہو.. بہتر یہی ہے کہ تم اُن سے ہیلپ لے لو.. "حتیٰ لہجہ اختیار کرتے ہوئے مریم نے اس سے کہا۔

"میں زین سے یہ بات نہیں کر سکتی مریم.. وہ تو پہلے ہی مجھ سے خفا خفا سے ہیں.. نہ مجھ سے بات

کرتے ہیں نہ میری طرف دیکھتے ہیں.. ایسی صورت حال میں انہیں کیا بتاؤں میں..؟؟" آنکھوں میں

اترتی نمی کو صاف کرتے ہوئے وہ آزرہ سی بولی.. مریم کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ بھلا زین، لاروش

کے ساتھ رُوڈ کیونکر ہو سکتا تھا۔

"ایک منٹ لا روش... رشنا کی شادی میں تو انکارویہ تمہارے لیے بے حد نرم تھا.. اسکے بعد

کب...؟؟ کب سے انکا انداز تمہارے ساتھ سخت ہوا ہے.. کوئی تو وجہ ہوگی ہی..؟؟" مریم نے اس مسئلے پر توجہ دی..

"رشنا کی شادی میں تو انکا میرے ساتھ رویہ ایک خوبصورت خواب جیسا تھا مریم، بہت اچھے سے بات کر رہے تھے مجھ سے.. پہلے انہوں نے مجھے مہندی لگوانے کا کہا اور پھر گجرے بھی پہنائے تھا میرے ہاتھوں میں.. "پریشانی میں وہ ساری بات اگل گئی..

"گھنی میسنی... بتایا تک نہیں کہ زین بھائی نے مہندی لگوانے کا کہا تھا..؟؟" مریم اس پر چڑھ دوڑی.. لا روش پل میں لال ہوئی..

"اچھاناں سوری پلیز... تم میری پر اہلم تو سولو کرو یار.. "لا روش نے اسکا دھیان بٹانا چاہا.. "ہمممم... ٹھیک ہے بعد میں تمہاری خبر لیتی ہوں پہلے تمہارے مجازی خدا کی مسٹری تو حل ہو جائے.. "مریم فوراً سنجیدہ ہوئی..

"اوکے تم آگے بتاؤ کہ کیا ہوا.. گجرے پہنائے پھر..؟؟ اور دیکھو ایک ایک سین بتانا.. کچھ بھی چھپانے کی کوشش کی تو پھر میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرونگی.. "مریم نے اسے دھمکی دی.. لا روش نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولنا شروع کیا.. پھر اسنے بارات والی رات زین کے مغیز کی بابت پوچھنے سے لے کر رشنا کے ولیمہ کی اگلی صبح والا واقع بھی اسے بتا دیا..

"یعنی ولیمہ کے بعد سے زین بھائی تمہارے ساتھ چلینچ ہو گئے ہیں.. رائٹ؟؟؟" مریم نے پرسوج  
نظروں سے اسکی جانب دیکھا.. لاروش نے گردن ہاں میں ہلائی..  
"کہیں ایسا تو نہیں کہ زین بھائی مغیز کی وجہ سے تم سے خفا ہیں..؟؟"  
"مگر میں نے تو انہیں کچھ بتایا ہی نہیں.. لاروش نے جواب دیا..  
"بے وقوف یہی تو مسئلہ ہے.. تم نے انہیں کچھ نہیں بتایا شاید اسی وجہ سے وہ تم سے خفا ہیں.."  
مریم  
دور کی کوڑی لائی تھی..  
"ایک تو تمہاری ہر بات کی تان یہیں آکر ٹوٹتی ہے کہ میں زین کو سب بتا دوں.. لاروش نے  
چڑتے ہوئے کہا..  
"ہاں تو بتا دو ناں.. مجھے تو لگ رہا ہے کہ یہ مغیز ہی فساد کی جڑ ہے... اس دن رعنا کے ولیمہ میں بھی پتا  
نہیں کیا الٹا سیدھا بول رہا تھا.."  
مریم نے اسے قائل کرنے کی بھرپور کوشش کی..  
"مریم پلیز تم مجھے ڈراؤ تو موت.. پریشانی اسکے چہرے سے ہویدا تھی..  
"تم پہلے ہی ڈرپوک ہو میں مزید تمہیں کیا ڈراؤں گی..؟؟"  
مریم غیر سنجیدگی سے بولی..  
"شٹ اپ...!" وہ چلا اٹھی..  
"لو تو کیا تم ڈرتی نہیں ہو زین بھائی سے..؟؟"  
مریم نے اسے چڑایا..  
"دفع ہو جاؤ کمینہ...!" کہہ کر وہ خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی...



"جو میں نے کہا ہے اس پر غور کرنا محترمہ...!" مریم پیچھے سے چلائی... سٹوڈنٹس اسکی طرف متوجہ ہوئے تو لاروش نے مریم کو گھورا تھا.. پھر بناپلٹے وہاں سے نکلتی چلی گئی..



"لاروش... چلو اٹھو بیٹا مغرب کا وقت ہو رہا ہے.. نماز پڑھو شباش..!" اسکے بال سہلاتے ہوئے نفیسہ بیگم نے اسے کہا.. نیند سے بوجھل آنکھیں کھولتے ہوئے اسنے اپنے پاس بیٹھی نفیسہ بیگم کو الجھن بھری نگاہوں سے دیکھا.

"آج دن میں بھی سو گئیں تم..؟؟ رات میں بھی نو بجتے ہی بستر سنبھال لیتی ہو.. میری جان یہی رنگ ڈھنگ رہے تمہارے تو بہت ترقی کرو گی تم..!" انہوں نے اسے جھاڑ پلائی..

"سوری امی... وہ میرے سر میں درد تھا تو بس اسی لیے.. عصر کے بعد آنکھ لگ گئی تھی.. " بالوں کو جوڑے کی شکل میں مقید کرتے ہوئے اسنے انہیں صفائی دی.

"یہ سر میں درد کچھ زیادہ نہیں ہونے لگا.. جب دیکھو سر میں درد کا مژدہ سنا دیتی ہو، " نفیسہ بیگم نے اسکا بہانہ رد کیا..

"ایسی کوئی بات نہیں ہے امی، بس ہو جاتا ہے کبھی کبھی.. " پیروں میں جوتے پہن کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی..

"ٹھیک ہے.. نماز پڑھ کر اپنی بی جان کے پاس چلی جانا.. بہت یاد کر رہی ہیں تمہیں.. " اسے باتھ روم میں گھستادیکھ وہ پیچھے سے بولی تھیں۔ لاروش نے پلٹے بغیر اثبات میں گردن ہلائی تھی.. پھر وضو کر کے نماز ادا کی اور سیدھا تائی کے پورشن میں چلی آئی تھی۔ رعنا کے کمرے سے نکلتی عائشہ سے اچانک ہی اسکی مڈ بھیڑ ہوئی تھی.. لاروش نے حیرت سے عائشہ کے مغرور چہرے کے جانب دیکھا.. بھلا عائشہ یہاں کب آئی تھی.. لاروش الجھن بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی جب وہ نخوت سے بولی تھی۔

"تمہارے یہاں مہمان سے سلام دعا کرنے کی بجائے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کا رواج ہے کیا..؟؟" اس کے انداز پر لاروش کو شرمندگی ہوئی۔

"س.. سوری.. اسلام علیکم.. " لاروش نے فوراً سادگی سے معذرت کی.. عائشہ نے اسکی معصومیت پر اپنی مغرور ناک چڑھائی..

"میرا خیال ہے تمہاری یہی ادائیں ہیں جن سے تم نے زین کو اپنے دام میں پھنسایا ہے.. " اس کے سلام کا جواب دینے کی بجائے وہ طنزیہ بولی.. لاروش کے بوکھلائے بوکھلائے انداز سے اتنا حسین بنا رہے تھے کہ عائشہ مارے حسد کے بری طرح جلنے لگی..

"کک.. کیا مطلب عائشہ آپ.. میں آپکی بات سمجھی نہیں۔ " جانے کیوں اسے اس مغرور حسینہ سے ڈر لگتا تھا۔

"اتنی بھولی ہو نہیں... جتنا تم بننے کی کوشش کر رہی ہو.. خیر، میرے پاس تم جیسی بے وقوف سے سرکھپانے کے لیے فالتو ٹائم نہیں ہے.. پھر کبھی سہی..!" ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے ہوئے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

"لیکن آپ یہاں آئی کیوں ہیں..؟" جوابات اسے حیرت میں مبتلا کر رہی تھی آخر اسکی زبان سے پھسل ہی گئی.. عائشہ ایک دم رکی تھی اور پلٹ کر اس تک واپس آئی..

"اگر میں تمہیں سچ بتا دوں تو تمہارے ہوش اڑ جائیں گے لاروش بی بی..!" اسکے لبوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"آپ کوئی وی پردیکھ کر تو میرے ہوش قائم و دائم ہی رہے تھے.. آپ چاہیں تو یہ سچ بھی بتا سکتی ہیں، مجھے کچھ نہیں ہو گا.. "لاروش نے ہمت کر کے اسے جواب دے ہی دیا.. جس پر وہ اندر تک کھول کر رہ گئی مگر پھر پرسکون لہجے میں بولی تھی..

"تو پھر سنو... میں یہاں زین احمر سے شادی کے سلسلے میں آئی ہوں.. " اسکے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی.. لاروش کا رنگ پل میں متغیر ہوا تھا۔

یعنی مریم کاشک صحیح تھا.. عائشہ، زین میں انٹر سٹڈ تھی تبھی آج وہ بلا خوف و خطر اتنی واضح بات کر رہی تھی.. "کیا مطلب ہے آپکا..؟؟؟ آپ ہوش میں تو ہیں... کیا بات کیا کر رہی ہیں آپ...؟؟؟" وہ دھیمے لہجے میں غرائی تھی.. بات زین احمر نیازی کی تھی، اپنے شوہر کے معاملے میں وہ کوئی کمپروماز



نہیں کر سکتی تھی۔ اسکے سخت لہجے پر عائشہ محظوظ سا مسکرائی۔ تبھی اسکی نظر لاروش کی پیچھے کھڑے زین پر پڑی۔ وہ ابھی ابھی بی جان کے کمرے سے نکلا تھا۔ عائشہ نے فوراً لبوں پر دوستانہ مسکراہٹ سجائی۔

"مائے گاڈ... میں نے ایسی کون سی ناقابل برداشت بات کر دی جو تم یوں ماسٹڈ کر رہی ہو یار.. یہی تو کہا ہے کہ زین کی شادی کے سلسلے میں یہاں آئی ہوں.. تم دونوں کا نکاح ہو چکا ہے ناں..؟؟؟ تو رخصتی نہیں کروانی کیا..؟؟ وہ قہقہہ لگا کر ہنسی تھی.. لاروش کی جان میں جان آئی مگر ابھی بھی وہ عائشہ کی بات سمجھ نہیں پائی تھی.. تبھی وہ دوبارہ بولی تھی۔

"تمہاری دادی اور اپنی خالہ کی باتیں سنی ہیں میں نے ابھی کچھ دیر پہلے.. مئی کے بعد تمہاری رخصتی پلان کر رہے ہیں وہ لوگ..!" کندھے اچکاتے ہوئے وہ نارملی بولی.. مگر حقیقتاً وہ اندر سے سلگ رہی تھی۔

"آپ نے کچھ غلط سنا ہو گا عائشہ آپ!.. میری رخصتی مئی کے بعد ہی ہوگی مگر اگلے سال.. اس مئی میں تو میرے فرسٹ ایر کے ایگزامز ہیں.. اور رخصتی سیکنڈ ایر کے بعد طے پائی تھی۔ اس لحاظ سے میری رخصتی اگلے سال ہوگی.. " زین کی موجودگی سے بے خبر لاروش نے رسائیت سے اسے جواب دیا۔

"میں نے کچھ غلط نہیں سنا ہے.. تم چاہو تو خود اپنی دادی سے پوچھ لو.. ورنہ یہ زین یہاں ہی کھڑا ہے، اسی سے پوچھ لو.. میرا خیال ہے اسکی مرضی سے ہی یہ فیصلہ ہوا ہے شاید...!" عائشہ نے اسے زین کی جانب متوجہ کیا.. لاروش نے پلٹ کر زین کی جانب دیکھا جو جانے کب وہاں آکھڑا ہوا تھا.. بنا زین سے کچھ ہو چھے اسنے ایک سلگتی ہوئی نگاہ عائشہ کے مسکراتے چہرے پر ڈالی تھی اور پھر زین کی سائیڈ سے ہو کر بی جان کے کمرے میں جا گھسی..

"لگتا ہے تمہاری بیوی کو یہ... رخصتی والا فیصلہ کچھ اچھا نہیں لگا.." ایک قدم بڑھا کر اسکے نزدیک آتے ہوئے وہ اک ادا سے بولی.. زین نے غصے سے لب بھیج لیے..

"تمہاری بی جان کو بہت ناگوار گزری ہے میری آمد.. تبھی تو انہوں نے یوں آنا فانا یہ فیصلہ لے لیا ہے.. بہت سمجھدار ہیں تمہاری بی جان..!"

یقیناً ان کو خدشہ لاحق ہو گیا ہو گا کہ کہیں جو ان پوتا مجھ جیسی خوبصورت لڑکی کی موجودگی میں بہک نہ جائے.. پھر بھلا اس بے چاری لاروش کا کیا ہوتا..؟؟ اسی لیے وقت سے پہلے رخصتی کروا کر اپنی پوتی کا بوجھ تمہارے سر لا رہی ہیں.. "اپنی بات مکمل کر کے اسنے تائیدی نظروں سے زین کی جانب دیکھا.. جس کا چہرہ ضبط کی لالی سے سرخ ہو رہا تھا..

"میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا زین.. اتنا اونچا مت اڑو.. اونچی شے پر دل آجائے تو مشکل ہو جاتا ہے.. تم تو یہ بات سمجھے نہیں مگر تمہاری بوڑھی دادی سمجھ گئی ہیں.. "اسکی آنکھوں میں اپنی بھنورا آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ نخوت سے بھرپور لہجے میں بولی..

"شٹ اپ... جسٹ شٹ اپ... شکر مناؤ کہ میں تمہیں یہاں اپنی ماں کی وجہ سے برداشت کر رہا ہوں.. ورنہ اگر تم یو نہی مجھ سے بکو اس کرتی رہیں تو بہت جلد تمہیں دھکے مار کر اپنے گھر سے باہر نکال دوں گا.. "زین نے ایک ہی وار میں حساب برابر کیا.. توہین کے مارے عائشہ کا چہرہ سرخ ہو گیا..

"کس کی خاطر مجھے ذلیل کر رہے ہو زین..؟؟ اس بیوی کی خاطر...؟؟ جو تمہیں یوں نظر انداز کر کے گئی ہے جیسے تمہیں جانتی تک نہیں..؟؟ جس نے رخصتی کا سن کر ایسے بی ہیو کیا جیسے یہ رشتہ اسکے لیے میسر ہی نہیں کرتا..؟ آنکھیں کھولو زین.. اور دیکھو، اس لڑکی کی نگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں..!! "اپنا غصہ پیتے ہوئے عائشہ نے بھرپور چوٹ کی تھی..

"بکو اس بند کرو اپنی.. "وہ غرایا..

"میرے چپ ہو جانے سے سچ بدل نہیں جائیگا.. "دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر وہ بولتی زین کو زہر لگی.



"دفع ہو جاؤ یہاں سے.. "زین کی بات بی جان کے کمرے سے باہر نکلتی فرحانہ بیگم نے سُن لی.. جبکہ انکو سامنے دیکھ کر عائشہ نے چہرے پر مظلومیت طاری کر لی...

"گھر آئے مہمان سے بات کرنے کا یہ کونسا طریقہ ہے زین..؟؟ فرحانہ بیگم اسکے مقابل آکھڑی ہوئیں.. جبکہ انہیں وہاں دیکھ کر لب بھینچتے ہوئے زین نے نگاہ جھکالی..

"دیکھیں ناں خالہ زین مجھے کیسے ڈانٹ رہا ہے.. اگر مجھے پتہ ہوتا کہ یہ یوں مجھے ذلیل کریگا تو میں باقی ماڈلز کے ساتھ ہوٹل میں ہی رک جاتی.. "آنکھیں جھپک جھپک کر وہ آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے بولی.. زین نے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی تھی..

"جھوٹ بول رہی ہے یہ... میں نے اسے کچھ نہیں کہا امی.. یہی مجھ سے بد تمیزی کر رہی ہے.. " زین ناگواری سے بولا..

"شرم کرو زین.. میں نے خود تمہاری بات سنی ہے.. تم اسے یہاں سے دفع ہو جانے کا کہہ رہے تھے.. "فرحانہ بیگم نے اسے لتاڑا وہ پہلو بدل کر رہ گیا..

"جی خالہ.. اور زین یہ بھی کہہ رہا تھا کہ مجھے دھکے مار کر اس گھر سے نکال دے گا.. "عائشہ نے باقاعدہ رونا شروع کر دیا تھا.. زین کا دل کیا اس آفت کو کسی کچرے کے باکس میں پھینک آئے.. "زین....!" فرحانہ بیگم نے صدمے سے اسکی جانب دیکھا..

"معافی مانگو عائشہ سے.. ابھی اور اسی وقت..!" انہوں نے اسے حکم دیا.. مگر سر جھٹکتے ہوئے زین وہاں سے نکلتا چلا گیا..

"زین..." انہوں نے اسے آواز دی مگر وہ ان سنی کر کے چلا گیا.. غصے کی تیز لہر اسکے رگ و پہ میں سرایت کر رہی تھی.. جبکہ دوسری جانب عائشہ مسلسل آنسو بہاتے ہوئے فرحانہ بیگم کی ہمدردیاں بٹور رہی تھی..



رورو کر اسنے اپنی خوبصورت آنکھیں سجالی تھیں.. کمرے میں یہاں سے وہاں ٹھہلتے ہوئے وہ سخت بے چین تھی.. یہ کیا کہہ دیا تھا بی جان نے.. کتنا احتجاج کیا تھا اسنے کہ ابھی وہ اتنی بڑی ذمہ داری کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہے مگر اسکی ہر دلیل رد کر کے بی جان نے سختی سے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا.. جب ٹانگیں دکھنے لگیں تو بے بسی کے شدید احساس سے مغلوب ہو کر وہ زمین پر بیٹھ کر رو دی.. عائشہ کی کہی بات بالکل درست تھی.. اسکے پیپرز کے بعد بی جان نے اسکی رخصتی کی تاریخ مانگ لی تھی.. لا روش کی تو جان پر بن آئی تھی.. بی جان سے عائشہ کی کہی بات کی تصدیق ہو جانے پر اسنے انہیں قائل کرنے کی کافی کوشش کی تھی مگر انکی ایک ہی ضد تھی کہ انہیں اپنی زندگی کا اعتبار نہیں ہے سوا گلے سال تک وہ انتظار نہیں کر سکتیں.. اپنے کمرے میں آ کر وہ مسلسل روئے چلی جا رہی تھی.. زین کا تصور ہی اسکی جان نکال رہا تھا.. اسکا سخت رویہ اور اس رات کی جارحانہ گرفت.. جس

نے پل میں میں لاروش کی مومی انگلیاں سرخ کر دی تھیں، سوچ کر ہی لاروش کا نازک وجود ہچکیوں کی زد میں تھا۔ مغیز ہمدانی کے سامنے وہ جتنی نڈر تھی زین کے سامنے اتنی ہی ڈرپوک بن جاتی تھی اور ایسا وہ جان بوجھ کر نہیں کرتی تھی۔ اسکے دل میں بچپن سے ہی زین کا ڈر اپنی جڑیں پھیلا چکا تھا۔ اور اب زین سے محبت کرنے کے باوجود وہ اسکی موجودگی میں کانپ اٹھتی تھی۔ نفیسہ بیگم اسکے کمرے میں آئیں تو اسے روتے روتے جانے کتنا وقت بیت چکا تھا۔ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے ٹیک لگا کر وہ گھٹنوں میں منہ دیے سسک رہی تھی۔ نفیسہ بیگم سرعت سے اسکے پاس آئیں۔

"لاروش...!" انہوں نے اسے پکارا۔ انکی پکار پر وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی تھی۔ روئی روئی سرخ آنکھوں نے انکا دل چیر دیا۔ بیٹی کی حالت پر انکی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

"لاروش میری جان... رورو کر میری جان نکالو گی کیا...؟؟" انکے لہجے میں واضح خفگی تھی۔ وہ روتے ہوئے انکے سینے سے لگ گئی۔

"ام... امی پلیز.. مم... مجھے... ابھی... یہ رخ.. رخصتی نہیں... کر... وانی." سسکتے ہوئے اسنے انہیں اپنا مدعاسنایا۔

"پاگل ہو گئی ہو کیا.. اپنی شادی پر بھی کوئی اتنا روتا ہے کیا..؟؟ اور پھر تم کون سا مجھ سے دور جا رہی ہو.. اسی گھر میں رہو گی میری نظروں کے سامنے." نرمی سے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے انہوں نے اس سے کہا۔



"مجھے اُن سے... بہت ڈر لگتا ہے امی.. مجھے انکے روم میں نہیں رہنا.. نکاح تو ہو چکا ہے... بی جان کو اور کیا چاہیئے..؟؟" اسنے سادگی سے اپنے دل کی بات انہیں بتائی۔

"تمہاری بی جان کو جو چاہیئے اُسی کے لیے تو وہ رخصتی چاہتی ہیں.. "اپنے ہونٹوں پر ابھرتی مسکراہٹ دبا کر انہوں نے اسکے سرخ چہرے کو پیار سے تھپتھپایا...

"مجھے بتائیں انہیں کیا چاہیئے.. کیا چاہتی ہیں وہ مجھ سے..؟ میں رخصتی کروائے بنا ہی انکی بات مان لوں گی.. اُن سے ڈیلی ملنے جاؤنگی.. انکے لیے کھانا بھی میں ہی بنا دیا کرونگی.. وہ جو کہیں گی میں وہ ہی کرونگی امی.... مگر ابھی رخصتی مت کریں پلیز..!" وہ پھر سے روپڑی اور نفیسہ بیگم اپنی بیٹی کی معصومیت پر مسکرا کر رہ گئیں..

"بیوقوف مت بنو لاروش... جب رخصتی ہو جائیگی تب ساری بات تمہاری سمجھ میں آ جائیگی میری جان.. اب رونا بند کر دو اور خود کو مینٹلی پریپئیر کر لو.. پیپرز کے فوراً بعد تمہاری رخصتی کی ڈیٹ دے رہی ہوں میں فرحانہ بھابھی کو.. "انہوں نے حتمی انداز اختیار کیا.. لاروش کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑک اٹھا.. وہ اسے سختی سے بھی چھو تا تھا تو اسکی ہتھیلیاں عرق آلود ہو جاتی تھیں اور اگر رخصتی ہو جاتی تو.. اور اس تو سے آگے وہ ابھی تک سوچ نہیں پار ہی تھی.. تبھی نفی میں سر ہلایا تھا..

"مگر امی مجھے زین سے ڈر لگتا ہے.. "لاروش نے دہائی دی..

"ڈرنا چھوڑ دو لاروش.. وہ بہت اچھا لڑکا ہے... تمہارا بہت خیال رکھے گا مجھے پورا یقین ہے.. " انہوں نے اسے سمجھایا..

"امی... امی پلیز... آپکو نہیں پتا وہ بہت سخت مزاج ہیں..!!" لاروش نے اپنے تئیں دلیل دی تھی..  
"تم سے زیادہ میں اسکو جانتی ہوں لاڈلی.. وہ میرے ہاتھوں میں ہی جوان ہوا ہے.. اپنے دل سے ہر خدشہ نکال دو اور فی الحال اپنے پیپر کی تیاری کرو.." اسے زمین سے اٹھاتے ہوئے وہ خود بھی کھڑی ہو گئیں.. لاروش نے بے بسی سے انکے مطمئن چہرے کی جانب دیکھا..  
"یعنی آپ سب اپنا فیصلہ نہیں بدلیں گے..؟؟" سرخ آنکھیں جھپکتے ہوئے لاروش نے ایک بار پھر امید سے پوچھا..

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.." نفیسہ بیگم نے لبوں پر چڑانے والی مسکراہٹ سجائی.. وہ پیر پٹختی ہوئی جا کر باتھ روم میں بند ہو گئی.. نفیسہ بیگم ہنس پڑیں..



اور پھر دن پلک جھپکتے میں گزرے تھے.. رعنا بھی روزانہ نیازی ہاؤس چلی آتی.. اور اپنی ماں اور چچی کے ساتھ شادی کی تیاریوں میں پیش پیش تھی.. عائشہ کے پاس جلنے یا کڑھنے کا وقت نہیں تھا وہ مکمل طور پر اپنی ماڈلنگ میں مصروف تھی.. البتہ دل ہی دل میں اسے زین کو کھودینے کا افسوس اپنی جگہ ہنوز برقرار تھا.. ماڈلنگ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ایک فلم بھی سائن کر چکی تھی.. لاروش رو

دھو کر صبر کرنے کے بعد زیادہ تر کمرے میں ہی بند رہتی کیونکہ وہ پیپرز کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ جبکہ ان سب سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے بھی زین بے حس بنا پھر رہا تھا۔ جیسے جیسے دن قریب آرہے تھے دل ضدی بچہ بنا اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ محبت اپنا آپ منوانا چاہتی تھی مگر وہ کان لپیٹ کر اسکی آہوں اور فریادوں سے پیچھا چھڑاتا پھر رہا تھا۔ کچھ لاروش بھی نظروں سے اوجھل تھی سو وہ دل پر قابو کیے خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔ دو دن بعد لاروش کا پہلا پیپر تھا۔ انگلش کی بک ہاتھ میں پکڑے وہ روم میں یہاں سے وہاں چکر لگاتی ایڈیٹور یاد کر رہی تھی۔ دو سو سے زیادہ ایڈیٹور یاد کرتے ہوئے اسے حقیقتاً فرشتے نظر آرہے تھے۔ حلق خشک ہونے لگا تو ہاتھ میں پکڑی بک بیڈ پر پھینک کر وہ بیڈ روم سے باہر آگئی۔ لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اسے شدت سے گرمی کا احساس ہوا تھا۔ ایئر کنڈیشنڈ روم میں اسے گرمی کا احساس نہیں ہو رہا تھا مگر کچن تک آتے آتے اسکی پیشانی پر پسے کی ننھی بوندیں نمودار ہونے لگی تھیں۔ فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر وہ پٹی تھی۔ کہ کچن کی دہلیز میں ایستادہ زین احمر کو دیکھ کر اسکے قدم دوپل کوزمین میں گڑھی گئے۔ پھر پانی کی بوتل پر اپنی نازک انگلیوں کی گرفت مضبوط کر کے وہ آگے بڑھی اور اسکی سائیڈ سے ہو کر نکل جانا چاہا۔ اسکے ارادے کو ناکام بناتے ہوئے زین نے ہاتھ بڑھا کر اسکا راستہ روک لیا۔ لاروش کا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔ اسنے اپنے حلق میں کانٹے اگتے محسوس کیے۔

"کک۔ کوئی کام... ہے کیا؟" لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اسنے زین کی جانب دیکھا۔



"ہوں... "زین کے ہوں پر وہ دو قدم پیچھے ہٹی..

"مجھے بھوک لگ رہی ہے.. کچھ بنا دو.. "سنجیدگی سے کہہ کر وہ دروازے کے پاس ہی ٹیبل پر بیٹھ گیا.. تائی اماں اور امی یقیناً بازار گئی ہوئی تھیں شاید اسی لیے وہ اس سے کہہ رہا تھا.. ہاتھ میں پکڑی بوتل سلیب پر رکھ کر لاروش نے فریج کا جائزہ لیا..

"قیمہ رکھا ہوا ہے.. قیمے والا پراٹھا بنا دوں..؟؟" نگاہ جھکا کر لاروش نے اسے مخاطب کیا جواب چیئر گھسیٹ کر وہیں بیٹھ چکا تھا..

"ہوں... بنا دو...!" سکن اور کاہی کمینیشن کے پرنٹڈ لون کے سوٹ میں وہ انگلیاں مروڑتے ہوئے اسی سے مخاطب تھی.. زین نے بغور اس کے ہاتھوں کی لرزش محسوس کی.. لاروش نے کانپتے ہاتھوں سے برنر آن کیا اور توارکھ کر فریج سے آٹا نکالنے کے بعد پیڑا بنانے لگی.. زین کی وہاں موجودگی اسے کنفیوژ کر رہی تھی.. مگر وہ اپنے کام میں لگی رہی مگر جب حالت خراب ہونے لگی تو ہمت کر کے وہ پلٹی تھی..

"آپ... باہر بیٹھ جائیں ناں.. یہاں بہت گرمی ہے.. "بروقت اس کے منہ سے مناسب بات پھسلی تھی.. ٹیبل پر نگاہ جمائے بیٹھے زین نے اس کی بات پر نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو بوکھلائی بوکھلائی سی پیشانی پر آیا پسینہ اپنے دو بٹے سے صاف کر رہی تھی.. زین نے ایک نگاہ غلط اس کے سرخ پڑتے چہرے پر ڈالی تھی اور پھر رخ موڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور جا کر لاؤنج میں پڑے صوفے پر ڈھے گیا..

لاروش نے سکون کا سانس لیا اور جلدی جلدی پر اٹھے بنانے لگی.. پر اٹھے بنا کر دہی کا راستہ تیار کیا اور پھر ٹرے سیٹ کر کے وہ جلدی سے لاؤنج میں چلی آئی.. پیاس سے خشک پڑتے لبوں پر ایک بار پھر زبان پھیری تھی.. لاروش نے ٹرے ٹیبل پر رکھی تو کھٹکے کی آواز پر زین سیدھا ہو کر بیٹھ گیا..

زین کے کہے بنا ہی وہ ٹیبل سیٹ کرنے لگی کیونکہ پچھلی بار والا سین اسے اچھے سے یاد تھا. زین کی نگاہ اسکے تیزی سے چلتے ہوئے ہاتھوں سے ہو کر اسکے چہرے کی طرف سفر کرنے لگی.. صراحی دار گردن سے بہتا ہوا نمکین پانی گریبان میں جذب ہو رہا تھا.. گردن پر چمکی سیاہ بالوں کی لٹیں زین کو اپنی جانب کھینچ رہی تھیں.. گلابی چہرہ گرمی کی شدت سے متمتا اٹھا تھا.. لبوں پر بار بار زبان پھیرتی وہ اپنے کام میں مصروف تھی.. مگر زین ارد گرد سب بھول رہا تھا.. یک ٹک اسکی جانب دیکھتے ہوئے وہ عجیب سے احساسات سے دوچار ہو رہا تھا.. بھوک کا احساس مٹ چکا تھا.. پیاس تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی.. جبکہ اسکی نظروں کے ارتکاز سے پزل ہوتی لاروش نے جلدی سے ہر چیز اسکے سامنے ترتیب سے رکھی اور اٹھ کھڑی ہوئی.. زین نے بے بسی سے ایک آخری نگاہ اس پر ڈالی تھی اور اپنی بے خودی پر خود کو سرزنش کر کے نگاہ بدلی.. پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا.. مرتی کیانہ کرتی کہ مصداق لاروش نے بیٹھنے میں ہی عافیت جانی کیونکہ زین کے چہرے کے تاثرات قدرے سخت تھے.. اس نے گلاس میں ٹھنڈا پانی انڈیلا اور لاروش کی جانب بڑھایا.. یعنی اسے اندازہ تھا کہ لاروش پیاسی ہے..

اسکی اس ہمدردی پر لاروش کی آنکھیں نم ہو گئیں مگر اسنے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تھا.. زنج ہو کر زین

نے پانی سے بھرا ہوا گلاس اسکے لبوں سے لگا دیا.. اسکے رخساروں پر پھسلتے آنسوؤں کی پرواہ کیے بغیر وہ اسے پانی پلا رہا تھا..



آج اسکا پہلا پیپر تھا اور ڈرائیور غائب تھا.. غصے کو قابو کرتی وہ بھاگم بھاگ نفیسہ بیگم کے پاس آئی تھی..

"امی.. امی کہاں ہیں آپ..؟" انکو پکارتی ہوئی وہ انکے کمرے میں چلی آئی..

"کیا ہو گئی نہیں تم..؟؟" اسے واپس آتا دیکھ وہ حیران ہوئیں..

"ڈرائیور ہی نہیں ہے تو کیسے چلی جاؤں..؟؟" وہ سخت جھنجھلائی ہوئی لگ رہی تھی..

"ارے صبح تو یہیں تھا... واچ مین نے پوچھو کہ کہاں گیا ہے ڈرائیور.. اسے پتہ ہو گا..!" وہ بھی

پریشان ہو گئیں کیونکہ وہ پہلے ہی لیٹ ہو چکی تھی..

"میں نے پوچھا ہے اُن سے وہ کہہ رہے ہیں انہیں نہیں پتہ... " وہ رونے والی ہو گئی..

"اچھا تو یوں اپنے ہاتھ پاؤں مت پھلاؤ.. میں زین کو دیکھتی ہوں.. کیا پتہ آج گھر ہی ہو..."

انہوں نے اپنے تئیں اسے حوصلہ دیا تھا ورنہ لا روش کو پورا یقین تھا کہ زین اس وقت آفس میں ہی

ہو گا..



"امی پلیز.. اوپر جانے کی بجائے آپ ڈرائیور کو دیکھیں جا کر.. دوپہر کے بارہ بج رہے ہیں اس وقت گھر کہاں ہوتے ہیں وہ... آپکے لارڈ صاحب روزانہ آٹھ بجتے ہی آفس تشریف لے جاتے ہیں اور آپ مجھے انکے ساتھ بھیجنے کی بات کر رہی ہیں..!" وہ بولی تھی۔ رعنا اور مریم کی فرسٹ شفٹ تھی ایک وہ ہی سیکنڈ شفٹ میں پھنس گئی تھی جسکا اسے پہلے ہی بہت رنج تھا اور مزید آج پہلے ہی دن ڈرائیور کی غیر موجودگی نے اسکا پارہ ہائی کر دیا تھا۔

"اوہو.. وہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ زین صبح ہی آفس چلا جاتا ہے مگر آج میں نے اسے آفس جاتے ہوئے نہیں دیکھا اور اسکی گاڑی بھی باہر ہی کھڑی ہے.. تم باہر آ کر بیٹھو میں زین کو دیکھتی ہوں جا کر.. " اسے لاؤنج میں بیٹھنے کا کہہ کر وہ تائی کے پورشن کی جانب بڑھی تھیں.. اور پھر ٹھیک پانچ منٹ بعد لاروش نے زین کو سیڑھیوں سے اترتے دیکھا.. اسکی طرف دیکھے بنا وہ بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا.. تبھی سیڑھیوں کے دہانے پر کھڑی نفیسہ بیگم نے اسے پکارا تھا..

"لاروش... " پکار پر اسنے انکی جانب دیکھا۔

"اب بیٹھی دیکھ کیا رہی ہو.. جاؤ جلدی وہ گاڑی نکال رہا ہے.. " انہوں نے اسے کہا..

"مگر امی ڈرائیور...؟؟؟" زین کے ساتھ جانا اسکے لیے آسان نہیں تھا.. اسکے سوال پر نفیسہ بیگم نے جھنجھلاتے ہوئے جواب دیا..

"ڈرائیور کا بیٹا ہاسپٹل میں ہے لاروش، وہ نہیں آئے گا.. اب بنا کوئی سوال جواب کیے جلدی سے باہر جاؤ.." نفیسہ بیگم کے حتمی جواب پر وہ بو جھل قدموں سے باہر آگئی جہاں گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھازین اسکا منتظر تھا.. لاروش نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی.. وہ نادانستگی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی مگر زین کو اسکی یہ حرکت ناگوار گزری تھی. مگر چونکہ وہ پہلے ہی لیٹ ہو چکی تھی اسی لیے اسنے چپ چاپ گاڑی آگے بڑھادی.. گھر سے کالج تک کا بیس منٹ کا راستہ خاموشی سے کٹا تھا.. سارے راستے وہ گاڑی سے باہر دیکھتی رہی تھی.. جبکہ زین سامنے سڑک پر نگاہ جمائے ہوئے تھا.. اسنے غلطی سے بھی لاروش پر نظر ڈالنے کی غلطی نہیں کی تھی کیونکہ اپنے ضدی دل کی بغاوتوں سے وہ بخوبی واقف تھا.. ویسے بھی جیسے جیسے دن قریب آرہے تھے اسکا پاگل دل مزید پاگل ہونے لگا تھا.. بے قرار یوں میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا تھا. اب تو اسکی راتیں بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے گزرتی تھیں.. اسے خود پر غصہ آنے لگا تھا، سب جانتے بوجھتے بھی دل کیوں مچل رہا تھا..، کیوں دل بغاوت پر آمادہ تھا..!!

جبکہ پچھلی سیٹ پر براجمان لاروش نے کالج کا گیٹ دیکھ کر سکھ کا سانس لیا.. زین نے کالج کے گیٹ پر گاڑی روکی تو وہ اترنے لگی.. تب تک زین احمر تمام سوچوں کو اپنے ذہن سے جھٹک چکا تھا. سو وہ سخت لہجے میں بولا تھا..

"واپسی میں لینے آؤنگا تو فرنٹ سیٹ پر بیٹھو گی تم... میں تمہارا شوہر ہوں، شو فر نہیں.. اور اگر

فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے میں تمہیں زیادہ مسئلہ ہوا تو میں تمہیں یہیں چھوڑ جاؤنگا مسز نیازی.. اور پھر تم

خود ہی گھر جاؤ گی.. "اپنی بات مکمل کر کے وہ رکنا نہیں تھا.. اسکے اترتے ہی گاڑی زن سے بھگالے

گیا.. لاروش نے آنکھوں میں اترتی نمی کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا.. اسے خود پر بے ساختہ ترس

آیا تھا.. کس انسان سے دل لگا بیٹھی تھی وہ جو محبت جیسے جذبے سے نابلد تھا.. کلائی پر بندھی گھڑی

کو دیکھتے ہوئے اسنے اس بابت پھر کبھی افسوس کرنے کا سوچا... اپنی سوچ پر اسکے لب بے دردی سے

مسکرائے تھے.. کمرہ امتحان میں داخل ہو کر اسنے اپنا رول نمبر ڈھونڈا تھا.. تقریباً دس منٹ بعد وہ اپنی

کوشش میں کامیاب ہو چکی تھی.. اپنی سیٹ پر بیٹھ کر وہ پیپر ملنے کا انتظار کرنے لگی.....

پیپر دے کر فارغ ہوئی تو وہ کافی مطمئن تھی کیونکہ پیپر کافی حد تک اچھا ہو گیا تھا.

ساڑھے چار بجتے ہی وہ کالج کے سے باہر آ کر نگاہ دوڑانے لگی.. اسے اتنی بھیڑ میں زین کو تلاشنا بہت

مشکل لگا.. مگر شاید زین کے لیے یہ اتنا مشکل نہ تھا... اسے لڑکیوں کے ہجوم میں یہاں وہاں اُسے

تلاشتی لاروش نیازی جلد ہی نظر آگئی تھی.. وہ جلدی سے آگے بڑھا تھا اور اسکے سامنے آکھڑا ہوا..

کچھ اس انداز میں کہ لاروش کو لگا ڈھلتی دوپہر میں ایک سایہ دار شجر اسے نصیب ہو گیا ہو، اسنے

حسرت سے سراٹھا کر اپنے سائبان کو دیکھا.. اسے رش کے باعث لگنے والے دھکوں سے بچاؤ کے

لیے زین نے بہت آہستگی سے اسکے شانوں کے گرد اپنا بازو پھیلا کر حصار بنایا تھا اور اسے لیے روڈ کی



دوسری طرف کھڑی گاڑی تک لے آیا.. اس مضبوط حصار کی پہرہ داری میں وہ سرشار سی مضبوط چال چلتی گاڑی تک آئی تھی اور فرنٹ ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی.. ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر زین نے گاڑی اس ایریا سے نکال لی.. پھر اسکی طرف رخ موڑ کر ہنوز سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا..

"تم کل سے گیٹ پر آ کر ڈرائیور کو ڈھونڈنے کی بجائے کالج سے باہر نکل آنا.. اور آج جہاں میری گاڑی پارک تھی اسکے رائٹ سائیڈ پر ایک میرج گارڈن ہے.. اس گارڈن کے پارکنگ ایریا میں آ جایا کرنا.. میں ڈرائیور کو بھی سمجھا دوں گا.. وہ تمہیں وہیں سے پک کیا کریگا.."

کہہ کر زین نے ایک نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی.. اسے چپ دیکھ کر وہ دوبارہ گویا ہوا..

"ٹھیک ہے..؟؟؟ جو میں نے کہا.. سمجھ آ گئی تمہیں..؟؟ وہ بے تاثر چہرہ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا..

لاروش نے اسکے پوچھنے پر اثبات میں سر ہلایا تو وہ مطمئن ہو کر دوبارہ سامنے سڑک کی طرف متوجہ ہو گیا..

پیر دے کر اسکا دایاں ہاتھ دُکھ رہا تھا، ڈھائی گھنٹے مسلسل بیٹھے رہنے کے باعث کمر بھی دکھنے لگی تھی... وہ اپنی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی جب گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی.. تھکاوٹ سے بند ہوتی آنکھوں کو پورا کھولتے ہوئے لاروش نے ہڑبڑا کر زین کی جانب دیکھا..

"کک.. کیا ہوا؟؟" گلابی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے لاروش نے زین کو اپنی جانب متوجہ کیا.. اس کے

گلاب چہرے سے نگاہ چراتے ہوئے زین نے آنکھوں سے سامنے بھیڑ کی طرف اشارہ کیا.. لاروش نے بھی سامنے سڑک پر ڈیرہ جمائے مزدوروں کی جانب دیکھا.

"پتہ نہیں اب کس مسئلے کے حل کے لیے دھرنا دیے بیٹھے ہیں یہ لوگ..!" سرد مہری واضح تھی.

"اب....؟؟؟ اب گھر کیسے جائیں گے ہم..؟؟؟ وہ متفکر ہو گئی تھی. سر مئی آنکھیں نیند سے بوجھل

ہو رہی تھیں.. وہ دو راتوں سے سوئی نہیں تھی. دوسرے پیپر میں دو چھٹیاں تھیں، اس کا ارادہ گھر

جاتے ہی سو جانے کا تھا مگر راستہ بلاک دیکھ کر اسے اپنی نیند حرام ہوتی نظر آرہی تھی..

"اب ہونا کیا ہے...! دوسرے راستے سے جائیں گے گھر اور کیا.. میں آفس سے سیدھا تمہیں پک

کرنے آگیا تھا اگر مجھے پتہ ہوتا کہ یہاں یہ صورتحال دیکھنے کو ملے گی تو پہلے ہی دوسرے راستے پر

ڈال دیتا گاڑی..." اسے بتاتے ہوئے زین نے گاڑی ریورس کی تھی مگر پیچھے کئی اور گاڑیاں ریورس

موجود تھیں یعنی معاملہ اب لمبا ہونے والا تھا.. لاروش نے کوفت زدہ سی ہو کر اپنا سر سیٹ کی پشت

پر ٹکا دیا.. تقریباً پندرہ بیس منٹ کی مشقت کے بعد وہ گاڑی اس بھیڑ میں سے نکال کر دوسرے روڈ

پر ڈال چکا تھا.. اس نے ایک نظر غنودگی میں جاتی لاروش کی جانب دیکھا..

"اور کتنا.... وقت.... لگے گا..؟؟؟ نیند کے بوجھ سے گلابی ادھ کھلی آنکھوں سے وہ پوچھ رہی

تھی.. زین نے اس کی جانب دیکھا تو اسے اپنا آپ ان آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہوا..

"اس سائیڈ پر کافی رش ہے.. چالیس منٹ لگ جائیں گے شاید، تم سو جاؤ..." جانے کیسے زین کے منہ سے آخری لفظ ادا ہوئے تھے.. وہ تو پہلے ہی نیند میں تھی مزید اسکی طرف سے اجازت ملتے ہی وہ گاڑی کے دروازے سے سرٹکا کر سو گئی.. دس منٹ بعد پھر اسے ٹریفک جام کا سامنا کرنا پڑ گیا تھا۔ راستہ صاف ہونے کا ویٹ کرتے ہوئے اسنے ہاتھ بڑھا کر ریڈیو آن کر دیا.. چینل سرچنگ کرتے ہوئے اسکی انگلیاں تھم سی گئیں.. دھیمی آواز میں ارجیت سنگھ کی آواز گاڑی میں گونجنے لگی..

"ہے تُو ہی میری منزل،

تیرے بنا گزارہ...

اے دل ہے مشکل...!"

زین نے ایک خاموش نگاہ اسکے سوئے ہوئے وجود پر ڈالی.. کتنی غافل تھی وہ..

کتنی پرسکون..

کتنی انجان...

کس قدر بے فکر تھی....

نگاہ ہٹا کر زین نے گاڑی آگے بڑھائی.. راستہ صاف ہو چکا تھا گاڑیاں رواں دواں تھی اور اس سب

میں میوزک بریک کے بعد ایک بار پھر ارجیت کی مخمور آواز اسکے جذبات چھیڑ رہی تھی..

"مانا کہ تیری،



موجودگی سے...  
یہ زندگانی،  
محروم ہے...  
جینے کا کوئی،  
دو جا طریقہ...  
نہ میرے دل کو،  
معلوم ہے...  
تجھ کو میں کتنی،  
شدت سے چاہوں...  
چاہے تو رہنا،  
تو بے خبر...  
محتاج منزل،  
کا تو نہیں ہے...  
یہ ایک طرف،  
میرا سفر...



سفر....

خوبصورت ہے،

منزل سے بھی...

میری ہر کمی کو ہے،

تُو لازمی.....

ادھورا ہو کہ بھی،

ہے عشق میرا کامل...

تیرے بنا گزارہ،

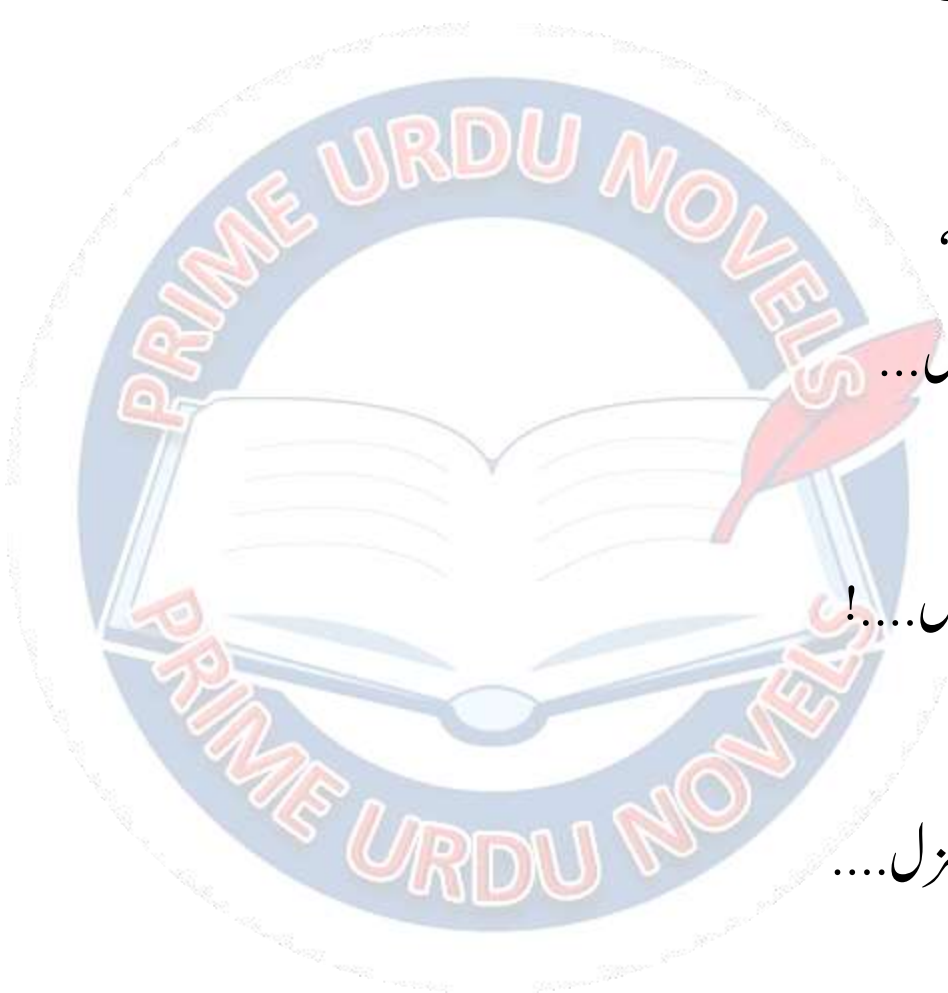
اے دل ہے مشکل....!

تُو سفر میرا،

ہے تُو ہی میری منزل....

تیرے بنا گزارہ،

اے دل ہے مشکل.....!!!!



زین کی سیاہ آنکھیں جلنے لگی تھیں.. جبکہ اسکی جلن سے بے خبر وہ سو رہی تھی. تکلیف میں گھرا وہ جانے کتنی مشکلوں سے خود کو سنبھال رہا تھا.. دل میں جاگتی خواہشوں کا بے دردی سے گلا گھونٹتے ہوئے وہ اپنے پہلو میں سوئی اپنی ملکیت سے نظریں چرائے گاڑی چلا رہا تھا..

گھر کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے اسنے سوئی ہوئی لاروش کو دھیرے سے پکارا..

"لاروش...!" اسکی بے خبری میں زین کا لہجہ نرم اور جذبات سے بوجھل تھا.. وہ ہنوز بے خبر تھی.. زین نے ہاتھ بڑھا کر اسکا گال تھپتھپایا...

"لاروش اٹھو..." ایک گھٹنے میں ہی اسکے گہری نیند سو جانے سے زین کے لبوں پر کافی عرصے بعد تبسم بکھرا تھا.. زین کے لمس پر اسنے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول لیں..

"چلو اترو.. گھر آ گیا ہے..." اسکی پاگل کردینے والی آنکھوں سے بمشکل نگاہ چرا کر وہ بولا تھا..

لاروش فوراً سیدھی ہوئی اور اپنی جیومیٹری سنبھال کر گاڑی سے اتر گئی.. پوری آنکھیں کھولتے ہوئے اسنے اندر کی جانب قدم بڑھا دیے جبکہ زین نے گاڑی واپس آفس جانے کے لیے موڑ لی... اسکا دماغ ماؤف ہو رہا تھا..



میتھس کے پیپر کی تیاری کرتے وقت اسے سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا تھا کیونکہ زین کے پاس جانے کی غلطی اسنے نہیں کی تھی.. خود ہی دماغ کھپاتی رہی اور نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اسکا پیپر بہت برا ہوا تھا..



کالج سے گھر آنے تک وہ روتی رہی تھی... گھر آ کر نفیسہ بیگم نے پوچھا بھی تو اسنے ٹال دیا تھا مگر اب ٹینشن یہ تھی کہ اگر سپیلی آگئی تو نفیسہ بیگم سمیت زین کا جلالی روپ برداشت کرنا پڑے گا۔ ہر نماز میں سپیشلی میتھس میں پاس ہونے کی دعا کرنا تو جیسے اس پر لازم ہو چکا تھا.. اللہ اللہ کر کے سپر ختم ہونے ہونے کو آئے تھے.. آخری پیپر اسلامیات لازمی کا تھا.. وہ پیپر دے کر فارغ ہوئی تو کالج سے نکل کر ہر بار کی طرح اسی میرج گارڈن کی پارکنگ میں چلی آئی جہاں کا ایڈریس پہلے ہی روز زین نے اسے سمجھایا تھا.. روزانہ ڈرائیور وہاں موجود ہوتا تھا مگر آج دس منٹ انتظار کرنے کے باوجود ڈرائیور نہیں آیا تھا.. لاروش نے پریشانی سے کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا جو تین بج کر پندرہ منٹ کا ٹائم دکھا رہی تھی.. تبھی اسکے دماغ میں جھماکا ہوا۔

"اوہ شٹ..." وہ بڑبڑائی تھی.. آج کا پیپر صرف ڈیڑھ گھنٹے کا تھا سو وہ تین بجے ہی فارغ ہو گئی تھی مگر بے چارے ڈرائیور کو تو ساڑھے چار بجے کا ہی پتہ تھا... اب صحیح معنوں میں وہ پریشان ہوئی تھی.. تفکر اسکے چہرے سے چھلک رہا تھا.. اسے وہیں کھڑے کھڑے مزید دس منٹ سر کے تھے کہ کسی نے اسکے منہ پر بھاری ہاتھ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھینچ کر دو منٹوں میں گاڑی میں بٹھا تھا.. اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی وہ شخص ڈور لاک کر چکا تھا.. پھر بنا وقت ضائع کیے اسنے گاڑی بھگانا شروع کر دی.. لاروش نے سخت وحشت زدہ ہو کر اسکی جانب دیکھا جو سکون سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔



"یہ کیا بے ہودگی ہے...؟؟؟ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے ساتھ یہ سب کرنے کی... گاڑی روکو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا.." وہ چلائی تھی..

"اسے بے ہودگی نہیں.. سمجھداری کہتے ہیں سویٹ ہارٹ... جب تم میری بات سکون سے سنتی ہی نہیں تو اپنی بات تم تک پہنچانے کے لیے مجھے یہ سب کرنا پڑا.. ورنہ میں تو بڑا صلح جو قسم کا بندہ ہوں.." مسکراتے ہوئے وہ اپنے مخصوص لہجے میں بول رہا تھا..

"بکو اس بند کرو اپنی.. مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی، تم ابھی اور اسی وقت گاڑی روکو ورنہ میں تمہارا منہ توڑ کر رکھ دوں گی... آئی سمجھ.." وہ زخمی شیرنی کی طرح بھر گئی.

"گاڑی تو اپنی منزل پر جا کر ہی رکے گی سویٹ ہارٹ... سوچ چپ چاپ منہ بند کر کے بیٹھی رہو..!" مغیز ہمدانی کا انداز بے لچک تھا.. لا روش کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے..

"کہاں لے کر جا رہے ہوں مجھے.. اور کیوں...؟؟ تمہیں جو بھی بات کرنی ہے یہیں گاڑی روک کر کر لو..!" پسپائی اختیار کرتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں بولی.. اسکا خوف محسوس کر کے وہ مسکرا دیا..

"ڈرو مت.. میں تمہیں دنیا کے کسی سنسان خطے میں نہیں لے جا رہا.. قریبی ریسٹورنٹ چلتے

ہیں.. پھر آرام سے بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں.. ٹینشن کس بات کی ہے..؟؟" دل جلانے والی

مسکراہٹ لبوں پر سجا کر اسنے لا روش سے کہا..

"دیکھو مغیز... میرے گھر والے میرا انتظار کر رہے ہوں گے.. مجھے لینے کے لیے ڈرائیور کالج پہنچ جائیگا.. تم پلیز مجھے واپس چھوڑ آؤ میں پھر کبھی تمہاری بات سن لوں گی..." موقع کی مناسبت سے اسنے اپنا لہجہ نرم کیا..

"مسئلہ تو یہی ہے ناں لاروش جی.. کہ پھر کبھی آپ سے بات کر نہیں پاؤں گا میں.. آج رات کی فلائٹ سے سڈنی جا رہا ہوں میں.. ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائیگی تمہاری.. سو بہتر ہے کہ تم مجھے تھوڑا سا وقت دے دو.. ویسے بھی تمہارے ہی فائدے کی بات ہے.. " کندھے اچکاتے ہوئے اسنے پراسرار انداز اپنایا.. لاروش چونک اٹھی پھر کچھ سوچ کر لب بھینچ گئی.. اسکی بات سننے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا.

ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کر کے وہ اسکا ہاتھ پکڑے ریسٹورنٹ کے اندر لے آیا جیسے اسکے بھاگ جانے کا خدشہ ہو..

"ہاتھ چھوڑو میرا.. بھاگ نہیں جاؤں گی میں..." ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں غرائی.. مغیز نے بھی دوبارہ ہاتھ پکڑنے کی کوشش نہیں کی. ایک کونے میں پہلے سے ہی ریزروڈ ٹیبل پر جا کر مغیز نے اُسے بیٹھنے کو کہا اور خود بھی چئیر کھسکا کر بیٹھ گیا.. سخت پزل ہوتی لاروش نے چہار سونگاہ دوڑائی اور تھوک نگلتے ہوئے بیٹھ گئی..

"فرماؤ اب کیا فرمانا ہے..!" وہ بولی.



"صبر رکھیں مادام.. جو میں نے فرمانا ہے اسکے بعد اس ایئر کنڈیشنڈ ریستورنٹ میں بھی آپکی اس حسین پیشانی پر پسینہ پھوٹ پڑے گا.." دلکشی سے مسکراتے ہوئے وہ آنے والے ویٹر کی طرف متوجہ ہوا..

"دوینگو جوس لے آؤ.." ویٹر کو آرڈر دے کر وہ حق دق بیٹھی لاروش نیازی کی طرف متوجہ ہوا.. بے بس سی ڈری سہمی لاروش کا یہ روپ اسے کمینی سی خوشی دے رہا تھا.

"ہمم.. تو جو بات میں بتانے جا رہا ہوں وہ زرا غور سے سننا.. تمہیں اگر یاد ہو تو میں نے بہت شرافت اور نرمی سے تمہیں فرینڈ شپ آفر کی تھی مگر.... تم نے مجھے دھتکار دیا.. بارہا دھتکارا پر خیر میں نے برداشت کر لیا.. تمہارے بار بار دھتکارنے سے میں مزید تمہاری طرف اٹریکٹ ہونے لگا.. پھر جانے کب تم میرے دل کی ضد بن گئیں.. تو میں نے سوچا کہ تمہیں زندگی بھر کے لیے اپنا جیون ساتھی بنالوں مگر ایک بار پھر تم نے مجھے بے عزت کر دیا.. اور تو اور میرے منہ پر تھپڑ بھی مار دیا.." وہ کہہ کر رکا.. لاروش جو بے زاری سے اسکی داستان سن رہی تھی اسکے رک جانے پر چونک کر اسے دیکھا...

"پھر...؟؟؟" وہ ناگواری سے بولی...

"بس پھر کیا.. مجھے بہت بہت برا لگا.. میں نے سوچ لیا تھا کہ اب تمہیں جھکانا ہے اور ہر حال میں اپنا بنانا ہے..." کہہ کر وہ لاروش کے چہرے پر بدلتے رنگوں کو جانچنے لگا..

"تم یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہو...؟؟؟" لاروش کی برداشت ختم ہو رہی تھی..

"جسٹ ریلیکس.. سب سمجھ آ جائیگا.. ہاں تو میں کہاں تھا..؟" مغیز نے سوچنے کی اداکاری کی.

"یہی کہ ہر حال میں تم نے مجھے اپنا بنانا تھا... " لاروش نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا.

"ہمممم... تو جب میں نے یہ سوچا کہ تمہیں اپنا بنانا ہے تب تک تم کسی اور کی بننے جا رہی تھیں.. شاہ

ظل بھائی کی شادی رعنا سے ہو رہی ہے یہ بات مجھے نہیں پتہ تھی مگر تمہیں رعنا کے بھائی کے ساتھ

ہال میں داخل ہو تا دیکھ کر مجھے شدت سے اپنی ہار کا احساس ہوا.. اُس ساری رات میں جلتا رہا،

کڑھتا رہا مگر سو نہیں سکا... پھر میں نے ایک پلان بنایا.. "کہہ کروہ ایک بار پھر ڈرامائی انداز میں رکا

اور مسکرایا.. لاروش کا سانس ایک پل کور کا تھا..

"بس پھر.. میرا وہ ایک پلان مکمل طور پر کامیاب رہا.. اُف میں بتا نہیں سکتا کہ پلان کی کامیابی پر

مجھے کتنی خوشی ہوئی تھی.. میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ قسمت اس طرح سے میرا ساتھ دے گی.."

کہہ کر اس نے کمینگی سے قہقہہ لگایا..

"کک.. کون سا پلان... کیسا پلان...؟؟؟" لاروش کی چھٹی حس نے خطرے کی گھنٹی بجائی.. یعنی مریم

کا ٹکڑھیک لگا تھا.. زین کے رویے کے پیچھے مغیز کا ہی ہاتھ تھا..

"بولو کون سا پلان... کیا کیا ہے تم نے مغیز...؟؟؟" اسے چپ چاپ مسکراتے دیکھ کر وہ چلائی

تھی..

"دھیما بولو... اُس کا پبلک پلیس یار... "وہ فریٹنگلی بولا۔ تبھی ویٹر جوُس کے گلاس لے آیا..

"یار اتنی دیر لگادی تم نے..؟" مغیز نے ویٹر کو شکایتی نظروں سے دیکھا۔ لاروش پہلو بدل کر رہ گئی..

ویٹر معذرت کرتا ہوا چلا گیا تو مغیز آرام سے جوُس پینے لگا...

"اب بول بھی چکو.. "لاروش کی جان سُولی پر لٹکی ہوئی تھی.. مغیز کو اسکی اڑتی رنگت سکون دے

رہی تھی..

"ہاں تو ہوا کچھ یوں کہ میں نے رعنا کے ولیمہ میں مریم کو ہال سے باہر جاتے دیکھا.. "لاروش بغور

اسکی بات سن رہی تھی اور پھر جیسے جیسے وہ بتاتا جا رہا تھا لاروش کی آنکھیں حیرت و صدمے سے کھلتی

جارہی تھیں..

"پھر کیا.. قسم سے یار تمہارے ہر بینڈ کی شکل دیکھنے والی تھی.. "وہ بے اختیار ہنسا.. لاروش کی

آنکھیں بے بسی اور غصے کے احساس سمیت سرخ ہو گئیں..

"بے چارہ.. ج.. ج.. ج...!" اسنے افسوس سے گردن ہلائی..

"اور اس دن... کالج میں جب میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا.. اس دن تو مجھے مزہ ہی آگیا...!" وہ کمینگی

کی حدوں پر کھڑا لاروش کو زہر سے بھی برا لگا.. لاروش کا دل کیا ٹیبل پر رکھا جوُس کا گلاس اسکے منہ

پر دے مارے.. جبکہ اسکا لال بھبھو کا چہرہ دیکھ کر وہ مسلسل ہنس رہا تھا..

"اوہ کم آن... ڈونٹ ویپ... "اسکی تیزی سے نم ہوتی آنکھیں دیکھ کر وہ مصنوعی تفکر سے بولا...



"شٹ اپ مغیر.. انتہائی پستیوں میں گرے ہوئے ایک بیچ انسان ہو تم..." وہ دھاڑی تھی... ارد گرد بیٹھے لوگ ان دونوں کی جانب متوجہ ہونے لگے۔

"کیا کر رہی ہو یار.. لوگ دیکھ رہے ہیں... جسٹ ریلیکس.. تمہیں ساری بات اسی لیے تو بتائی ہے کہ میرے دل پر کسی قسم کا بوجھ نہ رہے.. میں سڈنی صرف اچھے اچھے خیال اور خواب ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں.. تمہاری بد دعائیں نہیں یار... اسی لیے تم سے کچھ بھی نہیں چھپایا.." چہرے پر شرافت ہی شرافت تھی.. لاروش کی آنکھوں سے نکلتا پانی رخساروں پر پھسلنے لگا.. ایک پل کو مغیر ہمدانی مبہوت رہ گیا.. ایک بار پہلے بھی وہ اسکا روتا چہرہ دیکھ کر مبہوت ہوا تھا اور آج پھر منظر بے حد دلکش اور پُر فریب تھا۔

"یار میرے سامنے رو کر میری راہ تو کھوٹی مت کرو.." سنبھلتے ہوئے وہ اپنی پرانی جون میں لوٹا تھا۔ "تم ایک کام کرو یہ آنسو جا کر اپنے شوہر کے سامنے بہاؤ.. اور اسے سب بتادو کہ میں نے کیسے اسکے دل میں بدگمانی پیدا کی ہے.. یقیناً تمہارا کام بن جائے گا.. کیونکہ اگر اسنے ابھی تک تمہیں طلاق نہیں دی تو اسکا ایک ہی مطلب ہے.. یا تو تمہارے شوہر میں غیرت کی بہت کمی ہے، یا پھر اسکے دل میں تمہاری محبت کی بہت زیادتی ہے.. اسی لیے تو ابھی تک تم اس کی ملکیت میں ہو... ورنہ اسکی جگہ میں ہوتا تو کبھی بھی اس لڑکی کو اپنے ساتھ باندھ کر ناں رکھتا جو مجھ سے پہلے کسی اور مرد کے ساتھ وقت گزار چکی ہو.." آخری بات اسنے ہنستے ہوئے کہی تھی۔

"بکواس مت کرو.. تم بہت اچھے سے جانتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ کوئی وقت نہیں گزارا.. " آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بولی تھی۔

"ہاں ہاں مگر تمہارا شوہر تو یہی جانتا ہے ناں کہ تم میرے ساتھ وقت گزارا چکی ہو...!" مغیز کے لب مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"وہ کچھ نہیں جانتے تھے.. یہ ساری آگ تمہاری ہی لگائی ہوئی ہے.. میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتنی گھٹیا حرکت کر گزرو گے..." لاروش نے صدمے سے چُور آواز میں کہا..

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہے یا.. " سر جھٹکتے ہوئے وہ دوبارہ جوس پینے لگے..

"اسے تم محبت کہتے ہو..؟؟" ایک بار پھر اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں..

"نہیں بالکل نہیں.. میں نے کب کہا کہ میں نے یہ سب تمہاری محبت میں پاگل ہو کر کیا ہے... میں نے تو جنگ کی ہے تم سے..!" ہنسی ایک بار پھر اسکے لبوں سے پھوٹ پڑی..

"جنگ کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں مسٹر مغیز... مگر تم جیسا انسان صرف جیتنا جانتا ہے چاہے مقابل کوئی بے بس ہی کیوں ناں ہو.. " وہ سلگ کر بولی۔

"نہیں تم بے بس کبھی نہیں تھیں ڈارلنگ.. تم تو اب بے بس ہوئی ہو.. اور بلاشبہ میں نے ہی تمہیں بے بس کیا ہے.. ایک بات اور، مجھے تم سے جیتنے کا کوئی شوق نہیں ہے.. بس تمہیں ہرانے کا اتنا کریز تھا کہ یہ سب کر گزرا.. اب تم مجھ سے بھیک مانگو... میرے سامنے گڑ گڑاؤ.. کہ میں جا کر

تمہارے شوہر کو سب بتادوں.. پھر مجھے سکون ملے گا.. "اسنے آرام سے چٹیر کی پشت سے ٹیک لگائی.

"تمہارے سامنے گر گڑاتی ہے میری جوتی... میں خود زین کو جا کر سب کچھ بتا دوں گی.. تمہاری گواہی کی ضرورت نہیں ہے مجھے.. "غصے سے کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی..

"تو جاؤ پھر وہ کھڑا ہے تمہارا شوہر.. تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر اپنی جگہ پر ہی بت بن گیا ہے بے چارہ.. "مغیز کے اشارے پر لاروش نے گہرا کر پیچھے دیکھا اور واقعی دو ٹیبل چھوڑ کر تیسرے کے قریب کھڑا وہ زین احمد نیازی ہی تھا جو سرخ چہرہ لیے شعلہ بارنگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا جبکہ زین کے ساتھ شاید کچھ آفس کو لیگز تھے جو زین کو ان دونوں کی جانب متوجہ دیکھ کر خود بھی کچھ الجھن سے انکی جانب ہی دیکھنے لگے تھے.. لاروش کا سانس اٹکنے لگا.. آنکھیں تیزی سے نم ہوئی تھیں.. اسنے ایک بے بس نگاہ مغیز کے مسکراتے چہرے پر ڈالی تھی جو اس سچویشن سے محظوظ ہو رہا تھا..

"ج...ج...ج... قسمت بڑی خراب ہے تمہاری.. سچی آج تو میں نے کچھ بھی پلان نہیں کیا.. تمہارے شوہر کی یہاں موجودگی سے میں بھی اتنا ہی لاعلم ہوں جتنی کہ تم..!" کندھے اچکاتے ہوئے وہ بھی کھڑا ہو گیا.. کیونکہ شدید اشتعال میں زین ان دونوں کی جانب ہی آرہا تھا..



"ڈونٹ ویپ لاروش... ہمیشہ کے لیے تھوڑی جارہا ہوں یار.. دو سال بعد آ جاؤنگا.. تب تک تم میرا انتظار کرنا میں آکر تمہارے شوہر کو تمہارے بارے میں سب سچ بتا دوں گا..." مغیز ہمدانی نے زین کو قریب بڑھتے دیکھ ایک آخری وار کیا تھا اور جلدی سے اسکا گال تھپتھپا کر، ریسٹورنٹ کے بیک ڈور کی طرف بڑھا تھا.. اسکی آخری بات زین سن چکا تھا.. بت بنی کھڑی لاروش نے زین کو مغیز کے پیچھے بڑھتے دیکھا.. وہ ہوش میں آئی اور ان دونوں کے پیچھے لپکی تھی... مگر اسکے پہنچنے تک زین نے مغیز کو جالیا تھا.. اسے کالر سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے زین نے ایک زوردار پنچ اسکے منہ پر مارا تھا.. مغیز اس وار کے لیے تیار نہیں تھا.. لڑکھڑا کر ایک دو قدم پیچھے ہٹا.. اسکا ہونٹ پھٹ چکا تھا.. خون صاف کرت ہوئے وہ غصے سے زین کی جانب بڑھا مگر زین کا اشتعال اسکے غصے سے کہیں زیادہ تھا.

"کیا بتائے گا مجھے... بول کیا بتائے گا... ابھی بتا..!" بری طرح دھاڑتے ہوئے اسنے مغیز کو دو تین پنچ اور مارے تھے.. لاروش تیزی سے آگے بڑھی تھی.. یہ ریسٹورنٹ کا بیک سائیڈ پارکنگ ایریا تھا.. یہاں نسبتاً رش کم تھا.

"زین... زین...! پلیز... پلیز چھوڑ دیں اُسے.. " لاروش نے آگے بڑھ کر اسے روکنے کی کوشش کی... زین نے لاروش کا ہاتھ جھٹکا اور اسے خود سے دور کیا.. ایک ہاتھ سے مغیز کی گردن کے گرد

اپنے مضبوط ہاتھ کا شکنجہ بناتے ہوئے زین نے دوسرے ہاتھ سے اسکا چلتا ہاتھ گھما کر اسکی پشت سے لگا دیا۔

"میری بیوی کو ہاتھ کیسے لگایا تو نے..." مغیز کا ہاتھ پکڑ کر زین نے اسکی انگلیاں مروڑ دیں جن سے اسنے لاروش کا گال تھپتھپایا تھا۔ تکلیف کے مارے مغیز مغالطت بکنے لگا۔ اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کرتے مغیز کو فرشتے نظر آنے لگے تھے۔ لاروش ایک بار پھر آگے بڑھی تھی اور زین کے بازو سے لپٹ گئی۔

"زین آپکو میری قسم ہے... پلیز چھوڑ دیں اسے... پپ... پلیز... زین" بری طرح روتے ہوئے وہ ان دونوں کے بیچ آگئی تھی۔ تبھی مغیز نے زین کو مارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا جس سے لاروش کو بچانے کے لیے زین نے اسے اپنے ایک بازو کے حصار میں لے کر اپنے سینے سے لگایا تھا اور دوسرے ہاتھ سے مغیز کا ہاتھ روکنے کی کوشش کی تھی مگر وہ ناکام رہا تھا اور نتیجتاً مغیز اسے ایک بیچ مارنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ ارد گرد جمع ہوتے لوگ لڑکی کا معاملہ سمجھ کر بیچ میں نہیں آرہے تھے۔ البتہ کوئی گارڈ کو بلا لایا تھا۔ جس نے آتے ہی مغیز کو زین نے دور کیا تھا۔ ناک سے نکلتا خون صاف کرتے ہوئے زین نے ایک سخت نگاہ مغیز پر ڈالی جسکا ہونٹ پھٹ چکا تھا جبکہ ایک آنکھ سوج چکی تھی۔ پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ سیدھا نہیں ہو پارہا تھا۔

"جو پوچھنا ہے گھر جا کر اپنی بیوی سے پوچھ سالے.. یہ بتائے گی تجھے کہ سچائی کیا ہے....." زخمی ہونے کے باوجود وہ گوہر فشرانی کرنے سے باز نہیں آیا تھا.. اسکی بات پر لاروش کو ایک طرف کرتے ہوئے زین دوبارہ اسکی جانب بڑھاتا تھا مگر اس بار لاروش خود اس سے لپٹ گئی..

"یہاں سے چلیں زین.. پلیز چلیں.. " بری طرح روتے ہوئے وہ اس سے التجا کر رہی تھی.. زین نے بھی ارد گرد بڑھتی بھیڑ کو دیکھ کر مغیز کو مزید پیٹنے کا ارادہ ترک کیا اور اپنے سینے سے لپٹی لاروش کے گرد سختی سے بازو جمائل کیا.. اور اسے لیے اپنی گاڑی کی طرف آگیا.. زین کے حصار میں سسکتی لاروش نے سر اٹھانے کی کوشش کی تو زین نے اُسے سختی سے بھینچتے ہوئے اسکی کوشش کو ناکام بنادیا.. وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں موجود کوئی بھی شخص لاروش کا چہرہ دیکھے.. احتیاط سے اسے پچھلی سیٹ پر بٹھا کر اسنے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی سٹارٹ کر دی.. ایک ہاتھ سے سٹیرنگ گھماتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ٹشوباکس میں سے ٹشو پیپر نکال کر اسنے ناک سے بہتا خون روکنے کی کوشش کی تھی.. جبکہ پچھلی سیٹ پر اوندھے منہ لیٹی لاروش مسلسل رو رہی تھی.

نیازی ہاؤس کے پورچ میں گاڑی روک کر وہ اتر اٹھا اور پچھلا دروازہ کھول کر سسکتی ہوئی لاروش کو بازو سے پکڑ کر اندر کی جانب قدم بڑھائے.. روتی ہوئی وہ اسکے پیچھے پیچھے گھیسٹ رہی تھی.. بازو پر ہاتھ کی گرفت اتنی شدید تھی کہ لاروش کو اسکی انگلیاں گوشت میں دھنستی محسوس ہو رہی تھیں.. اسکے کمرے میں آکر زین نے دروازہ بند کیا اور اسے زور سے بیڈ پر پٹخا.. وہ منہ کے بل گری تھی..



لاروش کی ہڈیاں ہل کر رہ گئیں.. اسنے شکر ادا کیا کہ زین نے اسے بیڈ پر پٹھا تھا ورنہ اگر بیڈ کی جگہ وہ زمین پر گرتی تو یقیناً اسکی ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوتیں. زین نے آگ برساتی نظروں سے اسکے لرزتے سسکتے وجود کو دیکھا تھا اور جانے کے لیے پلٹا تبھی وہ تیزی سے اٹھی تھی اور اسکے سامنے آئی تھی.. "زین میری بات سنیں پلیز.." دونوں بازو اسکے سامنے پھیلا کر وہ اپنی طرف سے اسکا راستہ روکے کھڑی تھی.

"مجھے تمہاری آواز بھی نہیں سننی لاروش نیازی..." اسے بازو سے پکڑ کر زین نے دوبارہ بیڈ کی طرف دھکیلا.. بیڈ کی پائنٹی کا کونہ اسکے ماتھے پر لگ کر پیشانی زخمی کر گیا تھا مگر زین متوجہ نہیں ہوا تھا.. وہ دوبارہ اٹھی تھی اور اسکی جانب لپکی..

"زین پلیز ایک بار میری بات سن لیں..." اسکا بازو تھامتے ہوئے لاروش نے اسکا رخ اپنی جانب موڑا.. زین نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا. وہ لڑکھڑائی تھی.. پیشانی سے بہتی خون کی بوند اسکے چہرے پر لکیر بنا گئی تھی. رونے کے باعث سرمئی آنکھیں سوج کر قاتلانہ لگ رہی تھیں.. شکر فی لب خون چھلکتے لگ رہے تھے مگر زین کا دل پتھر ہو رہا تھا.

"زین پلیز.. آپکو حقیقت نہیں پتہ.. میری بات سن لیں.. " آنسو بہاتے ہوئے وہ اسکے قریب آئی تھی مگر آج وہ چہرہ کوئی جادو نہیں جگا رہا تھا، کوئی ہلچل نہیں مچا رہا تھا..

"حقیقت کا تمہیں پتہ نہیں ہے لاروش بیگم.. میں بخوبی جانتا ہوں کہ حقیقت کیا ہے..." اُسکے

دونوں بازو دبوچتے ہوئے وہ دھاڑا تھا.. لاروش نے سہم کر اسکا یہ بپھرا ہوا روپ دیکھا... صاف پتہ

چل رہا تھا کہ وہ اسکی کوئی بات نہیں سنے گا..

"حقیقت یہ ہے کہ میرے دل کا خون کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو تم... حقیقت یہ ہے کہ

میری بیوی ہونے کے باوجود کسی اور مرد کے ساتھ عیاشیاں کرتی پھر رہی ہو تم... حقیقت یہ ہے کہ

میرا چھوٹا تمہیں ناگوار گزرتا ہے اور اسکو اپنا آپ سوچتی ہو تم... اور کتنے حقائق بتاؤں تمہیں کہ

کتنی بار تمہیں اسکے ساتھ دیکھ چکا ہوں میں... اور اب سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ ایک ہفتے بعد

تمہاری رخصتی ہے اور تم اسکے ساتھ بیٹھیں اسکے پتہ نہیں کہ ہر چلے جانے کے ڈر سے آنسو بہا رہی

تھیں، تبھی تو وہ تمہیں تسلیاں دے رہا تھا..!" بدگمانی کی انتہاؤں پر کھڑا وہ شخص اسے پستوں میں

گرا رہا تھا..

ساکت جھیل بنی آنکھوں سے لاروش نے ہارے ہوئے انداز میں اس شخص کو دیکھا جسکی سرخ

آنکھوں میں اسکے لیے صرف سرد مہری تھی.. لاروش نے بے بسی سے سرانکار میں ہلایا تھا. زین

نے اسکے چہرے پر بنی اس سرخ لکیر کو اپنے مضبوط ہاتھ سے صاف کیا اور اسے بیڈ پر دھکیلا.. وہ کسی

ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح بستر پر گر گئی.. بکھری بکھری سی لاروش کو زین نیازی نے اجنبیت سے دیکھا.

"بخدا اگر مجھے چچی کی عزت کا پاس نہ ہوتا تو ابھی یہ رخصتی روک دیتا.. مگر مجبور ہوں کہ انکی محبت آڑے آرہی ہے ورنہ تمہارے ہاتھ میں طلاق نامہ پکڑاتا کیوں کہ جھوٹن سے مجھے سخت نفرت ہے.. " ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے زین نے دل کا سارا غبار اس پر نکال دیا تھا۔ اسکی سنگ باری پر لاروش کا نازک دل لہو لہان ہو گیا.. نم آنکھوں سے اسنے زین نیازی کے چہرے پر جمی چٹانی سختی کو بے بسی سے دیکھا.. محبت کی دیوی منہ چھپا کر سکنے لگی۔ جبکہ بدگمانی ان دونوں کے درمیان ناچتے جھومتے ہوئے قہقہے لگا رہی تھی..

"ایک آخری بات.. یہ رخصتی ہو تو جائیگی.. مگر مجھ سے کسی نرمی کی توقع مت رکھنا.. " اپنی بات کہہ کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا.. جبکہ درد سے دوہرے ہوتے دل پر ہاتھ رکھ کر لاروش نے پتھرائی نظروں سے چھت ہر چلتے پنکھے کو دیکھا.. آج اسکا اپنا ہی کہا ہوا جملہ اسکے سامنے کھڑا ہو کر اسکا منہ چڑا رہا تھا..

"لوا زویسٹ آف ٹائم.. "



آئینے کے سامنے کھڑی اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے وہ خود کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی، یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ جو کچھ اسکے ساتھ ہو چکا ہے یا جو ہونے جا رہا ہے، وہ حقیقت ہے یا ایک خواب..

پچھلے دو دن سے وہ ناں صرف کمرے میں مقید تھی بلکہ مریم اور رعنا سے ابٹن سے بھی فیض یاب



کر رہی تھیں.. کراچی سے اس بار صرف عفان اور چھوٹی خالہ ہمراہ مشال آئی تھیں۔ آج شام مہندی کی تقریب تھی اور کل رخصتی... سوچ کر ہی لاروش کے دل سے ہوک اٹھی تھی.. باہر ایک شور ہنگامہ تھا مگر وہ اپنے کمرے تک محدود تھی۔ سر مئی ہوتی رات پر ایک اداس نگاہ ڈال کر وہ دوبارہ آئینے کے سامنے آ بیٹھی تھی۔ زرد لباس میں وہ مرجھائی ہوئی کلی لگ رہی تھی، آنکھیں ویران اور لب خاموش تھے.. کمرے میں داخل ہوتی مریم تیزی سے اسکے پاس آئی تھی اور جلدی جلدی اسے تازہ گلاب اور موتیے کی بنی جیولری پہنانا شروع کی.. میک سے مبرا چہرہ مہکتے پھولوں کے درمیان گلاب لگ رہا تھا۔ اپنے سوگوار حسن سے نگاہ چراتے ہوئے لاروش، آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی تھی.. پھر مریم اور مشال کی معیت میں وہ برقی دمقموں سے دکتے لان میں چلی آئی.. نگاہ جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ سیڑج تک آئی تھی اور پھولوں سے سجے جھولے میں بیٹھ گئی.. ہر آنکھ نے اسکے دلکش سراپے کو سراہا تھا.. جانے کون کون سی خواتین آرہی تھیں اور رسم کے نام پر پہلے اسکے سر میں تیل لگا دیتیں پھر منہ میٹھا کروانے کے چکر میں اسکے منہ میں رس گلے ٹھونس رہی تھیں.. وہ بے حس بنی بیٹھی رہی..

اُسے وہیں بیٹھے بیٹھے جانے کتنا وقت بیت گیا تھا مگر ایک بار بھی وہ شخص وہاں نہیں آیا تھا جسکے نام کی مہندی ایک بار پھر وہ لگائے بیٹھی تھی.. کمر اکڑ چکی تھی مگر رسم تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہیل چیئر پر براجمان بی جان اسکے اداس روپ کو دیکھ کر پہلے تو پریشان ہوئی تھیں پھر

"سب خود ہی ٹھیک ہو جائیگا" سوچ کر مطمئن ہو گئی تھیں.. زین اور لاروش دونوں کی رسم ساتھ ہی ہونا تھی مگر زین جانے کس خطے میں چھپا بیٹھا تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا.. تشویش زدہ سی فرحانہ بیگم نے عفان کو بھیجا تھا کہ زین کو بلالائے مگر زین نے سر درد کے باعث آنے سے انکار کر دیا تھا.. مجبوراً لاروش کی ہی رسم کرنا پڑی تھی.. رات کے بارہ بجنے کو تھے مگر نیازی ہاؤس میں رنگ و بو کا ایک سیلاب تھا جو تھمنے کو تیار نہ تھا.. تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب رعنا سے اسکے کمرے میں چھوڑ گئی تھی.. وہ آتے ہی بیڈ پر ڈھے گئی جبکہ اسکو چھوڑ کر رعنا کہاں غائب ہو گئی تھی.. لاروش کا دل بری طرح متلا رہا تھا.. ایک تو پورے بازوؤں پر لگی مہندی اور دوسرے مقدار سے زیادہ مٹھائی کھالینے کے باعث اسکی حالت ناگفتہ ہو رہی تھی..

دل بھاری بھاری ہو رہا تھا.. وہ اٹھی اور بیڈ روم میں یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگی.. اسکی بگڑتی حالت نے مریم کو بوکھلا کر رکھ دیا تھا.. مجبوراً اسے نفیسہ بیگم کو بتانا پڑا.. بار بار قے کرتی لاروش کو دیکھ کر نفیسہ بیگم کے ہاتھ پاؤں بھی پھول گئے تھے.. گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا اور لاروش کی بگڑتی حالت کسی طور سنبھلنے کا نام نہیں لے رہی تھی.. مریم نے اسے لیموں اور نمک ملا پانی بھی پلایا تھا مگر کچھ مٹھائی کی زیادتی اور کچھ حد سے زیادہ گہرا چڑھنے والا مہندی کا رنگ اور مہندی کی خوشبو اسکی جان نکالے دے رہی تھی.. اسکی حالت کے پیش نظر نفیسہ بیگم نے زین کو بلایا اور اسے باخبر کیا.. اسکی طبیعت خرابی کی بابت سن کر زین نے سر جھٹکنا چاہا مگر نفیسہ بیگم کے سامنے وہ ایسا کرنے سے باز رہا

تھا.. اب رات کے تین بجے وہ ڈاکٹر کہاں سے لے کر آتا... مجبوراً عفان کو گاڑی کی چابی پکڑائی اور گاڑی نکالنے کا کہہ کر خود اسکے کمرے کی جانب بڑھا.. وہ جو قسم کھا چکا تھا کہ رخصتی کے بعد بھی اسکی شکل کم سے کم ہی دیکھے گا، اب روتی ہوئی نفیسہ بیگم کو دیکھ کر سب کچھ بھلائے ان کی معیت میں اسکے بیڈ روم میں چلا آیا.. وہ جو باتھ روم میں واش بیسن پر جھکی ہوئی تھی.. پھر اگلے پانچ منٹ بعد مریم کے سہارے باہر آتی دکھائی دی.. دو گھنٹے میں ہی اسکی حالت حد سے زیادہ خراب ہو چکی تھی.. زین نے ایک نگاہ کا پتہ لائی لاروش پر ڈالی جس سے کمزوری کے باعث چلنا محال ہو رہا تھا.. زرد باریک دو بٹے کے ہالے میں اسکا سوگوار چہرہ سب کچھ بھلانے کے درپہ تھا. سفید کلیوں کے آویزوں اور سرخ گلابوں کے کنگن میں مہکتی وہ اسکا دل پگھلانے کا ساماں کیے بیٹھی تھی. مگر یہ بس چند لمحوں کے لیے ہی ہوا تھا.. اگلے ہی پل وہ اپنے تنے ہوئے اعصاب کے ساتھ رخ موڑ گیا تھا. بیڈ پر بیٹھی وہ بری طرح ہانپ رہی تھی جب مریم نے اسکے سر پر چادر ڈالی تھی.. وہ اسے اپنے ساتھ لگائے دروازے کی طرف بڑھی تھی تبھی لب بھینچتے ہوئے بے تاثر چہرے کے ساتھ وہ آگے بڑھا تھا اور مریم کو اس سے دور ہونے کا اشارہ کیا تھا. پھر اگلے ہی پل وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرے کمرے سے باہر نکل گیا.. کوئی اور وقت ہوتا تو پھولوں سے مہکتا وہ نازک و دلکش وجود زین احمر کو پاگل کر دیتا، مگر افسوس کے وقت کا چکر کچھ الٹا چل رہا تھا. بے حس بنا وہ سامنے نگاہ جمائے کچھ بے نیازی سے چل رہا تھا.. کمزوری کے باعث وہ نیم غنودگی میں ہو رہی تھی شاید اسی لیے کچھ محسوس



کرنے سے قاصر تھی.. ادھ کھلی آنکھوں سے وہ پتھر بنے زین کا چہرہ دیکھ رہی تھی جو اس پر ایک نگاہ ڈالنے کا روادار بھی نہیں تھا۔ اسکو آتا دیکھ عفان نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھا اور خود جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا.. لا روش کو پچھلی سیٹ پر بٹھا کر وہ اپنے پیچھے آتی نفیسہ بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔

"چچی آپ پریشان مت ہوں پلیز.. اتنا کوئی سیریس مسئلہ نہیں ہے، آئی تھنک ڈرپ لگے گی اسے...، ایک ڈیڑھ گھنٹے کا کام ہے... آپ گھر ہی رہیں.. صبح ہونے سے پہلے پہلے میں اسے واپس لے آؤں گا، آپ یہاں گھر میں سب سنبھالیں..." اسنے روتی ہوئی نفیسہ بیگم کو تسلی دی تھی۔ پھر گاڑی میں منہ گھسائے کھڑی مریم کا کندھا ہلایا تھا۔ وہ فوراً سیدھی ہوئی..

"تم کوشش کرنا کہ کسی کو بھی لا روش کی طبیعت کے بارے میں پتہ نہ چلے.. ہم جلد ہی واپس آجائیں گے.. اور چچی کو حوصلہ دیتی رہنا.." آخری بات اسنے زرا آہستہ سے کہی تھی.. مریم نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ اُن دونوں پر ایک نظر ڈال کر لا روش کے ساتھ بیٹھ گیا جو ایک طرف کو سکڑی سمٹی بیٹھی تھی۔ وہ دھیمی آواز، میں عفان کو ہاسپٹل کا ایڈریس سمجھا رہا تھا.. سات سے آٹھ منٹ میں وہ قریبی ہاسپٹل پہنچ چکے تھے.. اپنی طرف کا دروازہ کھول کر زین دوسری طرف آیا تھا اور دروازہ کھول کر اسے باہر نکلنے میں مدد کی.. عفان گاڑی پارک کرنے گیا تو لا روش نے آہستہ سے اپنا آپ اس سے چھڑایا اور خود ہی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہاسپٹل کی عمارت کی جانب بڑھنے

لگی.. اسکایہ گریز زین نے شدت سے محسوس کیا تھا... ضد میں آکر وہ اسکی جانب بڑھا اور اسے بانہوں میں بھر لیا.. ویسے بھی وہ صبح تک اسکے اندر پہنچنے تک کاویٹ نہیں کر سکتا تھا.. اپنی بھاری ہوتی آنکھوں کو میچتے ہوئے لاروش نے بے بسی سے اپنا سر اسکے شانے سے ٹکا دیا.. زین کا اندازہ ٹھیک ثابت ہوا تھا، ڈاکٹر نے اسے ڈرپ ریکو مینڈ کی تھی.. ڈرپ پوری ہونے تک وہ اسی روم میں بیٹھا رہا تھا.. عفان بھی اسکے پاس ہی آ بیٹھا.. جبکہ بھاری ہوتے سر کو سکون دینے کے لیے لاروش نے آنکھیں موند لیں..

تقریباً دو گھنٹے بعد ڈرپ ختم ہوئی تو عفان کو ڈسچارج سلپ بنوانے بھیج کر خود وہ لاروش کی جانب بڑھا تھا جو سوچکی تھی.. چادر کے ہالے میں اسکے بال اور کانوں میں پہنے آویزے چھپے ہوئے تھے.. سوجے ہوئے بند پوٹے اور مڑی ہوئی تھکن زدہ پلکیں زین کے دل پر ضربیں لگا رہی تھیں.. مگر ایک ہفتے پہلے کا منظر ایک بار پھر سے ذہن میں تازہ ہوا تو سلگ کر اسنے ہاتھ بڑھا کر لاروش کی پیشانی پر ایک جانب کو لڑھکتی موتیے اور گلاب کے پھول سے بنی بندیانوچ لی.. اس ظلم سے کچھ بال بھی ٹوٹے تھے اور لاروش کی نیند بھی... کچی نیند ٹوٹنے کے خمار سے اسکی سرمئی آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھر آئے تھے.. لاروش نے مندی مندی آنکھوں سے پاس کھڑے زین کو دیکھا جسکا چہرہ بے تاثر تھا.. اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو زین نے اسکے کندھے پر زور ڈال کر اسے دوبارہ لٹا دیا.. لاروش نے الجھن زدہ نظروں سے اسے دیکھا.. اُن سرمئی آنکھوں سے نگاہ ہٹا کر زین نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا

تھا اور اسکے چہرے کے گرد لپٹی چادر کا حصار تنگ کر کے اسکے سفید کان میں مہکتے موتیے کے آویزے کو کھینچ ڈالا... درد سے لاروش کے لبوں سے سی کی آواز نکلی تھی مگر نظر انداز کرتے ہوئے زین نے دوسرے کان سے بھی آویزہ کھینچ لیا.. اسکی ٹھنڈی انگلیوں کا لمس لاروش کے پورے وجود میں آگ لگا گیا تھا۔ اسنے دونوں آویزے اپنی مضبوط مٹھی میں مسل ڈالے۔ پھر بے تاثر چہرہ لیے اُس پر جھکا تھا اور اپنے عنابی لب اسکے سرخ پڑتے کان کے قریب کیے تھی.. آنکھوں میں پھلتے پانی کو رخسار پر بکھرنے سے وہ روک نہیں پائی تھی جبھی وہ بولا تھا..

"آج رات... جب تم میرے بیڈ روم میں آؤ گی تو میرے آنے سے پہلے پہلے.. اپنے وہ سارے ہتھیار اپنے جسم سے اتار پھینکنا جن سے مجھے پاگل کرنے کے لیے تمہیں سجا یا جائے گا.. تمہیں سجا سنورا دیکھ کر میں پاگل ہونا نہیں چاہتا یا.. نہیں ہونا چاہتا، مطلب نہیں ہونا چاہتا... سو اگر تم نے مجھے پاگل کرنے کی کوشش کی تو میں تمہارے پورے وجود کو آگ لگا دوں گا....!" اپنی بات پوری کر کے وہ زرا سادور ہوا پھر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنگدلی سے گویا ہوا..

"سمجھ گئی ناں مسز نیازی...؟؟" لاروش نے آنکھیں میچ کر منہ پھیر لیا.. زین کا سرد لہجہ اسکی رگوں میں دوڑتے خون کو منجمد کر گیا تھا.. پھر صبح کے ساڑھے پانچ بجے وہ اسے واپس نیازی ہاؤس لے آیا تھا.





مہکتے خوابناک ماحول میں ساکت بیٹھی وہ کوئی سفید مورت لگ رہی تھی.. کب وہ سبھی تھی، کب  
رسمیں ادا ہوئی تھیں اور کب رخصتی..! اسے کچھ یاد نہیں تھا.. اگر کچھ یاد تھا تو وہ تھے زین احمر  
نیازی کے سخت الفاظ.. وہ اسے سجا سنورا نہیں دیکھنا چاہتا تھا.. اگر اسے سجا سنورا نہیں دیکھنا چاہتا تھا  
تو پھر اسکا بیڈ روم کیوں سجا تھا.. پورا کمرہ کیوں مہک رہا تھا.. لاروش نے پتھر ہوتی آنکھوں سے  
کمرے کا جائزہ لیا۔ فینسی لائٹس اور سٹینڈ پر روشن کینڈلز نے فضا کو مسحور کن اور خوابناک بنا دیا تھا۔  
تازہ گلابوں سے سبھی سبج اسے دھاڑے مار مار کر روتی محسوس ہو رہی تھی اور دل تو اسکا بھی بین کر رہا  
تھا.. محبت کی دیوی ماتم کناں تھی بس ایک وہی تھی جسکی آنکھیں خشک تھیں.. زین کے حکم کی  
پیروی کرنے کے لیے وہ بیڈ سے اتری اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی.. یہ سج دھج.. یہ خیرہ کن  
روپ وہ صرف اُسی کے لیے تو اپنائے ہوئے تھی مگر جب سراپنے والی نگاہ... نگاہ ملانے سے بھی  
انکاری ہو تو کس کام کا روپ اور کس کام کی سج دھج..!!!  
ویران آنکھوں سے اپنا ایک ایک نقش دیکھتے ہوئے اسنے آہستہ آہستہ اپنے آپ کو زیور سے آزاد  
کر لیا تھا.. بے حسی کی انتہاؤں پر کھڑی لاروش نے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر چہرے پر نفاست سے  
کیے گئے میک اپ کو صاف کیا تھا.. اب صرف لباس تھا جو بدلتا باقی تھا.. دو بٹے کو بیڈ پر ڈالتے ہوئے  
اسنے جُوڑے میں مقید بال کھولے تھے.. بالوں میں لگی سیاہ پینز نکالتے ہوئے وہ چونک کر کھلتے  
دروازے کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

اگلے ہی پل وہ ہوش میں آئی تھی اور سرعت سے بیڈ پر پڑا دو بٹہ اٹھانے کو آگے بڑھی تھی، ہاف سلیوز میں اسکے گورے گورے بازوؤں پر لگی مہندی بہار دکھلا رہی تھی، جنہیں وہ اُس سے چھپانا چاہ رہی تھی، جو بغور اسے دیکھتا قریب آ رہا تھا۔ اسے قریب آتا دیکھ جانے کیوں وہ اس بار پیچھے نہیں ہٹی تھی کہ جانتی تھی اسکے دیکھنے میں کوئی ستائش نہیں تھی...،

اُن آنکھوں میں الفت کے کوئی رنگ نہ تھے... کلین شیو چہرے پر خوشی کی کوئی رمت نہیں تھی..

ہونٹ جامد.... بالکل خاموش تھے..

ان ہونٹوں پر کسی گننام مسکراہٹ کا شائبہ تک نہ تھا... سو وہ دم سادھے اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی.. وہ اس کے قریب رکا تھا اور بغور اسکا سادہ، میک اپ سے مبرا چہرہ دیکھا تھا.. سرمئی ویران آنکھوں میں اپنا عکس جھلمل کرتا دیکھ وہ حیران نہیں ہوا تھا.. گہری خاموشی میں وہ اپنے دل کی دھڑکنیں سن رہی تھی جبکہ زین احمر سراپا سماعت بنا ہوا تھا...

"ہوں....، گڈ..! یہ سرخ جوڑا بھی چنچ کر لو.. جاؤ شاہاش... " اسکا جائزہ لے کر زین نے سکون سے کہا اور خود جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ جب سے صحرا بنی آنکھوں کی سطح بہت تیزی سے گیلی ہوئی تھی۔ جبکہ زین نیازی نے لیٹتے ہوئے بے نیازی سے آنکھیں موند لیں۔ بھاری لہنگا سنبھالتی ہوئی وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی.. بالوں میں شیمپو کر کے اسنے سادہ سالون کا پرنٹڈ سوٹ زیب تن کیا اور شانوں پر

دوبٹ پھیلا کر، تولیے سے بال رگڑتی ہوئی باہر آئی تو وہ مہرون شیروانی اور سکین پاجامے میں ہی ملبوس تھا.. پیروں میں کھسے پہنے وہ ایک بازو آنکھوں پر رکھے ایسے ہی بیڈ پر لیٹا اپنا دھنا پاؤں ہلا رہا تھا.. چوڑیوں کی کھنک سن کر اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ چینیج کر چکی ہے.. اسکا ہلتا ہوا پاؤں رکا تھا.. لاروش نے بال تولیے میں لپیٹے تھے اور ایک نگاہ زین پر ڈالی جو اسکے وجود سے یکسر بے نیاز بنا ہوا تھا.. لاروش کو سمجھ نہ آئی کہ اب وہ کیا کرے.. کمرے کا خوابناک ماحول اسکا دل دھڑکا رہا تھا.. مزید اس شخص کی وہاں موجودگی....

لاروش چلتی ہوئی کاؤچ کی جانب بڑھی تھی جب وہ بولا تھا..

"جوتے اتارو میرے..." اسکے حکم پر لاروش کے بڑھتے قدم رکے تھے.. دل پر جبر کر کے وہ اسکے ہلتے پاؤں پر دھندلی نگاہ جمائے اس تک آئی تھی.. اسکے قدموں میں زمین پر بیٹھتے ہوئے اسنے زین کا مسلسل ہلتا ہوا پاؤں تھاما تھا.. کچھ اس طرح کے اسکے ہاتھوں نے پیر میں پہنے کھسے کو تھاما تھا.. لاروش کی اس احتیاط پر زین کے دل میں الاؤ دہکنے لگا.. ہاتھ کی حرکت سے چوڑیوں نے آواز کی تھی.. جبکہ چوڑیوں کی آواز میں لاروش کے لبوں سے نکلی سسکی دب کر گئی تھی.. توہین کے احساس سے اسکا چہرہ تپنے لگا تھا.. اسنے کھسے اتارنے کی کوشش کی مگر زین نے اپنا پاؤں کچھ اس انداز، میں اکڑالیا کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پائی تھی.. لاروش نے پانی بھری آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا جو ہنوز آنکھوں پر بازو رکھے ہوئے تھا.. لاروش نے دوبارہ کوشش کی تھی، زین نے پاؤں کا رخ موڑ



لیا.. اسنے پھر سے کوشش کی تھی اور اس دوران چوڑیوں نے بھرپور شور مچایا تھا اور آخر لا روش نے اسکا پاؤں کھسے کی قید سے آزاد کر دیا تھا.. پھر دوسرے پاؤں سے کھسے اتارنے کی کوشش کی تھی.. اس کھینچا تانی میں کئی بار زین نے اسکی مومی انگلیوں کا لمس اپنے پیروں پر محسوس کیا تھا.. ان انگلیوں کی نرمی رگوں میں دوڑتے خون کو گرمارہی تھی جبکہ چوڑیوں کی کھنک اسکے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی.. یک دم وہ جھٹکے سے اٹھا تھا اور اسکے چوڑیوں بھری کلائیاں اپنے دونوں ہاتھوں میں دبوچ لیں، اتنی سختی سے کہ چوڑیاں چور چور ہو کر اسکی سفید کلائیوں میں چھبنے لگیں.. تکلیف کی شدت سے وہ اور شدت سے رو پڑی..

"تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی تھی...؟؟؟ ابھی چوڑیاں کیوں پہنی ہوئی ہیں تم نے..؟؟ اتارو انہیں ورنہ تمہارے یہ ہاتھ توڑ دوں گا.." جتنی شدت سے اسنے لا روش کی کلائیاں دبوچی تھیں اتنی ہی شدت سے کلائیاں چھوڑتے ہوئے اسے زمین کی طرف دھکا دیا تھا۔ اپنی ہتھیلیاں زمین پر ٹکا کر اسنے خود کو منہ کے بل گرنے سے بچایا تھا.. جھٹکنے کے باعث تولیہ کھل گیا تھا اور گیلے لمبے بالوں کا گچھا کر پر آگرا۔ بری طرح سسکتے ہوئے اسنے بیڈ سے اترتے زین نیازی کی جانب شکوہ بھری نگاہوں سے دیکھا تھا جو اس پر نگاہ غلط ڈالے بغیر واش روم میں گھس گیا.. اپنی زخمی کلائیوں سے رستا خون دیکھ کر لا روش نے بے دردی سے اپنے لب کاٹ لیے.. اس سنگدل نے ساری چوڑیاں توڑ ڈالی تھیں..

چوڑیوں کے ٹوٹنے سے زیادہ دکھ اسے اس بات کا تھا کہ پہلی ہی رات زین نے اس سے سہاگ کی نشانی چھین لی تھی..



وہ نیند سے بیدار ہوئی تو عادتاً کروٹ بدل کر انگڑائی لی تھی.. تبھی اسکا ہاتھ ایک بھاری وجود سے ٹکرایا تھا.. لاروش نے بھاری ہوتے پوٹے کھول کر اسے دیکھا جسکا چہرہ اسکے بے حد قریب تھا.. وہ فوراً اٹھ کر بیٹھی اور کھسک کر دور ہوئی.. لاروش نے ارد گرد کا جائزہ لیا مگر بار بار گردن گھمانے پر بھی منظر وہی تھا.. وہ اس وقت زین کے بیڈ پر موجود تھی اور اس سے زرا سے فاصلے پر زین کا لمبا چوڑا وجود نیند کی وادیوں میں گم تھا.. چہرے پر چپکی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے اسنے اپنے ذہن پر زور ڈالا.. اسے بہت اچھے سے یاد تھا کہ کل رات زین کے واش روم میں جانے کے بعد وہ کاؤچ پر آکر بیٹھنے کے انداز میں لیٹ گئی تھی، پھر روتے روتے جانے کب اسکی آنکھ لگ گئی تھی اور جانے کس وقت وہ واپس روم میں آیا تھا.. مگر اگر وہ ساری رات بیڈ پر سوتی رہی تھی تو کیا زین نے اسکی جگہ تبدیل کی تھی.. لاروش نے ایک حیرت بھری نظر سوئے ہوئے زین پر ڈالی تھی.. سوتے ہوئے اسکا کرخت چہرہ قدرے نرم لگ رہا تھا.. وہ بے بسی سے اس شخص کو دیکھتی چلی گئی جو اسکا ہو کر بھی اسکا نہیں ہوا تھا.. گھنی بھنووؤں کا جوڑا لاروش کا دل گداز کر رہا تھا.. دل کی خواہش دبانے کی بجائے اسنے ہاتھ بڑھایا تھا اور اُن بھنووؤں کے جوڑے کو چھو لیا.. اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اُن بھنووؤں

پر پھرتے ہوئے اسکے لب بے دردی سے مسکرائے تھے.. پیشانی پر بکھرے سیاہ بالوں کو پیچھے ہٹا کر لاروش نے بلوں سے عاری کشادہ پیشانی کو اپنی انگلیوں کا پاک لمس بخشا تھا.. اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھو کر اسنے یقین کیا تھا کہ وہ شخص اُسی کا ہے.. لاروش نے اسکی بند آنکھوں پر بغور اپنی سرمئی آنکھیں گاڑی تھیں، ایسے جیسے وہ سیاہ آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی ہوں، پھر ہولے سے بولی تھی..

"میں تو ٹھہری کسی کی جھوٹن زین.. سو آپ نے مجھے دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا.. مگر آپ تو بس میرے ہیں ناں..؟؟ میں تو آپکو چھو بھی سکتی ہوں اور..... دیکھ بھی سکتی ہوں.. تو بس.. آپ میرے ہی رہیے گا زین... ورنہ آپکی لاروش جودل میں آپکی جھوٹن بننے کی خواہش لیے بیٹھی ہے، یہ لاروش مر جائے گی زین، کیونکہ ہر خواہش جو مر جائے گی میری.. اب تو سب کچھ آپکے ہی ہاتھ میں ہے، اپنی اس دیوانی کی دیوانگی بھی.. اور زندگی بھی.. " دھیمی آواز میں وہ اُس سے یوں بات کر رہی تھی جیسے وہ آنکھیں بند کیے اسکی ساری بات سن رہا ہو...

"آپ میرے ہیں زین، بس اسی لیے آپکو چھونے کی گستاخی کر رہی ہوں، معاف کر دیجئے گا زین.. مگر میں خود کو روک نہیں پارہی.. " کہتے ہوئے اسکے لبوں سے سسکاری نکل گئی.. تبھی زین نے اسکی طرف سے کروٹ بدل لی تھی.. لاروش کو یوں لگا جیسے زین نے نیند میں بھی اس سے بے رخی برقی ہو، آنکھ سے گرتے آنسو کو اسنے سختی سے صاف کیا اور دو بٹے کے لیے اطراف میں نگاہ دوڑائی، وہ



اسے کاؤچ پر پڑا نظر آگیا تھا۔ دو بٹہ پکڑ کر شانوں پر پھیلا کر اسنے واش روم کا رخ کیا تھا۔ ہاتھ منہ دھوتے ہوئے اسے کلائیوں پر جلن محسوس ہوئی تھی۔ زخمی کلائیوں کو نگاہوں کے سامنے کرتے ہوئے ایک بار پھر اسکی آنکھ بھر آئی۔ تھکے ہارے انداز میں واش بیسن پر جھک کر وہ خوب روئی تھی۔

"کیوں کیا زین..."

لفظوں کی ایسی مار ماری ہے آپ نے کہ زندگی بھر کے لیے بے مول ہو گئی ہوں میں... وہ سسک رہی تھی، تڑپ رہی تھی۔

کیسے سمجھاؤں.. کیسے بتاؤں کتنے ضروری ہیں آپ میرے لیے..

بلکتے ہوئے وہ تصور میں اس بے مہر سے مخاطب تھی.. اس بات سے انجان کہ اس شخص نے رات کے دوسرے پہر اسے کسی پھولوں کی ڈال کی طرح اپنی بانہوں میں بھرا تھا اور اپنے پہلو میں لٹایا تھا کہ اسے کسی صورت لا روش کی خود سے دوری گوارہ نہیں تھی۔ وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پایا تھا مگر خود کو پتھر کر لیا تھا۔ رات کی تنہائی میں اسکا بے خبر دو بٹے سے عاری وجود اسکے دل پر کیسے کیسے بجلیاں گرا رہا تھا اس بات سے انجان وہ سرمئی آنکھیں بند کیے نیند کی وادیوں میں گم تھی۔ اسکی زخمی کلائیوں کو بغور دیکھتے ہوئے زین نے دل کے کسی کونے میں شرمندگی محسوس کی تھی جسے بدگمانی نے اگلے ہی پل زائل کر دیا تھا۔ اسکا مہندی رچا ہاتھ چھوڑ کر وہ کروٹ بدل گیا تھا۔ نیند

آنکھوں سے کوسوں دور تھی کہ پہلو میں جو وجود بے خبر تھا اسکی موجودگی میں نیند کی دیوی اس پر  
کیونکر مہربان ہو سکتی تھی۔ سو مجبوراً اسے سلیپنگ پلز کا سہارا لینا پڑا تھا اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ  
ارد گرد سے غافل ہو گیا تھا، اسی لیے وہ ابھی تک سو رہا تھا۔

جس وقت اسنے آنکھ کھولی تھی نگاہ کے بالکل سامنے وہ پری پیکر بر اجمان تھی۔ زین کا رخ اس جانب  
تھا جہاں وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے شکر فی لبوں پر لپ سٹک لگا رہی تھی۔۔ شانے پر  
پڑے سیاہ بال وہ پہلے ہی سلجھا چکی تھی۔۔ زین کی نگاہوں کے ارتکاز سے بے خبر وہ بال جوڑے میں  
لپیٹنے لگی۔۔ زین نے دیوار پر لگی گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے پونے نو بج رہی تھی۔۔ اپنے وجہہ  
چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھا، تبھی شانے پر دو بٹہ ڈالتی لاروش اسکی جانب متوجہ ہوئی  
تھی جو کھو جتی نگاہوں سے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ میک اپ نے اسکی روئی روئی گلابی آنکھوں کا بھرم  
رکھ لیا تھا۔ زینک اینڈ بلیک کنٹر اسٹ کا پرنٹڈ شلوار سوٹ جسکے گلے پر سیلو کلر کی کڑھائی ہوئی تھی۔۔ وہ  
موسم کی مناسبت سے سوٹ پہنے ہوئے تھی۔۔ زین کو بیڈ سے اترتا دیکھ وہ دروازے کی طرف بڑھی  
تھی کہ باہر جا کر سب سے مل سکے کیونکہ رعنا دو تین بار ڈور ناک کر چکی تھی اور لاروش نے اندر سے  
ہی "تھوڑی دیر میں آتی ہوں" کہہ کر اسے ٹال دیا تھا۔ اب جبکہ زین بھی جاگ چکا تھا تو اسنے باہر  
جانے میں ہی عافیت جانی۔۔ ایک دم زین کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا وہ تیزی سے آگے بڑھا اور  
دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بلند کرتی لاروش کو ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا تھا۔ اس اچانک افتاد

پر وہ بوکھلا گئی۔ اسکے سرخ پڑتے چہرے پر نگاہ ڈالے بغیر زین نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسکے کیچر میں مقید بال، کیچر نکال کر کمر پر بکھیر دیے۔ لاروش کی پلکیں اسکی جرأت پر شرم سے لرزنے لگیں۔ وہ مزید قریب ہوا تھا اور اپنا چہرہ اسکے گھنے بالوں میں گھسایا تھا۔ لاروش کارواں رواں لرزنے لگا۔ کپکپاتے ہاتھوں سے اسنے زین کو دور کرنے کی کوشش کی مگر اسکی کوشش سے پہلے ہی زین دور ہوا تھا اور اسکے بازو کو سختی سے دبوچا تھا۔

"صبح سے کتنی بار روم سے باہر جا چکی ہو تم۔؟؟" زین کا لہجہ اور گرفت دونوں سخت تھے۔

"اب۔۔ ابھی۔۔۔ جارہی۔۔۔ ہوں۔۔" اسنے سہمی ہوئی نظروں سے اسکے کرخت چہرے کو دیکھا۔

"بال گیلے کرو اپنے۔۔" اسے ہاتھ سے پکڑ کر وہ ہاتھ روم تک لے کر آیا۔

"مم۔۔ مگر کیوں۔۔ ابھی رات ہی تو میں نے شیمپو کیا ہے۔۔ اب تو فل ریڈی ہو چکی ہوں۔۔ دوبارہ تیار

ہونا پڑے گا مجھے۔۔" وہ جلدی جلدی بولی مبادا وہ خود ہی اسکے سر پر پانی نہ انڈیل دے کیونکہ اسکے

تیور تو یہی بتا رہے تھے کہ وہ کسی بھی وقت اسے شاور کے نیچے لے جا کر کھڑا کر دے گا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔۔" کہتے ہوئے زین نے اسے واقعی شاور کے نیچے کھڑا کر دیا۔ وہ فوراً زین

سائیڈ پر ہوئی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔ میری ساری تیاری اکارت ہو جائے گی زین۔ مجھے نہیں کرنے بال گیلے۔۔ پلیز

مجھے جانے دیں۔۔" اسے دھکیلتے ہوئے لاروش نے جلدی سے باہر نکلنا چاہا۔ زین نے فوراً اسے دبوچا



تھا اور اسے شاور کے نیچے کرتے ہی پانی کھول دیا۔ پشت پر بکھرے بالوں سے سمیت وہ خود بھی پوری کی پوری بھگنے لگی تھی۔

"بیوی کی تیاری شوہر کے لیے ہوتی ہے.. اور جب میں ہی تمہیں نہیں دیکھنا چاہتا تو کس کے لیے سچ رہی ہو...؟" اسکا چہرہ اونچا کرتے ہوئے وہ تلخی سے بولا.. جبکہ بھگتی ہوئی لاروش اپنی تیزی سے گیلی ہوتی آنکھیں جھکائے کھڑی تھی۔

"باہر سب... ویٹ کر رہے ہیں.. اب کیا میں ایسے باہر جاؤنگی..؟؟" روئی روئی آنکھیں اٹھا کر اسنے زین سے شکوہ کیا تھا..

"جیسے تم جارہی تھیں ناں محترمہ.. ویسے چلے جانے پر سب نے میری زندگی مشکل کر دینی تھی، اور میری زندگی تو خیر پہلے ہی تمہارے باعث حرام ہو چکی ہے.. مزید کوئی بھی ایشو میں افورڈ نہیں کر سکتا.. سو اب چپ چاپ شاور لو اور چیئنج کر کے پانچ منٹ میں باہر آؤ.. مجھے بھی فریش ہونا ہے.."

کہہ کر وہ واش روم سے باہر نکل گیا تھا.. جاتے جاتے وہ اسکی بھگی آنکھوں کا پھیلتا کا جل اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے مزید پھیلا گیا تھا۔ وہ وہیں بیٹھ کر روتی چلی گئی..

روتے ہوئے وہ اپنا جرم سوچ رہی تھی جسکی سزا کے طور پر وہ اسے یہ حکم دے گیا تھا۔ اسکی چھوٹی سی عقل اصل بات سوچنے سے قاصر تھی گو، رعنا نے اسے ڈھکے چھپے لفظوں میں کافی کچھ سمجھا دیا تھا مگر اپنی دلی حالت کی باعث اسنے پوری بات غور سے نہیں سنی تھی۔ وہ اسے پانچ منٹ کا ٹائم دے کر

گیا تھا سو آنسو پونچھ کر وہ اٹھی تھی اور پھر پورے پانچ منٹ بعد دوسرا لباس بدل کر کمرے میں چلی آئی جہاں وہ کاؤچ پر براجمان موبائل میں گم تھا.. لا روش نے بے دلی سے بال سلجھائے اور زین کی جانب دیکھے بنا باہر چلی آئی.. اس بار اسکا چہرہ کسی بھی قسم کی زیبائش سے مبرا تھا، یہ اسکی ناراضگی کا اظہار تھا جبکہ زین نے اسکے پشت پر بکھرے گیلے بالوں پر ایک گہری نگاہ ڈالی تھی.

وہ سیدھا بی جان کے کمرے میں چلی آئی جہاں تائی اماں پہلے سے ہی موجود تھیں..  
"اسلام علیکم.....!" اسنے دھیمی آواز میں ان دونوں کو سلام کیا.

"وعلیکم اسلام.. "دونوں نے مشترکہ جواب دیا تھا.. تائی اماں نے محبت بھری نظروں سے اسکے نکھرے نکھرے دلکش سراپے کو دیکھا تھا جبکہ بی جان بھی اسکا گلابی چہرہ دیکھ کر مطمئن ہو گئی تھیں.. تھوڑی ہی دیر میں نفیسہ بیگم بھی وہیں چلی آئیں وہ آگے بڑھ کر انکے گلے لگ گئی. ماں کی نرم آغوش میں آتے ہی اسکی آنکھیں نم ہو گئیں.. پھر خود کو سنبھالتے ہوئے وہ ان سے دور ہوئی تھی اور کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر وہ کچن میں چلی آئی جہاں مریم اور رعنہ نفیسہ بیگم کالایا گیا ناشتا پلیٹس میں نکال رہی تھیں.. لا روش فوراً مدد کے لیے آگے بڑھی تھی.. اسے وہاں آتا دیکھ وہ دونوں معنی خیزی سے مسکرائی تھیں..

"آؤ آؤ بھابھی بیگم... تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا... " رعنہ نے اسکا بھرپور جائزہ لیا تھا جبکہ مریم نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی.

"مجھے تو لگ رہا تھا کہ آج مشکل سے ہی اسکی صبح ہوگی.. دیکھو تو سہی آنکھیں بھی کیسی لال ہو رہی ہیں محترمہ کی، لگتا ہے ساری رات سوئی نہیں بچی بے چاری!" مریم نے ایک نظر اس پر ڈال کر بھرپور سنجیدگی سے رعنا کو مخاطب کیا تھا۔

"ہاں لگ تو یہی رہا ہے، دیکھو ناں یہ بھیگی زلفیں، خوشبوؤں سے مہکتا بدن اور یہ خمار آلود..." اسکی بات پوری نہیں ہو پائی تھی۔

"کمینگی مت کرو رعنا، کبھی تو شرم کر لیا کرو.." لاروش نے تیزی سے کہا تھا.. ان دونوں کی معنی خیز باتوں کا مطلب سمجھتے ہوئے وہ پل میں گلابی ہوئی تھی۔

"لو خوا مخواہ ہی شرم کر لوں.. تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ اب میں شادی شدہ ہو چکی ہوں تو شرم جیسی چیز کا اب دور دور تک مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رہا..." رعنا نے مصنوعی کالر اکڑائے تھے۔ ڈھٹائی قابل دید تھی۔

"ہاں تو اور کیا.. میں تو خود عنقریب شادی شدہ ہو جاؤنگی تو مجھے پورا پورا حق ہے کہ میں بھی تمہیں چھیڑوں.." مریم نے بھی ٹانگ اڑائی..

"اور وہ عنقریب کب آئے گا.." اُن دونوں کے انداز پر ہنستے ہوئے لاروش نے مریم سے پوچھا...

"ہائے.... کیا پوچھ لیا ظالمہ.. دل خون خون ہو گیا سچی.. مگر خیر امید پر دنیا قائم ہے.. تو بس کسی نہ

کسی روز میری امید بھی پوری ہو ہی جائیگی.." مریم نے ہمیشہ کی طرح آہ بھری تھی۔



"اچھا چھوڑو نہ تم یہ بتاؤ کل رات بیڈروم میں آتے ہی زین بھائی نے تم سے کیا کہا..؟؟" رعنا نے اشتیاق سے پوچھا.. رعنا کی بات پر اسکی آنکھیں پل میں ویران ہوئی تھیں.. پھر فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے گویا ہوئی..

"سلام کیا تھا سب سے پہلے.. "ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر وہ نرمی سے بولی.. اسکی بات پر باہر زین کے قدم رکے تھے.

"اچھا پھر.. "یہ مریم تھی..

"پھر کیا... میں نے جواب دے دیا..!" لاروش نے کندھے اچکائے.

"آگے...؟" رعنا پوری طرح متوجہ تھی.

"پھر انہوں نے نرمی سے میرا ہاتھ تھام لیا.. "بولتے ہوئے وہ مسلسل مسکرا رہی تھی..

"ہاتھ پکڑ کر پھر کیا کہا انہوں نے...؟؟" مریم سے صبر نہیں ہو رہا تھا. رعنا بھی متجسس تھی. جبکہ باہر کھڑا زین بھی اسکے جواب کا منتظر تھا.

"کہنے لگے.. جاناں تمہارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں..!" کہتے ہوئے لاروش کی آنکھوں میں

حسرتیں اترنے لگیں.. لبوں کی مسکراہٹ معدوم ہونے لگی..

"جاناں...!" مریم نے ہونٹ سکیڑے.. لاروش نے شرمانے کی ایکٹنگ کی.

"اچھا آگے...؟؟" رعنا نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا جبکہ باہر کھڑے زین نے اسکے جھوٹ پر سر جھٹکا تھا..

"یار تم کیا قسطوں میں بتا رہی ہو.. ایک ساتھ ہی بتاؤ ناں پوری بات.. "مریم کو زیادہ جلدی تھی.. لا روش کے لب مسکرائے.

"پھر کہنے لگے کہ مجھے تمہارے ہاتھوں پر مہندی بے حد پسند ہے لا روش.. بہت اچھا کیا جو تم نے مہندی لگوالی.. آئی نو کہ تمہیں مہندی کی خوشبو سے الرجی ہے، مگر تم نے میری خاطر مہندی لگا کر مجھے دلی سکون دیا ہے، تھینکس لا روش.. کہہ کر انہوں نے میرے ہاتھ... میرے ہاتھ چوم لیے.."

کسی خواب کی سی کیفیت میں بولتی وہ روپڑی رعنا کی بارات والی رات کا منظر اسکی آنکھوں میں گھوم گیا تھا.. باہر کھڑا زین سناٹے میں آگیا، پھر اگلے ہی پل سسکتے دل کو سنبھالتا وہاں سے پلٹ گیا.

جبکہ مریم اور رعنا پہلے تو حیرت و خوشی سے اچھل پڑیں پھر اسکی آنکھ سے بہتا پانی دیکھ اسکا کندھا ہلایا تھا. وہ چونک پڑی.

"پاگل رو کیوں رہی ہو..؟؟" مریم حیران تھی.

"ارے رو تھوڑی رہی ہوں.. "کہہ کر وہ مسکرائی..

"بس اپنی قسمت پر رشک کر رہی ہوں... کتنا ڈرتی تھی میں اُن سے، کتنے خدشات تھے مجھے.. مگر کل رات سب کے سب غلط ثابت ہو گئے.. "وہ کمال مہارت سے جھوٹ بول رہی تھی.. مریم اور لاروش پرسکون سی مسکرا دیں..

"بہت بہت محبت کرتے ہیں وہ مجھ سے.. اتنی کہ مجھے لگائیں ایک ہی رات میں پاگل ہو جاؤنگی.. میں بہت خوش ہوں رعنا.. بہت زیادہ خوش، زین کا ساتھ پا کر میری زندگی مکمل ہو گئی ہے.. سچی..!" آخر میں کہتے ہوئے وہ دلکشی سے مسکرائی تھی جبکہ اسکا دل بری طرح کر لایا تھا..

فراٹے سے جھوٹ بولتی اسکی زبان نے ایک پل کو بھی مریم اور رعنا کو احساس نہیں دلایا تھا کہ اُن باتوں میں کوئی سچائی نہیں ہے..

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سب ٹھیک ہو گیا.. ورنہ تمہیں پتہ ہے رعنا..؟؟ پچھلے کافی دنوں سے زین بھائی کا رویہ لاروش کے ساتھ بہت عجیب سا تھا.. ہم دونوں کو لگ رہا تھا کہ انکے رویے کی وجہ مغیز ہے، مگر اب یہ ان محترمہ کی باتیں سن کر دل کو کچھ سکون ہوا ہے کہ وہ بس میرا اور اسکا وہم ہی تھا کہ وجہ مغیز ہمدانی ہے.. "مریم نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے رعنا کو بتایا جس پر رعنا مریم سے مغیز کی بابت مزید معلومات لینے لگی جبکہ لاروش زبردستی مسکراتی رہی کہ اب اسے ساری زندگی یہی تو کرنا تھا۔ یا شاید تب تک، جب تک زین اسکی طرف پلٹ نہ جاتا.. اور فی الوقت لاروش کو ایسے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے..



ولیمے کی پُر تھکن تقریب سے فارغ ہو کر وہ کمرے میں آئی تو پہلی فرصت میں چینیج کر کے سادہ سا سوٹ نکال کر پہن لیا تھا۔ زین ابھی تک روم میں نہیں آیا تھا۔ سو وہ چپ چاپ کل کی طرح کاؤچ پر جا کر لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر لیٹے رہنے کے بعد آخر نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو ہی گئی تھی، مگر افسوس کہ ابھی اسے سوئے ہوئے ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ کسی نے ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر بیڈ پر پٹھا تھا۔ لاروش نے نیند سے بوجھل ہوتی پلکیں اٹھا کر اپنے سر پر کھڑے زین کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں غصہ اور چہرے پر قہر لیے اسکے ستے ہوئے چہرے کو گھور رہا تھا۔

"میں تمہیں روزانہ بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر نہیں لٹا سکتا لاروش بیگم، آج آخری بار تم پر یہ احسان کیا ہے۔ کل سے تم خود چپ چاپ یہیں سوؤ گی۔ اور میں نے یہ ایک بار کہہ دیا ہے، سو کہہ دیا۔ بار بار اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں میں۔ اُمید ہے تم میری بات پر عمل کرو گی۔" کہتے ہوئے وہ بیڈ کی دوسری سائیڈ پر آ بیٹھا اور سائیڈ ٹیبل کی دراز سے سلپنگ پلزن نکال کر منہ میں رکھ لیں پھر پانی کا گلاس لبوں سے لگا کر پلزن حلق سے نیچے اتارنے لگا۔ لاروش نے ڈرتے ڈرتے اسکی جانب دیکھا جواب آرام سے بیڈ پر لیٹ کر چھت کو گھور رہا تھا۔ کچھ دیر تو وہ یو نہی بیٹھی رہی پھر ہمت کر کے گویا ہوئی۔

"مم.. میں وہیں لیٹ جاتی ہوں.. یہاں آپکو تنگی ہوگی.." کہہ کر وہ جلدی سے بیڈ سے اتر گئی اور کاؤچ کی جانب بڑھی..

"واپس آؤ یہاں.." وہ دہاڑا تھا.. لاروش سہم کر اپنی جگہ رک گئی.. مگر پلٹی نہیں، آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں..

"فوراً واپس آؤ ورنہ میرا تو پتہ نہیں مگر تمہیں ابھی اور اسی وقت بہت تنگی اٹھانا پڑے گی.." اس کے قطعیت بھرے انداز پر وہ بے بسی سے سر جھکاتے ہوئے پلٹی تھی اور دوبارہ بیڈ پر آ بیٹھی..

"چپ چاپ سو جاؤ اور یہاں رونا دھونا بالکل مت مچانا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا.." کہہ کر زین نے دوبارہ نگاہ چھت پر جمائی.. نم ہوتی آنکھوں کو اس نے جلدی سے صاف کیا تھا.. پہلے کچھ دیر تو وہ یہاں وہاں دیکھ کر اس کے سونے کا انتظار کرتی رہی مگر اسے مسلسل چھت کو گھورتے دیکھ بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گئی..

"مجھے گھور گھور کر کیا ہضم کرنے کا ارادہ ہے..؟؟ چپ چاپ لیٹ جاؤ..." اُسے ٹکڑ ٹکڑ اپنی جانب

دیکھتا پا کر وہ بیزاری سے گویا ہوا تھا۔ اس کی بات پر وہ بے بسی سے لیٹ گئی تھی۔ آنکھ بھر بھر آرہی تھی جسے وہ بار بار صاف کر رہی تھی۔ اس کے پہلو میں لیٹتے ہوئے وہ کچھ جزبزی ہو رہی تھی مگر اس کی حکم عدولی کا مطلب تھا ایک نئی سزا... وہ آہستہ سے کھسکتے کھسکتے بالکل بیڈ کے کنارے سے جا لگی۔ اس کے

اس گریز کو محسوس کرتا زین بری طرح سلگ گیا۔ اسنے ہاتھ بڑھایا اور اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔  
لاروش کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"اس بیڈ پر سونا ہے تو انسانوں کی طرح لیٹو اور مجھے بھی یہی فیمل کرواؤ کہ میں ایک انسان ہوں۔"  
اس طرح کنارے سے لگ کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔۔ ہاں کیا سمجھ کیا رہی ہو تم کہ میں تمہارے فراق  
میں مر جا رہا ہوں جو کسی بھی لمحے ہاتھ بڑھا کر تمہیں اپنی دسترس میں لے لوں گا۔ نہیں لاروش بیگم  
نہیں، یہ تمہاری بھول ہے کہ زین نیازی تمہیں کبھی اپنی قربت کے چند لمحے بھی بخشے گا۔ ساری  
زندگی میری ایک نظر کے لیے ترسوگی تم مگر زین نیازی تمہیں اپنا اتنا تو بہت دور کی بات ہے تمہاری  
جانب ایک قدم بھی نہیں بڑھائے گا۔۔۔" کہہ کر زین نے اُسے اپنی جارحانہ گرفت سے ایک جھٹکے  
سے آزاد کیا تھا۔ لاروش بری طرح رو پڑی۔ اسے روتا دیکھ وہ جھنجھلا گیا۔ اسکی گلابی آنکھیں دل کو  
عجیب کیفیت سے دوچار کر رہی تھیں۔

"رونا بند کرو۔۔ روتی دھوتی عورتیں زہر لگتی ہیں مجھے، میری بیوی بن کر رہنا ہے تو لبوں پر مسکراہٹ  
سجانا سیکھو۔۔ کیونکہ آنسوؤں کے بہت سے مواقع میں تمہیں دیتا ہی رہوں گا۔ مگر سکون مجھے تبھی ملے  
گا جب تم رونے کی بجائے مسکراؤ گی۔" کہتے ہوئے وہ بے دردی سے مسکرایا تھا۔ محبت کی دیوی نے  
اسکی سفاکیت پر اسکا گریبان پکڑ کر اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا مگر انا اور بدگمانی کا دامن تھام کر اسنے روتی



بلتی محبت کا ہاتھ جھٹک دیا تھا.. اسے مسلسل روتے دیکھ زین کی آنکھوں میں لال ڈورے ابھرنے لگے تھے..

"تم رو کر کیوں میری نیند برباد کر رہی ہو..؟؟؟" اسے جو نہیں بولنا تھا وہ ہی بول گیا تھا.. لاروش نے کوئی جواب نہیں دیا تھا.. بس چپ چاپ آنسو بہاتی رہی.. اپنے اعصاب پر حاوی ہوتی نیند سے مغلوب ہو کر زین نے آہستگی سے اسے قریب کیا تھا.. غالباً اسے نیند کا جھونکا آیا تھا.. لاروش نے دھندلی ہوتی آنکھوں سے اپنے بے حد قریب ہوتا زین نیازی کا چہرہ دیکھا تھا.. جو آنکھیں بند کرتے ہوئے کہہ رہا تھا..

"میں تم پر... تمہیں ترسا دوں گا.. تڑپاؤں گا تمہیں... پل پل... سسکوگی... تم،... روؤ گی تم... بلکل ویسے ہی.... جیسے تم نے مجھ... مجھے... اور... میں بلکل... رحم... نہیں.. ترس نہیں.. کھا..ؤں گا.. تم پر.. مجھے شراکت... بلکل بھی.... برداشت نہیں.... ہے... جان... کاش تم... سمجھ....

لیتیں..." اس کے کان کے قریب کہتے کہتے وہ سو گیا تھا.. اول تو وہ نشہ آور ادویات سے ہمیشہ دور رہا تھا اسی لیے سلیپنگ پلزلینے اور کچھ شادی کے ہنگاموں نے اسے کافی تھکا دیا تھا ورنہ وہ اتنے مضبوط اعصاب کا مالک شخص اتنی جلدی نیند سے مغلوب نہیں ہو سکتا تھا.. اسکی ڈھیلی پڑتی گرفت میں لاروش نے سسکتے ہوئے اپنا آپ چھپا لیا تھا.. گہری نیند میں سویا وہ شخص اسکی نیند اڑا چکا تھا..

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](http://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

اپنی قسمت کی ستم ظریفی پر اسنے تھک کر آنکھیں موند لیں کہ بھلے ہی نیند آنکھوں سے دور ہو چکی تھی، مگر آنکھوں کی دکھن حد سے سوا تھی۔



فجر کی اذان کی آواز کے ساتھ ہی اسکی آنکھ کھل گئی.. وہ ویسے ہی بے سدھ پڑا تھا.. لا روش نے اپنے گرد بنا اسکا حصار توڑا اور خود دو بٹہ سنبھالتی بیڈ سے اتر گئی.. وضو کر کے اسنے نماز ادا کی تھی، پھر دعا کے بعد چند قرآنی آیات پڑھ کر سوئے ہوئے زین کی پیشانی پر پھونک دیں۔ پچھلے دو دن سے وہ نماز نہیں پڑھ پائی تھی.. آج دعا مانگتے وقت وہ سوئے ہوئے زین کو دیکھتے ہوئے وہ بیڈ کی دوسری جانب آکر بیٹھ گئی.. آج پھر وہ کل کی طرح زین کو دیکھنے لگی.. کتنا مشکل تھا اس شخص کی کھلی آنکھوں میں دیکھنا، اسکی نظروں سے نظریں ملانا، اسکی کسی بات کا جواب دینا.. سوچتے سوچتے وہ اس سے دھیمی آواز میں باتیں کرنے لگی تھی.. جبکہ اسکی التجاؤں سے بے بہرہ وہ شخص نیند کی وادیوں میں گم تھا.. اس سے باتیں کرتے کرتے وہ خود بھی سو گئی تھی۔

دوبارہ اسکی آنکھ دن چڑھنے پر کھلی تھی.. وہ فوراً اٹھی تھی اور واش روم کا رخ کیا۔ جبکہ زین ہنوز سو رہا تھا۔ اسکے ڈر سے آج وہ خودی نہالی تھی مبادا آج پھر وہ ریڈی ہو جائے اور زین اسے پھر سے شاور کے نیچے کھڑا کر دے.. گیلے بال تو لیے میں لپیٹ کر وہ باہر آئی تھی۔ پھر سب سے پہلا کام اسنے ینگل سٹینڈ سے چوڑیاں نکال کر پہننے کا کیا تھا۔ کل ہی اسے امی سے ڈانٹ پڑی تھی اور تائی نے بھی اسے



ٹوکا تھا۔ چہرے پر لائٹ سامیک اپ کر کے اسنے سرمئی آنکھوں میں کاجل کی لکیر بھیج کر ایک نگاہ اس دشمن جاں پر ڈالی جو جانے کن خوابوں میں کھویا ہوا تھا کہ سوتے میں بھی اسکے لب مسکرا رہے تھے۔ بال سلجھا کر پشت پر ڈالے تھے اور باہر چلی آئی۔ باہر آتے ہی اسکا پہلا سامنا عائشہ سے ہوا تھا، جونک سک سے تیار کہیں جانے کی تیاریوں میں تھی۔ نکھری نکھری لاروش کو دیکھ اسکی آنکھوں میں جلن اترنے لگی۔ لاروش نے مسکرا کر اسے سلام کیا۔ جسکا جواب اسنے قدرے نخوت سے دیا تھا۔ لاروش کو بھی اسکی فطرت کا کچھ اندازہ ہو گیا تھا۔

"تمہارے بال بہت زیادہ ہی لمبے نہیں ہیں۔؟؟" عائشہ نے بیزاری سے کہا۔  
"انہیں تھوڑے چھوٹے کرواؤ یا ر۔ کیا پندرھویں صدی کی ہیر وئن بنی پھرتی ہو۔ اور یہ میک اپ بھی کتنا ڈل کرتی ہو تم۔۔۔ توبہ ہے تم پر تو مجھے کسی بوڑھی روح کا گمان ہوتا ہے، اگر تمہارے یہی حالات رہے ناں ڈئیر۔۔ تو زین کا دل بہت جلد تم سے اوب جائے گا۔" آخری بات اسنے معنی خیزی سے کہی تھی۔ لاروش پھیکے سے مسکرا دی۔

"مسکراؤ مت۔۔ کچھ سوچو۔۔ میرا کام تھا تمہیں آگاہ کرنا۔ سو میں نے کر دیا، اب باقی تمہاری مرضی۔۔!" کہہ کر اسنے کندھے اچکائے اور جانے کو سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ لاروش کا چہرہ دھواں دھواں ہونے لگا۔

"ارے لاروش۔۔ بیٹا تم کب اٹھیں۔۔" تائی اماں کی آواز پروہ انکی جانب پلٹی تھی۔

"کچھ دیر پہلے ہی.. میں آپکے پاس ہی آرہی تھی تائی اماں.. دیکھیں ناں میں کیسی لگ رہی ہوں..؟؟"

کیا میرا میک اپ بہت ڈل ہے...؟؟" وہ پریشان سی اُن سے پوچھنے لگی۔ اسکی بات پر وہ خوبصورتی سے مسکرائیں..

"کس نے کہا کہ تمہارا میک اپ ڈل ہے..؟؟ میری بیٹی تو بہت بہت پیاری ہے اور ہمیشہ ہی پیاری لگتی ہے، سب سے الگ.. سب سے جدا..." انکی محبت بھری ستائش پر اسکی بجھی بجھی آنکھوں میں جگنو چمکنے لگے..

"تھینک یو تائی اماں.." کہہ کر وہ محبت سے ان سے لپٹ گئی.. فرحانہ بیگم نے نرمی سے اسکی پیٹھ تھپکی..

"اوہو.. یہاں تو ساس بہو کا اموشنل سین چل رہا ہے جو دنیا میں کم کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے، ویل ڈن بھا بھی بیگم، شادی کے دو دن بعد ہی تم نے میری امی کو پٹالیا.. "رعنا کی انٹری اور پھر دلچسپ فقرے پر وہ دونوں مسکرا اٹھیں..

"جی نہیں.. یہ میری تائی اماں ہیں اور میں انکی بیٹی، یہ ساس بہو والا چکر تو تم نہ ہی چلاؤ، تمہاری اپنی ساس جو نہیں ہے تو تم نے اب یو نہی جیلس ہونا ہے.." کندھے اچکا کر وہ رعنا کو چھیڑنے والے انداز میں بولی تھی..

"ہاں تو ساس تو ہے نہیں میری مزید تم میری امی پر بھی ڈاکا ڈال رہی ہو، اب یہ ہی دیکھ لو کہ آج شام میں واپس جا رہی ہوں مگر امی کو تو کوئی خیال ہے ہی نہیں..!" وہ مصنوعی خفگی جتا کر بولی..

فرحانہ بیگم نے ایک نظر خفا خفا سی بیٹی پر ڈالی تھی.

"میری بیٹی میرے گھر آچکی ہے اور تمہارا اب اپنے گھر جانا بنتا ہے میری جان.. پچھلے دو ہفتوں سے یہیں ڈیرہ جمائے بیٹھی ہو میرے داماد پر بھی کچھ رحم کرو.. دن گن گن کر گزارا رہا ہو گا بچہ..!" فرحانہ بیگم کے کورے جواب پر وہ صدمے سے چلائی..

"امی.....!" جبکہ اسکی پکار پر لاروش اور فرحانہ بیگم قہقہہ لگا کر ہنسی تھیں.

"جی ہاں لاڈلی.. اب یہ کھلا منہ بند کرو اور جا کر ناشتا بناؤ.. سب جاگ رہے ہیں اور ابھی تک چائے کے سوا کچھ بھی مہمانوں کے حلق سے نیچے نہیں اتر..!" فرحانہ بیگم نے سنجیدگی کی چادر اوڑھی. رعنا منہ بسورتی ہوئی کچن کی طرف بڑھی.

"زین نہیں جاگا ابھی تک..؟؟" وہ اسکی جانب متوجہ ہوئیں..

"نہیں تائی اماں، ابھی تک سو رہے ہیں.. پہلے تو جاگنگ ٹائم ہی اٹھ جاتے تھے مگر دو دن سے دیر تک سوتے رہتے ہیں..!" لاروش نے سادگی سے جواب دیا جبکہ فرحانہ بیگم کچھ اور سمجھتے ہوئے مسکرائی تھیں..



"اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ اور اسے جگاؤ، صبح کے دس بجنے کو ہیں.. کافی ٹائم چکا ہے.. جاؤ شاباش..!"  
اسے کمرے کی جانب موڑ کر خود وہ کچن میں چلی گئیں۔

شانے پر پڑے بالوں کو پشت پر بکھیرتے ہوئے وہ دوبارہ کمرے میں آئی تھی... بیڈ پر پیٹ کے بل لیٹا زین یقیناً گہری نیند میں تھا.. ایک ہاتھ بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا جبکہ دوسرے کے نیچے نرم تکیہ تھا۔  
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اُس تک آئی تھی..

"زین..." پکار دھیمی تھی.. جسکا زین پر قطعی اثر نہیں ہوا تھا۔ جانے کیوں اسے لگا کہ زین جاگ رہا ہے.. مگر یہ اسکا وہم بھی ہو سکتا تھا یہی سوچ کر اسنے اسے دوبارہ زرا اونچی آواز میں پکارا تھا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ تنگ آکر لاروش نے الارم کلاک کے لیے سائیڈ ٹیبل پر نگاہ دوڑائی مگر وہاں کلاک جیسی کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہیں تھی.. لاروش کا ارادہ دومنٹ بعد کا الارم لگا کر اسکے پاس رکھنے کا تھا مگر اب کیا کرتی.. کیسے جگاتی اس جلا د کو... اسے کندھے سے ہلانے کا مطلب تھا اپنی شامت کو آواز دینا..

"یا اللہ کیا مصیبت ہے اب کیسے جگاؤں انہیں،" وہ با آواز بڑبڑائی تھی.. پھر دوبارہ زین احمر کی جانب دیکھا..

"زین اٹھ جائیے، تائی اماں بلار ہی ہیں آپکو..!" لاروش کو یقین ہونے لگا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے۔

اسے بے سدھ پڑے دیکھ لاروش کا دل کیا کہ پانی کی بالٹی اسکے سر پر انڈیل دے.. مگر پھر ضبط کر کے اس پر جھکی تھی اور ہمت کر کے اسکا کندھا ہلایا..

"زین.. زز.. ین.." لاروش نے اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تھی. تبھی وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا اور نتیجتاً لڑکھڑا کر وہ اُس پر ہی آرہی.

"یا وحشت... کیا مصیبت ہے...!" کہتے ہوئے زین اسکے گرد حصار بناتے ہوئے ایک جھٹکے سے پلٹا تھا، کچھ اس طرح کہ لاروش بیڈ پر بے بس سی اسکی گرفت میں تھی اور وہ خود پہاڑ کی طرح اس پر چھایا ہوا تھا. اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی افتاد پر لاروش نے بند آنکھیں کھول کر خود پر چھائے زین کو دیکھا جسکے چہرے پر سچی سیاہ آنکھیں ساکت سی تھیں.. بناپلک جھپکائے وہ اسے دیکھا رہا تھا جسکے گیلے بال بیڈ پر بکھرے ایک قیامت برپا کرنے کو تھے.. کاجل سے سچی سرمئی آنکھیں اور آنکھوں میں بھرتا پانی زین کا پور پور بہا دینے کو تیار تھا. شکر فی لبوں کا کٹاؤ بہت قاتل لگا تھا اُس پل.. زین کا دل بے اختیار ہونے لگا، تبھی اسکے ہلتے لبوں سے زین کا سکتہ ٹوٹا تھا..

"آ... آپ کو... جگانے... آئی تھی میں.. " وہ منمنائی تھی. وہ فوراً ہوش میں آیا تھا..

"جگانے کا یہ کونسا طریقہ ہے.. گیلے بال لے کر سیدھا مجھ پر ہی ڈھیر ہو گئیں تم..؟؟" اپنے بے حد

قریب اس پری پیکر کو وہ بے حد غصے سے دیکھ رہا تھا. جبکہ اسکی گرم سانسوں کی تپش سے لاروش کی سانسیں اٹکنے لگی تھیں..

"مم..میں..جان بوجھ... کر نہیں گری... آ... آپ اُٹھ ہی.. نہیں رہے تھے.... تت..تو.." اسکی بات پوری نہیں ہو پائی تھی جب وہ بول پڑا..

"تو تم نے سوچا ایک بار ہی ایسا وار کروں کہ زین ہمیشہ کے لیے ہی اُٹھ جائے (یعنی مر ہی جائے)..."

اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا تھا.

"کک... کیا.. مطلب... "لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ حیرت سے گویا ہوئی.. لرزتی پلکوں کی باڑ توڑ کر کچھ بے مول موتی کنپٹیوں میں جذب ہوئے تھے.. زین کی قربت کے باعث وہ ان آنسوؤں کی نمی سے انجان تھی. جبکہ زین وہ آنسو دیکھ چکا تھا سو فوراً اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے ہوئے وہ اس سے دور ہوا تھا.. اسے خود سے آزاد کیا تھا یا شاید خود کو اسکے سحر سے آزاد کرنے کی کوشش کی تھی. جو بھی تھا، ایک پل کو اسکا دل دھڑک اُٹھا تھا مگر خود کو لا روش کے سامنے نارمل کرنا اسکے لیے کچھ زیادہ مشکل بھی نہیں تھا.. جبکہ دوسری جانب اسکی دلی کیفیت سے انجان وہ بالوں کو دو بٹے سے ڈھک کر اسکے سامنے آئی جو اس سے رخ موڑے کھڑا اپنی پیشانی مسل رہا تھا.. اُسے یوں سامنے دیکھ کر مزید جھنجھلا گیا..

"اب کیا ہے..؟؟؟" انداز پھاڑ کھانے والا تھا. اسنے سہم کر نگاہ جھکالی..



"آ.. آپ..... جلدی تیار ہو جائیں پلیز.. تائی اماں آپکا ویٹ کر... رہی ہیں.. " کہتے ہوئے اسنے

چہرے پر آئی لٹ کوکان کے پیچھے اڑسا.. ہاتھ کی حرکت سے چوڑیوں کی آواز سے زین کا دماغ مزید خراب ہوا..

"تم نے پھر چوڑیاں پہن لیں...؟؟ کتنی بار بکواس کرنی پڑے گی کہ زہر لگتی ہے ان چوڑیوں کی آواز مجھے.. پھر بار بار کیوں پہن لیتی ہو یہ مصیبت.. " اسکا چوڑیوں والا ہاتھ دبوچ کر وہ دھاڑا تھا۔ صبح جاگتے ساتھ ہی وہ لڑکی اسکے اعصاب پر بری طرح حاوی ہو رہی تھی وہ کیسے برداشت کر لیتا یہ ہار... کئی چوڑیاں ٹوٹ کر اسکی کلائی میں گھب گئی تھیں۔ ابھی تو پچھلی رات کے زخم تازہ تھے اس پر مزید آج پھر سے یہ ظلم.. وہ بری طرح تڑپ اٹھی..

"زین پلیز..." روتے ہوئے اسنے التجا کی تھی۔ مگر وہ اسکی تکلیف کی پرواہ کیے بغیر باقی بچنے والی چوڑیاں اتار رہا تھا۔ دوسرے لفظوں میں وہ اتار کم اور توڑ زیادہ رہا تھا۔ پھر اسکا دوسرا ہاتھ دبوچا تھا اور اپنا کام جاری رکھا.. لا روش اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی مگر اسکی مضبوط گرفت سے نکلنا اُس جیسی نازک جان کے لیے کہاں ممکن تھا..

"زین پلیز.. چھوڑ دیں مجھے.. یہ سہاگ کی نشانی... ہے.. " وہ اپنا آپ چھڑا رہی تھی مگر زین نے اسکی کلائی خالی کر کے دم لیا تھا.. مہندی سے سجے مومی ہاتھ اسکی جارحانہ گرفت سے سرخ ہو گئے

تھے جبکہ زخمی کلائیوں پر خون کی تھھی لکیریں نمودار ہو رہی تھیں۔ اپنی مرضی پوری کر کے زین نے اسے بیڈ پر دھکا دیا تھا۔ وہ اوندھے منہ جا گری۔

"اگر آئندہ تم نے میری مرضی کے خلاف کوئی بھی کام کیا تو اس سے بھی زیادہ برا حال کرونگا تمہارا۔" کہہ کر وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ تکیے میں منہ چھپا کر وہ بری طرح روئی تھی۔ اتنا کہ نازک بدن ہچکولے کھانے لگا۔

جبکہ دوسری جانب وہ واش بیسن پر جھکا اپنے اندر اٹھتے طوفانوں سے نبرد آزما تھا۔ درحقیقت رخصتی کروا کر اسے اندازہ ہوا تھا کہ لاروش سے بے اعتنائی برتنا کس قدر مشکل ہے۔ اس کے وجود سے بے پرواہی جتنا کس قدر کٹھن ہے۔ اسے تکلیف دینا کس قدر اذیت ناک ہے۔ اور اس سے دور رہنا کس قدر صبر آزما۔

سرخ پڑتی آنکھیں بند کر کے اس نے ایک لمبا سانس لیا تھا۔ پھر تنے ہوئے اعصاب کو سکون دینے کے لیے شاور کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ بلیوٹی شرٹ اور گرے ٹراؤزر میں ملبوس زین احمر نیازی زمین پر بیٹھا بھیگ رہا تھا۔ جلتی ہوئی آنکھوں کی چھن بڑھ رہی تھی۔ انداز ہار ہوئے جواری جیسا تھا۔



ناشتا کر کے وہ گھر سے باہر نکلنے کا موڈ لیے سیڑھیاں اتر رہا تھا جب آخری سیڑھی پر مشال اور عفان نے اسکا راستہ روک لیا..

"زین بھائی ہم آج رات کی فلائٹ سے واپس کراچی جا رہے ہیں.. "یہ مشال تھی.. زین نے ابرو اچکائے..

"جی.. اور اگر آپ کو یاد ہو تو رونا کی شادی میں آپ اپنے نکاح کی ٹریٹ دینے والے تھے بھائی..!" عفان نے اسے یاد دلایا..

"جبکہ اب تو رخصتی بھی ہو چکی ہے زین بھائی، سوا ب تو ٹریٹ بنتی ہے.. "مشال نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا تھا.. زین نے اثبات میں سر ہلایا تھا..

"ٹھیک ہے.. چلتے ہیں.. ڈیپارٹمنٹ کر لو کہاں اور کب چلنا ہے، میں لے چلتا ہوں.. "زین نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا، وہ جانتا تھا وہ سب ٹریٹ لیے بغیر اسکی جان نہیں چھوڑیں گے.. تبھی پیچھے سے رونا بھی چلی آئی تھی.. جبکہ لاروش کے پرانے بیڈروم سے اپنا بیگ سنبھالے نکلتی مریم بھی ان سب کی جانب متوجہ ہوئی تھی..

"انہیں کہاں لے جا رہے ہیں بھائی..؟؟" رونا نے شرارت سے پوچھا تھا.. مشال فوراً بول پڑی..

"زین بھائی ہمیں اپنی شادی کی ٹریٹ دے رہے ہیں.. "وہ کافی پر جوش تھی..



"ارے واہ بھئی.. شادی کی ٹریٹ دی جا رہی ہے اور بہن کو ہو چھاتک نہیں..؟؟" وہ مصنوعی خفگی جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"اور وہ جو بات والی رات بیس ہزار لیے تھے زین بھائی سے وہ کدھر گئے ہیں محترمہ..؟؟" عفان نے زین کے لبوں پر مچلتی بات کہہ دی.. رعنا کھی کھی کرنے لگی..

"ارے وہ تو راستہ رُکائی لی تھی میں نے، سب بہنیں لیتی ہیں میں نے کونسا کوئی انوکھا کام کیا ہے.."

رعنا کا زین کی جیب سے پزا کھانے کا پورا ارادہ تھا۔

"بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے رعنا.. میں اسکے ساتھ ہوں، اور اب تو یہ رکھا ہے میرا بیگ.. زین بھائی سے ٹریٹ لیے بغیر تو میں بھی گھر نہیں جانے والی.. "ساری بات سن کر مریم بھی میدان میں کود پڑی.. لاؤنج میں سے گزرتی نفیسہ بیگم ان سب کی گفتگو پر مسکرا کر رہ گئیں۔ جبکہ مریم کے ٹانگ اڑانے پر عفان اور مشال سمیت رعنا نے بھی کندھے اچکائے۔ زین ہولے سے مسکرا دیا..

"اوکے چلو پھر کہاں چلنا ہے..؟؟" زین نے ان چاروں کی طرف دیکھا۔

"پہلے پزا ہٹ جائیں گے پھر آئس کریم کھانے..!" رعنا نے آرام سے بتایا..

"ارے واہ رعنا آپ.. آپ نے تو دل کی بات کہہ دی.. "مشال چہکی..

"لیں جناب.. انکے دل کی بات سے میں بے چارہ کیسے انحراف کر سکتا ہوں.. بس زین بھائی میرے دل کی بھی یہی التجا ہے یا.. پزا اور آئس کریم ہی صحیح رہے گی.. "عفان نے مصنوعی آہ بھری جس پر

مشال نے اسے گھور کر دیکھا جبکہ مریم اور رعنا سرخ پڑتی مشال کو دیکھ کر معنی خیزی سے مسکرا دیں۔

"آدھا گھنٹہ ہے تم سب کے پاس.. جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر چلتے ہیں.." کہہ کر زین واپس اوپر جانے کو مڑا تو اسکی نگاہ سیڑھیاں اترتی لاروش پر پڑی۔ وہ شاید انکی باتیں سن چکی تھی..

"ہم سب تو تیار ہو جائیں گے لیکن تیار ہونے میں سب سے زیادہ وقت تو آپکی مسز ہی لیں گی بھائی جان..." مشال نے اوپر جاتے زین کو چھیڑا.. وہ سیڑھیاں چڑھتا چڑھتا رکھا اور پلٹ کر ایک نگاہ لاروش پر ڈالی جو اسکے پاس سے گزر کر ان چاروں تک پہنچ چکی تھی..

"تمہیں کس نے کہا کہ لاروش بھی ساتھ جا رہی ہے...؟؟" اسنے سنجیدگی سے مشال سے پوچھا تھا.. وہ زین کے سنجیدہ انداز پر گڑبڑا کر رہ گئی۔ لاروش کا رنگ ایک دم پھیکا پڑ گیا۔ رعنا اسکے سنجیدہ مذاق پر ہنس پڑی..

"ظاہر سی بات ہے بھائی آپ لاروش کے بنا صرف ہم سب کو لے کر تھوڑی جائیں گے.." رعنا نے مسکراتے ہوئے کہا..

"ویسے کافی سنجیدہ مذاق تھا سچی..!" مشال نے ہنستے ہوئے دل پر ہاتھ رکھا.. زین نے ایک نگاہ لاروش کے زرد چہرے پر ڈالی پھر ان سب پر ایک نگاہ ڈال کر مسکرا دیا..

"جلدی تیار ہو جاؤ سب.. " اسنے سب پر زور دیا اور وہاں سے چلا گیا.. رعنائنتے ہوئے اسے اسکے کمرے میں لے آئی تھی.. مریم بھی انکے ساتھ ہی تھی.

پھر ان سب کے جانے سے پہلے عائشہ بھی آچکی تھی اور وہ بھی ان سب کو جوائن کر رہی تھی.. پڑا ہٹ پہنچتے ہی ان سبکی متفقہ رائے سے زین نے چکن تکا پلس فحیتا کا آرڈر دیا تھا. وہ سب ایک دوسرے کو کسی نہ کسی بات ہر چھیڑ رہے تھے جب اچانک مشال اس سے مخاطب ہوئی تھی.. "زین بھائی سے منہ دکھائی میں کیا گفٹ ملا آپکو بھابھی..؟؟" مشال کے سوال پر زین کے چہرے کا رنگ بدلا تھا. لا روش کو زین کا اسکی کلائیاں دبوچنا یاد آگیا.. اسکی چوڑیاں ٹوٹنا اور پھر کلائیوں پر آئے زخم..! اسنے ایک نظر زین پر ڈالتے ہوئے اپنی دونوں کلائیاں مشال کے سامنے کر دیں نتیجتاً سب کی نگاہ اسکی زخمی کلائیوں پر پڑی تھی.. زین کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا.. مہندی رچے ہاتھوں پر وہ نشان زین کو بخوبی دکھ رہے تھے..

"ارے واہ... یہ تحفہ ملا ہے تمہیں منہ دکھائی میں...؟؟" تمسخرانہ ہنستے ہوئے عائشہ نے بغور اسکی کلائیاں دیکھیں تھیں.. زین نے غصے سے لب بھیج لیے..

\*\*\*\*\*

لا روش نے زین کو دیکھے بنا اپنے شکر فی لب اطراف میں پھیلا لیے.. مشال نے سراہتی نظروں سے اسکی گوری کلائیوں میں پڑے گولڈ کے کنگن دیکھے..



"ویری نائس.. زین بھائی کی پسند لا جواب ہے.. "مشال کو وہ کنگن بے حد پسند آئے تھے۔ زین نے بھی غور کیا تو سمجھ آیا کہ وہ اُن سب کو اپنے کنگن دکھا رہی تھی مگر حقیقتاً اس نے زین کو اس کے جارحانہ سلوک کا ثبوت دکھایا تھا..

"اوہ... مجھے لگا زین نے تمہیں منہ دکھائی میں یہ زخم دیے ہیں.. "عائشہ نے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجا کر کہا، اسکی زیرک نگاہیں دیکھ چکی تھیں کہ اُن دونوں کے مابین کچھ چپقلش ہے.. اسکی بات پر مسکرا کر داد و وصول کرتی لاروش کے لب سکڑے تھے..

"اوہ.. یہ کیسے ہوا بھابھی.. "مشال بھی متوجہ ہوئی تھی اور تفکر سے پوچھا تھا.. زین نے نگاہ کا زاویہ بدل کر عفان کے ساتھ کوئی بات چھیڑ دی.. مگر سماعت اسی جانب تھی کہ لاروش کیا جواب دیتی ہے..

"ہاں ناں.. ایسا لگ رہا کہ جان بوجھ کر تمہاری کلائیاں زخمی کی گئی ہیں.. "عائشہ نے ہمدردی جتائی.. رعنہ نے پریشان ہوتی لاروش کو دیکھا جو بے نیاز بنے بیٹھے زین کو دیکھ رہی تھی..

"اینڈ پلیز اب یہ مت کہنا کہ چوڑیاں پہنتے میں کلائیاں زخمی ہو گئیں.. کیونکہ ہاتھ زخمی ہو جائیں یہ بات سنی بھی ہے اور دیکھی بھی ہے، مگر یہ کلائیوں والا معاملہ تو کچھ اور ہی کہانی سنارہا ہے... "عائشہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسکی اڑی اڑی رنگت کا حظ اٹھایا..

"ہاں تو...؟؟ یہی ہوا ہو گا.. اب ایسا تو ہوا نہیں ہو گا کہ اس نے خود اپنے ساتھ یہ ظلم کیا ہو.. "مریم سے مزید برداشت نہ ہوا تو بول پڑی.. عائشہ کھکھلا کر ہنسی تھی..

"کم آن عائشہ.. یو ڈونٹ نوڈیر کہ ہر بینڈ اور وائف میں ایسے خوبصورت مذاق ہوتے ہی رہتے ہیں.. مگر تم میریڈ نہیں ہو تو کیسے سمجھو گی..!" رعنہ نے دھیمی آواز میں تاک کر نشانہ لگایا تھا، عائشہ کی رنگت پھیکی پڑ گئی.. جبکہ لاروش نے اپنی عزیز از جان دوستوں کی بروقت مدد پر دل ہی دل میں انہیں داد دی تھی.

زین آنے والے ویٹرز اور پیزے کی جانب متوجہ ہوا.. عائشہ نے بد مزگی سے پہلو بدل لیا جبکہ مریم اسکے کان میں گھس کر اسے اسکی خاموشی پر ڈانٹنے لگی مگر وہ بس ہولے سے مسکراتی رہی.. پھر بہت سارا ہلاک کر کے وہ لوگ واپس آ گئے تھے اور اسی شام، عائشہ کے سوا وہ سب واپس کر اچی چلے گئے تھے. دن بہت آہستہ روی سے گزر رہے تھے اور اُن دونوں کی درمیانی دوریاں پہلے دن کی طرح اپنی جگہ برقرار تھیں. مگر حقیقتاً زین کے لیے ہر لمحہ لاروش کے وجود سے نگاہ چرا کر اسکے ساتھ ایک کمرے میں وقت گزارنا بے حد دشوار تھا.. مجبوراً اس نے عائشہ کا سہارا لے لیا تھا جو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھی.

\*\*\*

وہ آفس سے ابھی واپس آیا تھا، جب عائشہ وہاں اٹھلاتے ہوئے چلی آئی.

"ہائے زین.. کہاں کم رہتے ہو تم.. بھئی بھی تھوڑی بہت لمپنی مجھے بھی دے دیا کرو..!" اس کے

سامنے بیٹھ کر وہ ایک ادا سے بولی تھی.. زین نے پانی کا گلاس لاتی لاروش کو دیکھا پھر عائشہ کے حسین چہرے پر ایک نگاہ ڈال کر مسکرا دیا۔ عائشہ کے لب اسکی مسکراہٹ پر کھل سے گئے۔ جبکہ لاروش نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور جانے کو پلٹی..

"تم ہی بتاؤ کس طرح تمہیں کمپنی دوں..؟؟" زین مکمل طور پر عائشہ کی طرف متوجہ تھا.. لاروش کے چلتے قدموں میں سستی آگئی۔

"اگر میرے ساتھ ابھی میری فرینڈ کی طرف چلو گے تو میرا خیال ہے ہم بہت اچھا ٹائم سپینڈ کر لیں گے.. "کندھے اچکاتے ہوئے اس نے زین کو ساتھ چلنے کی آفر دی۔

"ہوں.... اپنی سپیشل ایونٹ؟؟" زین نے پوچھا..

"ہاں کل رات کے شو میں اسے بیسٹ ماڈل کا ایوارڈ ملا ہے، اسی کی پارٹی دے رہی ہے وہ.. تمہیں اگر یاد ہو تو پرسوں جب ہم (.....) مال میں شاپنگ کر رہے تھے تو وہاں وہ جو بلیوٹی شرٹ میں میری ایک فرینڈ ہمیں ملی تھی...؟؟ وہ ہی ہے.. اسی کے گھر جانا ہے..!" عائشہ نے سہولت سے لاروش کو دو دن پہلے زین کے ساتھ شاپنگ مال گھومنے کی بابت بتا دیا تھا جو اپنی جگہ بت بنی انکی باتیں سن رہی تھی۔



"شی وازاے بیوٹی فل لیڈی بٹ.. آئی تھنک یہ ایوارڈ تم ڈیزرو کرتی تھیں.. "زین نے ایک بھرپور نگاہ اسکے دلکش سراپے پر ڈالی۔ عائشہ کے چہرے پر خوبصورت رنگ پھوٹ پڑے.. وہ قہقہہ لگا کر ہنسی..

"اگر میں اس ماڈلنگ شو میں پارٹیسپیٹ کرتی تو یقیناً مجھے ہی یہ ایوارڈ ملتا مگر تم جانتے تو ہو، جس پروڈیوسر کی فلم سائن کی ہے میں نے اس نے یہ ڈیمانڈ رکھی تھی کہ فلم کمپلیٹ ہونے سے پہلے میں کہیں اور ٹانگ نہیں اڑا سکتی.. "اس نے افسردگی سے جواب دیا.. تبھی زین کی نگاہ زرا فاصلے پر نگاہ جھکائے کھڑی لاروش پر پڑی۔

"تم یہاں کیوں کھڑی ہو..؟؟" وہ سرد مہری سے پوچھ رہا تھا۔ لاروش نے بھگتی پلکیں اوپر اٹھائی تھیں اور سخت نظروں سے اپنی جانب دیکھتے زین کی طرف دیکھا.. عائشہ کو کمینہ سی خوشی ملی۔

"میرا منہ دیکھنے کی بجائے روم میں جاؤ اور جا کر میری بلیک شرٹ پر لیس کر دو.. ساری بات تو تم سن ہی چکی ہو، سو یہاں کھڑی رہ کر مجھے لیٹ مت کرواؤ..!" اسے حکم دے کر وہ دوبارہ عائشہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لاروش مرے مرے قدم اٹھاتی بیڈ روم میں آگئی.. آنسو پیتے ہوئے اس نے زین کی آلریڈی پر لیس ہوئی شرٹ الماری سے نکالی.. ہینگر میں لٹکی شرٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھنے پر بھی لاروش کو اس میں کوئی شکن نظر نہیں آئی تھی۔ تبھی وہ اندر آیا تھا اور الماری کے پاس کھڑی لاروش

کو دیکھ کر اسکی جانب بڑھا۔ اسکے ہاتھ سے شرٹ جھپٹتے ہوئے ہینگر سے نکالی اور ہاتھوں سے اسکا گولا بنا کر شرٹ کو آئرن سٹینڈ پر پھینک دیا ..

"پریس کرو اسے ...!" آرام سے کہہ کر وہ واش روم گھس گیا۔

وہ آنسو جو وہ پینے کی کوشش کر رہی تھی لڑھک کر گالوں پر پھسلنے لگے۔ اسکی شرٹ پریس کر کے لا روش نے دونوں ہاتھ آئرن سٹینڈ پر ٹکائے اور جھک کر لب دانتوں تلے دبا کر سسکی روکنے کی کوشش کی کیونکہ وہ سنگدل انسان فریش ہو کر روم میں آچکا تھا۔ اسے مکمل طور پر نظر انداز کر کے زین نے شرٹ اٹھائی اور پہن لی.. وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھی۔

"یہاں آؤ...!" ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے زین نے اسے پکارا.. وہ سیدھی ہوئی تھی اور آنسو صاف کرتے ہوئے اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"یہ ٹائی پکڑو.." اسکے ہاتھ میں میچنگ ٹائی پکڑا کر زین نے اسکے گرد بازو حائل کیے اور اسے تھوڑا قریب کیا.. اشارہ صاف تھا.. لا روش نے سرخ چہرہ اوپر اٹھا کر اسکے وجیہہ چہرے پر ایک خفگی سے بھرپور نگاہ ڈالی مگر اسکا چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا.. ایسے جیسے وہ محض اسے زچ کرنا چاہ رہا ہو ..

"پارٹی میں ٹائی باندھ کر جائیں گے آپ..؟؟" لاروش نے حیرت سے پوچھا تھا۔ پیشانی پر بکھرے گیلے بال لاروش کا دل دھڑکا رہے تھے۔ اسکی بات سن کر زین کو بھی اندازہ ہوا کہ وہ اسے ستانے کے چکر میں کچھ غلط کر بیٹھا ہے.. مگر پھر بھی اپنا بھرم رکھنے کو وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا۔

"سوال جواب کرنے کی بجائے جو کہا ہے وہ کرو.." گرفت سخت کرتے ہوئے وہ سرد مہری سے بولا تھا۔ اسکا حسین چہرہ اور مزید اسکا بیویوں والا انداز زین کو پریشان کر رہا تھا۔ اسکا دل چاہ رہا تھا کہ لاروش ضد کرے اور اسے روک لے، اسے منالے مگر وہ سنجیدگی سے بول رہی تھی۔

"آپ نے جو کہا تھا وہ کیا ہوا ہے، ٹائی پکڑی ہوئی ہے میں نے..!" آج لاروش کے کسی انداز سے بھی ڈر و خوف نہیں چھلک رہا تھا۔ وہ رویا رویا گلابی چہرہ لیے مکمل اعتماد سے اسکے حصار میں کھڑی تھی..

شادی کو ایک ماہ ہو گیا تھا اور اس دوران جس طرح سے زین نے اسے پل پل رلایا تھا، لاروش کا یہ انداز اپنا ناکچھ حیران کن نہ تھا مگر وہ حیران ہو رہا تھا... وہ جھنجھلا گیا۔

"آپ غصہ کرنے کی بجائے خود ہی باندھ لیں.. مجھے ٹائی باندھنی نہیں آتی۔" اپنا آپ آہستگی سے چھڑاتی ہوئی وہ اسکے موڈ کے پیش نظر اس سے دور ہوئی تھی۔ زین نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی بس چپ چاپ اسے دور ہوتا دیکھتا رہا۔ ٹائی بیڈ پر اچھال کر اس نے ڈارک نائٹ خود پر سپرے کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا.. وہ بے حسی سے وہیں زمین پر بیٹھ گئی..



اسکے رکے ہوئے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔ اندر کہیں آگ جل رہی تھی، جسکے باعث اسکا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ اپنی کم مائیگی پر اسکا نازک دل خون کے آنسو رو رہا تھا، مگر وہاں اسکے آنسو پونچھنے والا تھا ہی کون...! ایک ماں ہی تھی جو اسکی شادی کے بعد اس سے یوں دستبردار ہو گئی تھیں جیسے بہت عرصے سے ایک اسی کام کے انتظار میں ہوں.. جبکہ فرحانہ بیگم بھی زین کی بدلتی روش اور دن بدن بجھتی ہوئی لاروش کا چہرہ دیکھ چکی تھیں.. اُسے سمجھانے کی کوشش بھی کی تھی مگر وہ ہر بار یہ کہہ کر بات ٹال دیتا کہ امی آپ مجھ پر شک کر رہی ہیں ایسا کچھ نہیں ہے.. وہ اسے اسکے حال پر چھوڑ چکی تھیں مگر لاروش کو اکثر تسلی دے دیا کرتی تھیں.. ہاں البتہ بی جان اس تمام قصے سے انجان تھیں۔ کم از کم لاروش کو تو ایسا ہی لگتا تھا۔



رنگ و بو کا ایک سیلاب تھا جس میں بہتے ہوئے وہ اپنا اصل بھول رہا تھا۔ اسے بار ٹیبل کے پاس چھوڑ کر جانے وہ کہاں چلی گئی تھی.. نیم عریاں لڑکیاں اپنے اپنے پارٹنرز کے ساتھ اپنے اپنے انداز میں پارٹی انجوائے کر رہی تھیں۔ کوئی لڑکی کسی ادھیڑ عمر شخص کی باہوں کا ہار بنی ہوئی تھی تو وہیں ہال کے کسی کونے میں کسی ٹین ایجر کے دل پر بجلیاں گراتی یہ ماڈلز زین احمر کا خون کھولا رہی تھیں.. یہ منظر کسی پارٹی کا کم اور ریڈلائٹ ایریا کا زیادہ لگ رہا تھا۔ اس نے عائشہ کو ڈھونڈنے کے لیے ایک نگاہ

اطراف میں گھمائی.. وہ اسے ہاتھ میں دو گلاس پکڑے اپنی جانب آتی دکھائی دی.. جیسے ہی وہ اسکے سامنے رکی وہ بول پڑا..

"گھر چلو... میں یہاں مزید ایک منٹ نہیں ٹھہروں گا.." اسکی جانب دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا. عائشہ پل میں پریشان ہوئی تھی مگر پھر اگلے ہی پل مسکراتے ہوئے ایک ادا سے بولی.. "مجھے لگتا ہے تمہیں اپنی بیوی بہت یاد آرہی ہے زین..!" اسکے مسکراتے لہجے پر وہ ہنوز سنجیدہ رہا. "اسکا یہاں کیا ذکر..؟؟" زین کے سوال پر وہ کھل کر مسکرائی.. "بھئی تم ابھی آئے ہو اور ابھی واپس جانے کی بات کر رہے ہو تو پھر میں تو یہی کہوں گی ناں کہ یقیناً بیوی کے بغیر دل نہیں لگ رہا تمہارا.." عائشہ کے جواب پر وہ متذبذب ہوا.. "ایسا کچھ نہیں ہے..!" وہ جھنجھلایا..

"اچھا چھوڑو تم یہ جو س تو پیو.. سپیشل تمہارے لیے بنا کر لائی ہوں، یہاں تو سب ڈرنک کر رہے ہیں مگر میں جانتی تھی تم ڈرنک نہیں کرو گے اسی لیے یہ یہ جو س لے کر آئی ہوں..!" ایک گلاس اسکے سامنے کرتے ہوئے وہ پیار سے بولی. دونوں گلاسوں میں مینگو جو س تھا.. زین نے خشک ہوتے گلے کو ترک کرنے کے لیے گلاس تھام لیا اور اگلے ہی پل پورا گلاس خالی کر دیا.. پہلے ہی گھونٹ میں اسے ذائقہ کچھ عجیب لگا تھا مگر اس نے نظر انداز کر دیا تھا. عائشہ پر سکون سی مسکرا دی. پھر اپنا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے اسکے قریب ہوئی اور ایک ہاتھ اسکے بازو میں ڈال کر ایک طرف کو چلنے لگی.. وہ باری

باری سب سے اسکا تعارف کروا رہی تھی۔ لاروش کی یادوں سے دور بھاگتا ہوا زین اس کے سنگ چل رہا تھا۔

نت نئے فیشن اپنائے لڑکے اور لڑکیوں سے ملتے ہوئے اسکا ذہن بو جھل ہو رہا تھا۔ اسکی پشت میں اپنا مریں بازو ڈال کر عائشہ نے اپنا سر اس کے چوڑے شانے پر رکھ لیا تھا۔ بھاری ہوتی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے زین اسکی سنگت میں غائب دماغی سے چل رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں لائنس آف ہوئی تھیں اور بہت دھیمی سی مختلف رنگوں کی روشنیاں اطراف میں پھیل گئی تھیں۔ اتنی دھیمی کہ بمشکل اسے اپنے پہلو میں کھڑی عائشہ کا چہرہ نظر آرہا تھا۔ ہلکے سروں میں میوزک بجنے لگا تھا۔ کیپلز نے ایک دوسرے کو تھام لیا اور ایک دوسرے کے سنگ جھومنے لگے۔ عائشہ کے لپ سٹک سے سچے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی۔ زین کی گردن میں اپنی بانہوں کا ہار پہنا کر وہ اس کے قریب ہوئی تھی اور خود بھی وہاں موجود دوسروں کی طرح تھرکنے لگی۔ گلابی ہوتی آنکھوں کو پوری طرح کھولتے ہوئے اس نے بغور اپنے قریب مسکراتا چہرہ دیکھا تھا۔ عائشہ نے اس کے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر ٹکاتے ہوئے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ لیا۔ اس کے وجود سے اٹھتی دلفریب مہک کو محسوس کرتے ہوئے وہ خود کو دنیا کی خوش نصیب ترین عورت محسوس کر رہی تھی۔ ایک ہاتھ اسکی کمر سے ہٹاتے ہوئے دوسرے سے زین احمر نے اسے کندھے سے پکڑ کر اسکا سر اپنے سینے سے ہٹایا تھا۔ سُن ہوتے دماغ سے اسکا چہرہ ایک بار پھر دیکھا تھا۔ بھنورا آنکھیں قاتلانہ نظروں سے اس کے وجہ چہرے کا طواف



کر رہی تھیں.. زین نے پللیں جھپکی تھیں، اور نیتجاً اُن آنکھوں کی جگہ دوسری آنکھیں روشن ہوئی تھیں.. کاجل سے سچی ہوئی روئی روئی سرخ آنکھیں، وہ چہرہ بدل چکا تھا.. گلابی میک سے مبرا رخسار.. چھوٹی سی ستواں ناک... وہاں آنکھوں سے ہوتی ہوئی زین کی بہکی نگاہ ہمیشہ کی طرح اُس سیاہ تل پر اٹکی تھی.. زین کا دل شدت سے دھڑکا تھا.. اس گلاب چہرے کو اپنے ایک ہاتھ کے ادھورے پیالے میں لیتے ہوئے زین کے عنابی لب ہولے سے مسکرائے تھے.. آنکھوں کی دیوانگی بڑھنے لگی تھی.. جبکہ عائشہ اسکے بدلتے تاثرات دیکھ کر سرشار سی ہو گئی، مزید اسکے قریب ہوئی تھی.. زین احمر نے اسکی کمر پر رکھا اپنا ہاتھ کمر کے گرد جمائل کیا تھا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا تھا.. اب وہ چہرہ قریب تھا، بے حد قریب.. وہ روئی روئی کاجل بھری آنکھیں اور لب سٹک سے سچے شکر فی لب.. اسے سمجھ نہ آئی کہ اسکے چہرے کے کونسے نقش کو پہلے بوسہ دے.. تبھی اسکی نگاہ نے سیاہ تل کو تلاشا تھا.. لبوں کے کٹاؤ سے اوپر وہ پورے شان سے چمک رہا تھا.. وہ بے خود سا اُس تل پر جھکا تھا.. عائشہ نے خود کو اسکے حوالے کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیں.. معاً وہ رُکا تھا.. اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا، اس نے بغور اُن لبوں کو دیکھا تھا... وہ تل وہاں نہیں تھا.. ہاں وہ تل لبوں سے اوپر کہیں نہیں تھا.. زین نے حیرت سے آنکھیں پوری کھولتے ہوئے اپنے قریب، بے حد قریب وہ خوبصورت چہرہ دیکھا.. آنکھیں بند کیے اسکے حصار میں کھڑی وہ لڑکی لا روش نیازی نہیں تھیں.. زین کا دل پل میں ڈوبا تھا.. سیلو لیس بازو اسکی گردن میں ڈالے وہ اسکی

لاروش ہو ہی نہیں سکتی.. زین نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا تھا.. عائشہ اس احتجاج کے لیے تیار نہیں تھی، لڑکھڑا کر قالین سے سجے گراؤنڈ پر گری تھی.. ارد گرد میں تھرکتے وجود اسکی جانب متوجہ ہوئے جبکہ آنکھوں میں غصہ وبے بسی لیے زین اسے دیکھ رہا تھا جواب زمین سے اٹھ کر اسکی جانب لپکی تھی..

"واٹس رانگ و دیوزین.. یہ کیا حرکت تھی..؟؟" عائشہ چلائی تھی..

اسے پرے دھکیلتے ہوئے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل آیا.. قدم من من بھر کے ہو رہے تھے.. سر پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا، اسے شدت احساس ہو رہا تھا کہ یقیناً جوس میں کوئی نشہ آور چیز ملی ہوئی تھی.. بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے ہوئے وہ بڑی مشکل سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا.. وہ عائشہ کو وہیں چھوڑ آیا تھا.. اسے خود پریشانی ہو رہی تھی.. کیا کرنے چلا تھا وہ.. تکلیف میں گھرا وہ کئی جگہوں پر گاڑی ٹھوکتے ٹھوکتے بچا تھا.. رات کے ایک بجے اس نے نیازی ہاؤس کے گیٹ پر ہارن دیا تھا.. چوکیدار نے گیٹ وا کر دیا.. گاڑی سے اتر کر وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اندرونی عمارت کی جانب بڑھا تھا.. اپنے پورشن کی طرف بڑھتے ہوئے اسکے قدم ڈگمگا رہے تھے.. بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اپنے بیڈ روم کے دروازے پر جا کر رکا تھا.. ہینڈل پر اپنا پورا زور ڈال کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے وہ بس گرنے کو تھا.. بیڈ تک وہ بمشکل پہنچا تھا جہاں اسکی لاروش... اسکی بیوی...

اسکے دل کی دھڑکتی دھڑکن...

اسکی زندگی کا محور.. اسکی حالت سے انجان نیند کی آغوش میں تھی۔ اسکے قریب ڈھتے ہوئے زین نے اپنی سرخ بوٹی ہوتی آنکھیں کھلی رکھی تھیں.. حالانکہ وہ آنکھیں بند ہونے کو بے تاب تھیں.. چند پل لمبے لمبے سانس لے کر وہ سیدھا ہوا تھا.. پہلو میں سوئی اسکی ملکیت اسکے ہو اس جگہ ہی تھی.. مگر حقیقتاً وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو رہا تھا.. بمشکل ہاتھ بڑھا کر اسکے صبح چہرے کو چھوا تھا۔ یک ٹک اسکے سندوری مکھڑے کو دیکھتے ہوئے اسکی سرخ آنکھیں جھپکنے سے انکاری ہو رہی تھیں۔ مسلسل دیکھتے رہنے سے آنکھوں میں جلن بڑھنے لگی تو اس نے ایک ہاتھ سے آنکھوں کو مسلا.. اُس چہرے پر وہی تل تھا جس نے اسے کچھ دیر پہلے پاگل کیا تھا.. بہکے بہکے اعصاب لیے وہ بے خود سا اس تل پر جھک گیا اور اپنا بھرپور استحقاق استعمال کیا تھا.. اسکی شدت سے بھرپور اس عنایت پر وہ کسمپائی تھی.. اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے زین نے اپنا چہرہ اسکی سیاہ زلفوں میں چھپانے کی کوشش کی تھی.. سانسوں کی گرمی محسوس کر کے لاروش کی آنکھ کھل گئی تھی.. خود کو اسکی کمزور گرفت میں پا کر وہ فوراً اس سے دور ہوئی تھی.. اس مزاحمت پر نیند میں جاتے زین نے اپنی بو جھل پلکیں اٹھا کر خود سے دور ہوتی لاروش کو دیکھا تھا.. لاروش نے شاکی نظروں سے اسکے لال سرخ چہرے کو دیکھا، وہ نشے میں تھا اور اس بات کو محسوس کرتے ہوئے لاروش نے ناگواری سے اسکی جانب سے کروٹ



بدل لی.. جس طرح سے وہ شخص پچھلے مہینے سے اسے اذیت سے دوچار کر رہا تھا، وہ اسے ابھی اپنا آپ نہیں سوئپ سکتی تھی.. زین نے بمشکل اسے پکارا تھا..

"لاروش... پلیز...!" اسے بازو سے تھامتے ہوئے وہ اس سے التجا کر رہا تھا.. لاروش کی آنکھیں بھگنے لگیں.. اس نے ایک نظر تکلیف میں گھرے زین کو دیکھا جو کسی بھی وقت ہوش و خرد سے بے گانہ ہو جانے والا تھا.. اس سے کچھ نہیں چاہتا تھا، بس نیند میں جانے سے پہلے اسکے وجود کی مہک کا خواہش مند تھا.. آنسو لٹاتی آنکھوں سے لاروش نے خود کو اسکے حوالے کیا اور اسکے سینے میں منہ چھپا لیا کہ یہاں اسکے ظرف کا امتحان تھا.. اور محبت میں اتنی سی قربانی تو دی جاسکتی تھی کہ اب جب وہ صرف اسکا سہارا چاہتا تو وہ دے ہی دیتی.. زین کی رگوں میں دوڑتا لاوا تھمنے لگا..

"تھینکس.. " کہہ کر زین نے اسکے بالوں پر اپنے جلتے سرخ لب رکھ دیے.. لاروش نے اپنے اندر تک ان لبوں کی جلن محسوس کی تھی.. گرم سیال بہت آہستگی سے رخساروں پر بہہ رہا تھا.. جبکہ ہر بات سے بے پرواہ زین نے اسکے گرد اپنے توانا بازو لپیٹے اور پر سکون ہو کر اپنی جلتی آنکھیں موند لیں.. ایسا کرتے وقت بھول گیا تھا کہ اس نے لاروش کو اپنے لیے ترسانے کا دعویٰ کیا تھا.. اسے کسی کی جھوٹن کہا تھا، بس یاد تھا تو اتنا کہ وہ اسکی بیوی... اسکی محبت ہے.. جسکے بغیر زندگی محال ہے.. لاروش کا ایک ہاتھ اسکے سینے پر تھا جسکے نیچے زین کا دل پر سکون سا دھڑک رہا تھا.. وہ گہری نیند میں جا چکا تھا جبکہ لاروش ایک بار پھر جاگ رہی تھی..

وہ کچن میں کھڑا فرحانہ بیگم سے دعائیں لے رہا تھا جب وہ وہاں آئی تھی..

"سنیے..!" اسکی مترنم پکار پر زین نے اسکی طرف رخ موڑا..

"وہ میں.. مریم سے ملنے جانا چاہتی ہوں.. آپ پلیز مجھے اسکی طرف ڈراپ کرتے جائیں.."

بات اس تک پہنچا کر وہ اسکی ہاں کا انتظار کرنے لگی.

"مجھے آلریڈی آفس سے دیر ہو رہی ہے،.. عائشہ بھی بالکل ریڈی ہے مجھے اسے بھی ڈراپ کرنا ہے،

تم ایک کام کرو.. نیچے آ جاؤ پانچ منٹ تک میں ڈرائیور کو کہہ دیتا ہوں وہ تمہیں ڈراپ کر دے

گا..!" زین نے سنجیدگی سے جواب دیا اور فرحانہ بیگم سے سر پر ہاتھ پھیرا کروہاں سے نکلنے لگا..

لاروش کا منہ لٹک گیا.. عائشہ کا نام سُن کر آنکھوں میں ڈھیروں ڈھیروں پانی جمع ہونے لگا..

"ایک منٹ زین.. "فرحانہ بیگم بول پڑیں..

"عائشہ تمہاری ذمہ داری نہیں ہے بیٹا، وہ ڈرائیور کے ساتھ چلی جائے گی تم لاروش کو ساتھ لے کر

جاؤ..!" انکے درمیان میں ٹوکنے سے وہ جھنجھلا گیا..

"مریم کا گھر بالکل اوپوزٹ روٹ سے آتا ہے امی.. گیارہ تو مجھے گھر ہی بج گئے ہیں اگر آپکی بہو بیگم کو

ڈراپ کرنے گیا تو ایک بجے سے پہلے آفس نہیں پہنچ پاؤں گا..!" اسکی بات سنتی ہوئی عائشہ بھی وہیں

چلی آئی.. ٹخنوں سے اوپر بلیو جینز اور سیلوٹائٹ ٹی شرٹ جبکہ گلے میں دو بٹے کے نام پر مفکر ڈالے وہ اُن تینوں کو نظریں چرانے پر مجبور کر گئی..

"چلیں زین..؟؟" وہ زین سے مخاطب ہوئی.. لاروش کی آنکھوں کا بڑھتا پانی گال پر بہنے لگا تو وہ سر جھکا گئی..

"مسئلہ جو بھی ہے میری جان.. تمہارے لیے پہلے لاروش امپورٹنٹ ہونی چاہیے، بعد میں آفس اور باقی لوگ.. لاروش کو تم ہی ڈراپ کرو گے.. " حتمی انداز میں کہہ کر وہ لاروش کی طرف متوجہ ہوئیں جو سر جھکائے زمین کو گھور رہی تھی..

"جاؤ بیٹا جلدی سے چادر اوڑھ آؤ.. " ایک ناگوار نگاہ عائشہ کے بے حجاب سر اُپے پر ڈال کر انہوں نے لاروش سے کہا اور خود چولہے پر پکتی ہنڈیا میں چچ چلانے لگیں.. وہ اُس پل کو پچھتا رہی تھیں جب اپنی بہن سے عائشہ کی رہائش کے لیے ہامی بھر بیٹھی تھیں.. دو ماہ کے قیام کا کہہ کر اسے یہاں رہتے ہوئے تین ماہ ہونے کو آئے تھے اور دن بدن اسکے بدلتے تیور اور زین سے بڑھتی بے تکلفیاں اُن سب کے لیے پریشانی کا باعث تھیں..

چادر سے اپنے نازک وجود کو اچھی طرح ڈھانپ کر وہ نیچے آئی تھی.. گیٹ پر گاڑی سٹارٹ کیے وہ دو دفعہ ہارن دے چکا تھا.. وہ تقریباً بھاگ کر آئی تھی اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر خود بھی بیٹھ گئی کیونکہ فرنٹ سیٹ پر عائشہ پہلے سے ہی براجمان تھی..



زین نے پہلے عائشہ کو ڈراپ کیا تھا جبکہ اس دوران وہ گاڑی کے دروازے سے چپکی بیٹھی شیشے کے پار چلتی سڑک دیکھتی رہی تھی البتہ سماعتیں عائشہ اور زین کی بے تکلفانہ گفتگو سن سن کر اسے تکلیف سے دوچار کر رہی تھیں.. زین کی بار بار بھٹکتی نگاہ جو فرنٹ مرر میں اسکی سرمئی آنکھوں کا دیدار کر رہی تھیں، اسکی منتشر سوچوں سے انجان تھی. جبکہ لاروش کی آنکھیں کسی سوچ کی تپش سے جلنے لگیں. چند دن پہلے جب نشے کی حالت میں وہ اسے قریب کر کے سویا تھا تو لاروش کو لگا تھا کہ شاید اگلی صبح روشن اور چمکیلی ہو، ایسی صبح جس میں وہ اُس سے اپنے گزشتہ ہر رویے کی معافی مانگے گا اور اسے محبت سے پکارے گا اور پھر ہر رات حسین اور صبح سہانی ہوا کرے گی مگر اگلی صبح اسکی توقع کے خلاف تھی.. وہ شخص اپنی التجا اور اپنی عنایت سے انجان تھا.. بالکل ویسا ہی تھا جیسا شادی کی پہلی رات تھا.. وہ بھول چکا تھا کہ گزشتہ رات کس طرح لاروش کے سامنے بکھرا تھا.. بھول چکا تھا کہ لاروش کے دور رہنے سے اسکی نیند خفا ہو رہی تھی.. بھول چکا تھا یا جانے بھول جانے کا دکھاوا کر رہا تھا..

مگر دونوں ہی صورتوں میں اسکا دل تو ریزہ ریزہ ہی ہوا تھا ناں.... دو موتی چپکے سے ٹوٹ کر گال پر بکھرے تھے.. تبھی اسکی بھاری آواز پر وہ حال میں واپس آئی.

"آگے آکر بیٹھو..!"

عائشہ اتر چکی تھی.. لاروش کا دل خون ہو گیا.. شکر فی لب ایک پل کو بھینچے پھر سر دلہجے میں بول  
پڑی ..

"میں کسی کی چھوڑی ہوئی جگہ پر نہیں بیٹھوں گی.. میری جگہ اور حیثیت یہی ہے.. مجھے یہیں رہنے  
دیں پلیز..!" مضبوط لہجے میں بولتی وہ زین کو بھڑکا گئی..

"میں انکار سننے کا عادی نہیں ہوں محترمہ.. چپ چاپ آگے آکر بیٹھو ورنہ گاڑی سٹارٹ نہیں  
کرونگا..!" زین نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا..

"میں بھی بار بار اپنی ذات کی نفی برداشت نہیں کر سکتی.. آپکو دیر ہو رہی ہے، یہاں سے آپکا آفس  
بھی قریب ہے، آپ جاسکتے ہیں..!" بنا ڈرے جھجھکے اس نے اپنی بات مکمل کی اور ہینڈ بیگ  
سنجھالتے ہوئے گاڑی سے اتر گئی.. زین جو اسکی بات کا مطلب سمجھ رہا تھا اسے تھوڑی دور کھڑے  
رکشہ کی طرف بڑھتا دیکھ تیزی سے گاڑی سے نیچے اتر اٹھا.. وہ تو اسکی جرأت پر حیران تھا.. بڑے  
بڑے قدم رکھتے ہوئے اس تک پہنچا تھا اور اسے بازو سے دبوچ کر واپس مڑا تھا..

لاروش چپ چاپ اسکے ساتھ چلتی رہی.. روڈ پر تماشا بنوانے سے بہتر تھا کہ وہ چپ ہی رہتی.. اسے  
فرنٹ سیٹ پر پٹختے ہوئے دوسری طرف سے آکر زین نے گاڑی سٹارٹ کی تھی.. وہ خاموشی سے  
باہر دیکھنے لگی، ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں.. جبکہ زین کا دماغ غصے سے کھول رہا تھا..

"تم یہ سب کر کے کیا ثابت کیا کرنا چاہتی تھیں؟؟" لہجہ کاٹ دار تھا..

"یہی کہ میں اکیلی مریم کے گھر جاسکتی ہوں..!" لاروش کا انداز پر سکون تھا..

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں اکیلے جانے دیتا..؟؟" سلگ کر اس نے لاروش سے پوچھا..

"مجھے لگا تھا کہ جانے دیں گے مگر آپ نے ثابت کر دیا کہ مجھے غلط لگا تھا..." کہتے ہوئے ایک نظر

اس نے زین کے سرخ چہرے پر ڈالی اور پھر رخ موڑ لیا.. زین سلگ کر رہ گیا..

"خود کو سمجھتی کیا ہو تم..؟؟" وہ غصے سے بولا تھا..

"وہ ہی جو آپ نے مجھے سمجھ رکھا ہے..!"

اسکے برجستہ جواب پر زین نے گاڑی کی سپیڈ ہلکی کی اور اسکی جانب رخ موڑا..

"اور میں تمہیں کیا سمجھتا ہوں..؟؟" انداز میں واضح سرد مہری تھی..

وہ پھیکی ہنسی ہنس دی، ہنستی چلی گئی اتنا کہ اسکے گلابی رخساروں پر پانی بہنے لگا، پھر بولی تو آواز میں انتہا

کی تکلیف تھی..

"اپنے پاؤں کی جوتی،!" کہتے ہوئے اسکی آنکھ سے نکلتا ہوا آنسو گال پر بکھرا تھا.

زین کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے کر بھیج دیا ہے.. وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے لاروش کو

دیکھ رہا تھا جو اسکے سخت رویے کی بدولت خود کو کیا سمجھ بیٹھی تھی..

"تو تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاؤں کی جوتی سمجھتا ہوں..؟؟" زین کا لہجہ ہارا ہوا تھا..



"جی بلکل... ایک ایسی جوتی جسے آپ اپنے پیروں میں پہننا تو بہت دور کی بات ہے،، اسے ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے.. بس آتے جاتے اُس پر پاؤں رکھ کر اسے روند دیتے ہیں..!" وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی.. بڑی مجروح سے مسکراہٹ تھی..

اسکے اتنے گہرے تجزیے پر زین کا دل خون ہوا تھا.. بکھری بکھری سی وہ اُس لاروش سے کتنی مختلف لگ رہی تھی جو نکاح سے پہلے اسکی نگاہوں کی وارفتگی سے پزل ہو جایا کرتی تھی.. زین کے دل نے دہائی دی تھی، اسکا دل چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اسے خود میں سمیٹ لے.. اسکی روتی ہوئی آنکھیں پر اپنی محبت کے پھول کھلا کر انہیں معتبر کر دے.. اُسے بتادے کہ وہ اُسے اپنی زندگی سمجھتا ہے، اسے اپنی پوری دنیا مانتا ہے.. بتادے اسے کہ وہ اسکی دھڑکنوں میں دھڑکتی ہے مگر وائے افسوس کہ انا کی مضبوط دیوار جو شاید اسکے ایک قدم آگے بڑھنے سے ہی گر جاتی مگر وہ نہیں بڑھاتا تھا.. لب بھینچ کر گاڑی روک دی..

مریم کا گھر آچکا تھا..

آنسو پونچھتے ہوئے وہ گاڑی سے اتر گئی.. نم ہوتی سرخ آنکھوں سے وہ خود سے دور ہوتی اپنی متاع حیات کو دیکھتا رہا..



"لاروش.. بیٹا تمہارے اور زین کے درمیان سب ٹھیک تو ہے ناں..؟؟" فرنیچر کی ڈسٹنگ کر کے وہ ابھی فارغ ہوئی تھی کہ جب نفیسہ بیگم اسکے کمرے میں چلی آئی تھیں اور آتے ہی وہ سوال کیا تھا جس نے اسکے حرکت کرتے ہاتھ روک دیے تھے.. انہیں بغور اپنی جانب ہی دیکھتا پا کر وہ زبردستی مسکرائی تھی.. وہ اسکے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئیں..

"ادھر دیکھو میری طرف.. مجھے بتاؤ سچ کیا ہے لاروش..؟؟" اسے سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر انہوں نے ہاتھ سے اسکا چہرہ اونچا کیا..

"امی آپ کس سچ کی بات کر رہی ہیں.. الحمد للہ سب ٹھیک ہے.. آپ سے میں نے کیا چھپانا ہے امی.. سبھی کچھ تو آپ کے سامنے ہے...!" مسکراتے ہوئے اس نے انہیں مطمئن کرنا چاہا..

"اسی لیے تو پوچھ رہی ہوں کہ یہ سب کیا ہے.. جو میری آنکھیں ان دنوں دیکھ رہی ہیں، یہ سب ٹھیک ہونے کی طرف نشاندہی نہیں کر رہا لاڈلی.. صبح شام تمہارا شوہر اپنی کزن کے ساتھ گھوم رہا ہے اور تم کہہ رہی ہو سب ٹھیک ہے..؟؟؟" انہوں نے صاف صاف بات کرنے کی ٹھانی تھی اسی لیے بنا لگی لپٹی رکھے اسے حقیقت کا آئینہ دکھایا.. ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں نم ہو گئی تھیں..

"تو اس سب میں، میں کیا کر سکتی ہوں امی.. زین اپنی مرضی کے مالک ہیں.. اور پھر بھلے ہی اُسکے ساتھ وقت گزارتے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ میں اُنکی بیوی ہوں.. اور وہ مجھ سے ہی محبت کرتے ہیں..!" اس نے انہیں بتاتے ہوئے خود کو تسلی دی تھی..

"ایک طرف تم یہ کہہ رہی ہو کہ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے.. اور دوسری جانب تم یہ بھی کہہ رہی ہو کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے.. تو پھر میری جان مسئلہ کیا ہے..؟؟ جب تم سے محبت کرتا ہے تو تمہاری بات بھی مانے گا.. مجھے یقین ہے کہ تم نے اپنی بات منوانے کی کوشش ہی نہیں کی ہوگی... ورنہ زین ایسا بے لگام نہیں تھا.. " کہہ کر انہوں نے شاکی نظروں سے اُسے دیکھا..

لاروش نے بمشکل اپنے آنسو ضبط کیے ..

"میں کوشش کرونگی...!" بیڈ شیٹ کے ڈیزائن پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں بولی..

"کوشش مت کرو... اس پر حق جتاؤ، اپنا مان جتاؤ.. اگر یہی رنگ ڈھنگ رہے تو مجھے یہ گاڑی چلتی ہوئی نظر نہیں آرہی..!" سر پر چادر جماتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں..

لاروش نے بھیگی آنکھوں سے ماں کو جاتے ہوئے دیکھا... وہ اب مزید زین کے سامنے جھکنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی مگر ماں کی فکر نے اسے بھی تشویش میں مبتلا کر دیا تھا..

وہ بیڈ پر ڈھے سی گئی.. کیا ہو رہا تھا یہ.. کیسی زندگی گزار رہی تھی وہ... بے قصور ہوتے ہوئے بھی وہ

اپنے شوہر کی نظروں میں قصور وار تھی.. نم ہوتی آنکھیں موندتے ہوئے اس نے زین کا وجہ

چہرہ اپنے تصور میں سوچا. مغرور سی ناک پر ہر وقت اسکے لیے غصہ دھرا رہتا تھا.. عنابی لب اسے

دیکھ کر مسکراہٹ سے محروم رہتے تھے، ہاں ایک سیاہ آنکھیں ہی تھیں جن میں لاروش نے کئی بار

اپنے لیے دیے جلتے دیکھے تھے.. ایک دیوانگی، عجب بے خودی.. وارفتگی یا شاید جنون ہوتا تھا جو



لاروش کو دیکھتے ہی اسکی آنکھوں میں ہلکورے لینے لگتا... مگر اس سب کے باوجود جب وہ بولتا تھا تو اسکے منہ سے پتھر برستے تھے.. اسے چھوتا تھا تو لمس سے آگ کے شعلے نکلتے تھے.. سوچتے ہوئے لاروش نے بے بسی سے اپنا سر دائیں بائیں پٹھا.. آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی..

"میں آپکو کبھی معاف نہیں کرونگی زین..!" وہ سسک رہی تھی.. تڑپ رہی تھی.. ایک جھلسا دینے والی آگ تھی جس میں وہ جل رہی تھی..

"بہت غلط کیا ہے آپ نے... بہت غلط..!" بلکتے ہوئے وہ بڑبڑائی..

اسی طرح روتے روتے وہ سو گئی تھی.. تین بجے کے قریب زین گھر آیا تو فرحانہ بیگم اسے گھیر کر بیٹھ گئیں..

"فارگاڈ سیک امی.. لاروش کو چھوڑ کر ایک بار بیٹے کی تکلیف کو سمجھنے کی بھی کوشش کر لیں.. آپکو صرف بہو کی ناگفتہ حالت نظر آرہی ہے اور آپکا بیٹا جو دن رات تکلیف سے دوچار ہے وہ آپکو نظر ہی نہیں آرہی..؟؟؟" وہ اسے سمجھانے بیٹھی تھیں مگر وہ ہتھے سے اکھڑ گیا..

"زین کیا ہو گیا ہے تمہیں..؟؟" بیٹے کے باغیانہ رویے پر وہ حیران رہ گئیں..

"بات کرتے ہوئے تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ وہ تمہاری بیوی ہے...؟؟؟" وہ سخت لہجے میں بولیں..

"بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ وہ میری بیوی ہے..!" اس نے چڑتے ہوئے جواب دیا..

"اگر بیزار ہو گئے ہو تو صاف کہو.. اُس بچی کو نظر انداز کر کے یوں ظلم مت کماؤ..!" وہ ہر صورت آج بات کلئیر کرنا چاہتی تھیں۔

"آپکو اس پر ہونے والے ظلم نظر آرہے ہیں مگر میرے زخموں کا کیا..؟؟ میں اپنے زخم کسے دکھاؤں امی..؟؟" وہ تکلیف کی انتہاؤں پر تھا..

"کن زخموں کی بات کر رہے ہو زین..؟؟ مجھے تو تمہارے کسی چال چلن سے نہیں لگ رہا ہے لا روش نے تمہیں اپنے کسی بھی انداز سے ہرٹ کیا ہے.. بلکہ اول روز سے تم اسے انکسور کر رہے ہو، خاص کر عائشہ کے سامنے تو تم نے اسے دو کوڑی کا کر کے رکھ دیا ہے.. اگر میں یا تمہاری بیوہ چچی خاموش ہیں تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہم دونوں اندھی اور بہری بھی ہیں..!" انہوں نے اسکی سرخ پڑتی آنکھوں میں جھانکا..

"اور یہ جو دن رات تم عائشہ کو خود سے چپکائے پھرتے ہو تو میری جان یہ بھی بتا دو کہ آجکل اپنی باپ کی قبر پر حاضری دے کر آرہے ہو کیا..؟؟ جو تم یوں اسکے نقش قدم پر چل رہے ہو..؟؟"

فرحانہ بیگم کے اس گہرے وار پر اس نے تڑپ کر انہیں دیکھا۔

"عائشہ کو نیازی ہاؤس میں رکھنے کا فیصلہ آپکا تھا امی..!" چبا چبا کر کہتا وہ کوئی سخت بات کہتے کہتے رک گیا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ ماں کے سینے میں دھڑکتا دل آج بھی باپ کی وفائی کے زخموں سے چور ہے..

"ہاں بالکل، وہ فیصلہ میرا ہی تھا کیونکہ مجھے اپنی پرورش پر بہت مان تھا.. مگر تم نے میرا مان، میرا  
بھروسہ اور میری بہو کا دل توڑ کر ثابت کر دیا ہے کہ تم احمر نیازی کی اولاد ہو.. تمہاری رگوں میں  
ایک بے وفامرد کا خون ہے.. اُس خون نے رنگ تولانا ہی تھا..!" وہ تاک تاک کر نشانے لگا رہی  
تھیں..

برداشت کی شدت سے زین کا چہرہ سرخ انگارہ بن گیا۔ جبکہ وہ پرسکون بیٹھیں اسکا چہرہ دیکھ رہی  
تھیں جو ہو بہو احمر نیازی جیسا ہی خوبصورت تھا..

"مجھے بدکردار کہنے سے پہلے جا کر اپنی بہو سے پوچھیں جس نے مجھے پل پل اذیت میں مبتلا کیے رکھا۔  
کالج میں اپنے کلاس فیلو سے عشق معاشقہ رہ چکا ہے اسکا.. اپنی آنکھوں سے کتنی بار اُن دونوں کو  
ساتھ دیکھ چکا ہوں.. اُس سے پوچھا بھی تھا مگر صفائی سے جھوٹ بول دیا اس نے.. میں نے کئی بار  
انگور کیا مگر وہ نکاح کے بعد بھی اُس سے ملتی رہی ہے.. اب بس ہو چکی ہے میری۔ نہیں برداشت  
ہوتا اسکا وجود مجھ سے...!" وہ پھٹ پڑا.. کب سے سینے میں چھپایا ہوا زہر آج اس نے انکے سامنے  
اگل دیا تھا۔

فرحانہ بیگم گنگ رہ گئیں۔

انہوں نے ایک پل کو بیٹے کا درد بھرا چہرہ دیکھا پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے دوبارہ گویا ہوئیں..



"تو تم نے کیا کیا زین..؟؟ اسکا افیر تو رخصتی سے پہلے تک تھا.. تم نے تو بیوی کی موجودگی میں غیر عورت کے ساتھ رسم و راہ بڑھائے ہیں.. تمہاری بیوی تمہارے کمرے میں تمہاری آنکھوں کے ہر پل سامنے موجود ہے، مگر اُسے نظر انداز کر کے تم عائشہ کے پیچھے بھاگ رہے ہو..؟؟ حساب تو برابر کر دیا تم نے..؟؟ بلکہ جتنا بنتا تھا اُس سے زیادہ کر چکے ہو تو اب کیوں برداشت نہیں ہے وہ تمہیں..؟؟؟" وہ اس کے چہرے پر آتے ایک ایک رنگ کو پرکھ رہی تھیں.

"میں نے کچھ نہیں کیا، ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہم دونوں صرف اچھے کزنز ہیں اور شاید دوست بھی اور بس..!!" زین نے انہیں صفائی دی...

"پھر تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لاروش اور وہ لڑکا جسکی تم بات کر رہے ہو، وہ دونوں بھی محض دوست ہی ہوں..!!" انہوں نے برجستہ جواب دیا.

"ایسا نہیں ہے، میں نے خود اُسے کتنی بار اُس لڑکے کے ساتھ ریسٹورنٹس میں دیکھا ہے..!!" وہ اپنے موقف پر ڈٹا ہوا تھا.

"یہ بات تو تم بتا چکے ہو میرے شیر، یہ بتاؤ کہ کس حالت میں دیکھا ہے تم نے اُن دونوں کو..؟؟ کیا جس طرح عائشہ تمہارے گلے کا ہار بنی رہتی ہے بالکل ویسے دیکھا ہے تم نے لاروش کو..؟؟ بلکہ نہیں عائشہ تو تمہاری اچھی دوست ہے ناں.. تو مطلب عائشہ والی نزدیکی سے بھی کچھ زیادہ..؟؟، ہممم...؟؟؟ کیا...؟؟؟ کیا دیکھا کیا ہے تم نے یہ بتاؤ ناں مجھے..؟؟؟"

انکے سوال کرنے پر اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا ..

"نہیں بس .. ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے دیکھا ہے ..!" سر جھکاتے ہوئے اس نے سچائی کا مظاہرہ کیا ..  
فرحانہ بیگم طنزیہ مسکرائیں .

"تو پھر تمہیں کیوں لگا کہ اُس لڑکے اور لاروش کا کوئی افئیر ہے ..؟؟"

انکے سوالات پر وہ زچ ہو رہا تھا ..

"کیونکہ میں نے خود اُس لڑکے اور مریم کی باتیں سنی ہیں، وہ مریم سے کہہ رہا تھا کہ لاروش نے اس کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔" کہہ کر اس نے سختی سے لب بھینچ لیے ..

"کیا تم نے لاروش کو کبھی مریم سے ایسا کچھ کہتے سنا ہے کہ اس نے کسی لڑکے سے بے وفائی کی ہے ..؟؟" انکا ہر سوال اسے دھچکے لگا رہا تھا .. دل کے اندر کہیں سکون اتر رہا تھا مگر انا بلبلا رہی تھی .  
"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں امی ..؟؟ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ میں لاروش پر شک کرنے کی غلطی کر چکا ہوں ..!" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا ..

"نہیں .. میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم اپنی پاکباز بیوی کی طرف سے غلط فہمی کا شکار ہو ..!!" فرحانہ بیگم  
اب بات کا اختتام چاہتی تھیں جبکہ زین اب اس گرہ کو سلجھانا چاہتا تھا۔ انکی باتیں اسکا دل دھڑکا گئی تھیں .

"اور .... اگر میں غلط نہ ہوں تو ..؟؟ وہ غلط ہوئی تو ..؟؟" وہ الجھا الجھا سا اُن سے پوچھ رہا تھا .

وہ بیٹے کی حالت پر مسکرائیں..

"اس" تو "کا جواب تمہیں خود ڈھونڈنا چاہیے زین.. خود سے پوچھو.. ورنہ جہاں تک میں جانتی ہوں تم نے شروعات میں ہی غلط بیانی کی ہے.. غلط کہا ہے تم نے کہ تم اسے برداشت نہیں کر سکتے، حقیقت یہ ہے کہ تم لا روش سے مزید بے نیازی نہیں برت پا رہے.. اور وہ لڑکا، تم دونوں کے درمیان غلط فہمی بنا کھڑا ہے.. اور تم میرے بیٹے اپنی انا کی جنگ میں اپنی محبت ہارنے پر تئلے ہوئے ہو، بہتر یہی ہے کہ اب تم ہوش کے ناخن لو.. بہت ہو چکا..!" فرحانہ بیگم نے بہت اچھے سے اسکی الجھن سلجھانے کی کوشش کی تھی.

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں..؟؟" لہجہ ٹوٹے کا نچ سا زخمی تھا. سیاہ آنکھیں خون چھلکتی لگ رہی تھیں. شفاف پانی کا ایک قطرہ اسکے گال پر پھسلا تھا اور بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہو گیا. فرحانہ بیگم ہولے سے مسکرائی تھیں اور آگے بڑھ کر اسکی کشادہ پیشانی چوم لی.

"یہ جو تمہاری آنکھیں ہیں نا زین.. یہاں ایک آگ جلتی دیکھی ہے میں نے، یہی محبت ہے میری جان..!" اپنے کمزور ہاتھوں کے پیالے میں اسکا توانا چہرہ بھر کر وہ نرم لہجے میں بولیں.

"امی مجھ سے برداشت نہیں ہوتا.. یہ سوچ ہی تکلیف دیتی ہے کہ وہ مجھ سے پہلے کسی اور سے..!!!"

انکے ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے ہوئے وہ تکلیف سے بولا..



"تو معاف کر دوزین.. مرد کم ظرف ہوتا ہے، مگر محبت بہت با ظرف ہوتی ہے.. جیسا تم نے سوچا  
اگر ویسا ہے بھی، تو تم اپنی محبت کی خاطر اُسے معاف کر دو.. مگر میں تو یہی کہوں گی کہ ایک بار اُس  
سے بات کلتیر کر لو.. رہی بات لاروش کی فیلینگز کی تو آئی تھنک شی لوزیو.. میں نے اُسے تمہارے  
لیے پل پل بے چین ہوتے ہوئے دیکھا ہے.. روتے بلکتے ہوئے دیکھا ہے مگر وہ بہت مضبوط لڑکی  
ہے، کبھی مجھ سے تمہاری شکایت نہیں کی..!" انہوں نے ایک آخری کیل بھی نکال دی تھی..  
زین نے پرسکون ہو کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔ فرحانہ بیگم بھی مطمئن سی اپنے کمرے کی طرف  
بڑھیں۔ پھر اچانک رکیں اور آنکھیں موندے بیٹھے زین کی جانب دیکھا..  
"تمہاری بی جان چاہتی ہیں کہ اب مجھے بھی بی جان کہنے والا کوئی ہونا چاہیے..!"  
انکی بات پر زین نے بوجھل آنکھیں کھولیں اور انکے مسکراتے چہرے کو دیکھا..  
"امید ہے میری بات سمجھ چکے ہو تم..؟؟" انہوں نے شرارتی نگاہوں سے زین کو دیکھا..  
وہ ہولے سے ہنس دیا.. جبکہ فرحانہ بیگم اپنے کمرے میں چلی آئیں..



کل شام تک اسے ہلکا ہلکا بخار محسوس ہوا تھا مگر وہ لا پرواہی سے کچن میں لگی رہی۔  
رات کا کھانا انہوں نے ہمیشہ کی طرح بی جان کے کمرے میں ہی کھایا تھا۔ پھر زین تو کافی دیر اُن کے  
پاس بیٹھا رہا جبکہ لاروش اور فرحانہ بیگم اپنے کمروں میں چلی آئیں.. اسکا سر بھاری بھاری ہو رہا

تھا آنکھیں الگ جل رہی تھیں۔ زین کا انتظار کیے بغیر وہ سو گئی تھی اور اب جب اسکی آنکھ کھلی تھی تو وہ بُری طرح بخار میں پھنک رہی تھی مگر کسی کو بھی اس بابت علم نہ تھا۔ بھاری ہوتے سر کو ہاتھوں میں تھام کر وہ اُٹھ کر بیٹھی اور دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا جسکا چھوٹا ہندسہ صبح کے چھ بج رہا تھا۔

لاروش نے اپنے بائیں جانب نگاہ کی جہاں زین کی غیر موجودگی اسکے لیے حیرت کا باعث تھی۔ شادی کے بعد سے اب تک وہ ایک بار بھی یوں رات بھر غائب نہیں رہا تھا کیونکہ بائیں جانب کی بے شکن چادر اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ زین رات کو کمرے میں نہیں آیا تھا۔ تھکن زدہ وجود لیے وہ دوبارہ لیٹ گئی۔

اگلے چند پلوں میں زین کے بارے میں سوچتے سوچتے وہ دوبارہ غنودگی میں چلی گئی۔ تقریباً آٹھ بجے کے قریب وہ بیڈ روم میں آیا تو لاروش کو بے ترتیبی سے بیڈ پر سوتا پایا۔ اس نے کچھ حیرت سے اسکے غافل وجود کو دیکھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ لاروش فجر کے بعد نہیں سوتی تھی۔

چھوٹے چھوٹے قدم زمین پر رکھتے ہوئے وہ اسکے قریب آیا تھا۔ گلابی گال سوتے میں بھی سرخ لگ رہے تھے۔ الجھے بکھرے بال اور شکن آلود لباس.. وہ کافی ابتر حلیے میں تھی۔

زین کو پچھتاؤں کے ناگ ڈسنے لگے.. ملال تھا کہ بڑھنے لگا۔ چاہنے کے باوجود وہ اسے چھونے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔ ایک محبت بھری نگاہ اُس پر ڈال کر وہ پلٹا تھا پھر الماری سے سوٹ نکال کر واش روم میں گھس گیا۔

ٹھیک نوبے وہ ناشتہ کیے بغیر آفس کے لیے نکل چکا تھا۔

فرحانہ بیگم نے ناشتے کی بابت دریافت کیا تو وہ انہیں ٹال گیا۔ البتہ لا روش کے بارے میں انہیں مطلع کرنا نہیں بھولا تھا کہ شاید اسکی طبیعت خراب ہے۔

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ کچھ دیر تو بی جان کے پاس بیٹھی رہیں پھر لا روش کی خیریت دریافت کرنے کے لیے اسکے بیڈ روم کی جانب قدم بڑھائے کیونکہ وہ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔



وہ لنچ ٹائم گھر آنے کے ارادے سے آفس سے باہر نکلا تھا۔ پارکنگ سے گاڑی نکال رہا تھا کہ اچانک وہ سامنے آئی تھی۔ زین نے فوراً بریک لگائی اور باہر نکل آیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے عائشہ؟؟؟" وہ اپنے سامنے کھڑی اُس حسینہ سے مخاطب ہوا جس نے اسکا ایمان ڈمگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ وہ ایک ادا سے مسکرائی۔

"جب تم مجھے وقت نہیں دو گے اور مجھے بار بار اگنور کرو گے تو میں یہی کرونگی ناں!!" کندھے

اچکاتے ہوئے وہ بے نیازی سے بولی۔



"ایسا کچھ نہیں ہے، میں بھلا تمہیں کیوں اگنور کرونگا.. تم خود ہی پچھلے دو دنوں سے شوٹ پر تھیں، تو میں تمہیں کیسے وقت دیتا..؟؟" اس نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے گاڑی کی طرف رخ موڑا اور پلٹ کر چلتے ہوئے گاڑی میں جا بیٹھا۔ وہ بھی تیزی سے بھاگی اور اسکے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔  
"ویسے اگر تم چاہتے تو کال بھی کر سکتے تھے مجھے..؟؟" عائشہ نے ہلکی سی خفگی دکھائی۔

زین نے ایک سنجیدہ نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی۔  
"تمہیں پتہ ہے کہ مجھے کسی کو ڈسٹرب کرنا پسند نہیں ہے..!"  
زین کے جواب پر اس نے ایک ادا سے اپنی بھنورا آنکھیں پھیلائی تھیں پھر لاڈ جتاتے ہوئے بولی..  
"میں کسی نہیں ہوں زین...!!!" اسکے وجیہہ چہرے کو آنکھوں میں سموتے ہوئے وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔

زین کو شدید کوفت ہوئی۔ اس نے ناگواری سے سڑک پر نگاہ جمائی اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔  
"کہاں ڈراپ کروں تمہیں..؟؟" اس نے عائشہ سے پوچھا جو اپنے ناخنوں پر لگی کیو ٹکس کو چھیڑ رہی تھی۔

"کہیں بھی نہیں.. بس یو نہی گاڑی چلاتے رہو.. آج لانگ ڈرائیو کا موڈ ہو رہا ہے میرا.. کیا خیال ہے لانگ ڈرائیو ہو جائے..!" اس نے اپنا پلان بتایا..

مگر زین کا دل لاروش کی طرف اٹکا ہوا تھا۔

"آئی ہیونو موڈ ٹو ڈرائیو...!" اس نے آرام سے جواب دیا۔ مگر مقابل بھی عائشہ تھی۔ وہ پہلے گھر ہی گئی تھی اور جانتی تھی کہ لاروش کو بخار ہے اور ڈرائیور کی غیر موجودگی کے باعث فرحانہ بیگم زین کے انتظار میں ہی بیٹھی ہیں۔ سو اس نے فوراً لبوں پر مسکراہٹ سجائی تھی اور نرمی سے گویا..

"اگر تمہارا موڈ نہیں ہے تو تم میری جگہ آ جاؤ میں خود ڈرائیو کر لیتی ہوں.. آج میرا دل چاہ رہا ہے کہ پہلے لانگ ڈرائیو اور پھر ساحل سمندر مگر افسوس.. یہ کراچی نہیں ہے جو میں اپنی دوسری ویش پوری کر سکوں۔ مگر پہلی تو کی جاسکتی ہے ناں..؟؟" اس نے پر امید نظروں سے زین کی جانب دیکھا۔ وہ لب بھینچ گیا.. پھر گاڑی روکی اور نیچے اتر گیا.. عائشہ بھی پر سکون سی اسکے پیچھے ہی اتر آئی۔ گاڑی میں ڈیش بورڈ پر رکھا موبائل بجنے لگا تھا مگر گاڑی کے دروازے بند ہونے کے باعث آواز زین تک نہیں آئی تھی۔ ہوا سے لہراتے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے وہ آتے جاتے کتنے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔

"کیا ہوا...؟؟؟ ایسے گاڑی کیوں روک لی..؟؟" زین گاڑی کے بونٹ پر جا بیٹھا تھا، وہ ٹھیک اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"تم واپس کب جا رہی ہو..؟؟" زین نے پوچھا۔

"کہاں..؟؟" وہ انجان بنی۔

"کراچی..!!" زین نے نگاہ پھیرتے ہوئے کہا۔

"میری یہاں موجودگی تمہیں بری لگ رہی ہے زین۔؟" وہ فوراً افسردہ ہوئی۔

"میں نے ایسا کب کہا..؟" وہ ہنوز سنجیدہ تھا۔

"تو پھر پوچھا کیوں۔؟"

"ویسے ہی..۔" زین نے کندھے اچکائے۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا تھا زین۔؟؟" عائشہ چڑ گئی۔

"کیا۔؟؟" وہ انجان تھا۔

"یہی کہ یہاں گاڑی کیوں روکی ہے..؟؟" وہ بولی۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے..!!" زین نے دوستانہ انداز اپنایا۔

"تو کسی ریسٹورنٹ کے سامنے روکناں گاڑی.. یہاں تو صرف ہوا ہے، اور ہوا کھانے سے پیٹ نہیں

بھرتا یا را..!!" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

زین بھی ہولے سے مسکرا دیا۔

"چلو آؤ کسی ریسٹورنٹ میں لنچ کرتے ہیں.. بلکہ اب تو لنچ ٹائم بھی نکل چکا ہے، مگر خیر ہے.. آ جاؤ

میں گاڑی ڈرائیو کرتی ہوں۔" اسکے ہاتھ سے گاڑی کی چابی لیتے ہوئے وہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف

آ گئی۔

تھکے تھکے قدم اٹھاتا وہ دوسری طرف آ کر بیٹھ گیا۔ عائشہ نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔



"میرا گھر جانے کا ارادہ تھا عائشہ..!!" ڈیش بورڈ سے موبائل اٹھاتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا.. عائشہ نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اس سے چھین لیا۔

"لیکن میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے زین.. چپ چاپ بیٹھے رہو، اور اب جب تک تم کھانا نہیں کھا لیتے یہ موبائل میرے پاس ہی رہے گا..!!"

اسکا موبائل اپنی جینز کی پاکٹ میں گھساتے ہوئے اس نے دھونس جمائی۔ زین نے ٹیک لگا کر سیٹ کی پشت پر سر ٹکا لیا۔

ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں گاڑی کو بریکس لگا کر عائشہ نے اسے مخاطب کیا..

"چلو زین..!!" اس نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جو آنکھیں موندے پڑا تھا۔

اثبات میں سر ہلا کر وہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ عائشہ نے اسکے قیمتی موبائل کی سکرین ٹچ کی۔ اوپر "ماں جی" کے نمبر سے تین مسڈ کالز تھیں۔ ایک دلکش مسکراہٹ نے اسکے لبوں پر احاطہ کیا۔ ڈیش بورڈ پر موبائل رکھ کر وہ زین کی معیت میں ریسٹورنٹ کے اندر چلی آئی۔

ریسٹورنٹ کے پرسکون ماحول میں کھانا کھاتے وقت بار بار زین کا دل لاروش کی جانب کھینچ رہا تھا۔

بے دلی سے لقمے حلق مار کرتا ہوا وہ عائشہ سے بے نیاز تھا کہ سامنے بیٹھا وہ دلکش قیامت خیز وجود اسکے لیے کوئی کشش نہیں رکھتا تھا۔

عائشہ اسکی بے دل نوٹ کر رہی تھی مگر بنا جتنے اس سے باتیں کرتی رہی۔ کاؤنٹر پر بل پے کر کے جب وہ دونوں باہر نکلے تو عائشہ نے فوراً اس سے پوچھا..

"اب گھر چلنے کا ارادہ ہے یا میرا ارادہ پورا کرنے کا ارادہ ہے..؟؟" اس نے گھما کر سوال کیا تھا۔

زین کی سوچوں کا رخ کسی اور جانب تھا، اسی لیے وہ اسکی بات سمجھ نہیں سکا سو اس نے سوالیہ نظروں سے عائشہ کی طرف دیکھا۔

"لانگ ڈرائیو کی بات کر رہی ہوں بھئی..!!" عائشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

زین بیزار ہوا..

"چلو...!!" ناچاہتے ہوئے بھی جانے کیسے اسکی زبان سے یہ لفظ ادا ہوئے تھے۔

وہ چہکتی ہوئی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔ زین نے بھی پیروی کی۔ اسکے آنے سے پہلے ہی عائشہ نے اسکا

موبائل پھرتی سے دوبارہ جینز کی جیب میں رکھ لیا۔ وہ اسی لیے موبائل گاڑی میں چھوڑ گئی تھی کہ

کہیں پھر سے فرحانہ بیگم کی کوئی کال نہ آجائے.. خطرہ تو خیر اب بھی تھا سو اس نے نظر بچا کر

موبائل ہی آف کر دیا۔ پھر مطمئن سی گاڑی ڈرائیو کرتی رہی۔

شام ڈھلنے لگی تھی اور رات کے سائے اپنے پر پھیلانے لگے۔ ایک قدرے سنسان سے روڈ پر اس

نے گاڑی روک لی اور زین کی طرف گھومی۔

"چلو ناں زین واک کرتے ہیں..!!" عائشہ کی نئی فرمائش پر زین کا ضبط جواب دینے لگا۔

"میرا موڈ نہیں ہے یار.. اب بس کر دو..!" زین ٹھیک ٹھاک بد مزہ ہو رہا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں پتہ زین.. تم فوراً باہر آؤ..!" اسے حکم دے کر خود وہ گاڑی سے اتر گئی..

زین کا ازلی غصہ عود کر آیا۔ وہ تیزی سے باہر آیا اور آکر اسکا بازو دبوچا..

"میں مزید تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا عائشہ.. گاڑی کی چابی مجھے دو اور تم رہو یہیں.. میں جا رہا

ہوں۔" سرد مہری سے کہتے ہوئے اس نے عائشہ کی دوسری مٹھی میں قید چابی لینا چاہی۔ اس نے بازو

پیچھے کر کے اپنی مٹھی کمر سے لگالی۔ زین کو اسکی ان اٹھکیلیوں سے الجھن ہونے لگی۔ وہ مزید قریب

ہوا اور ایک جھٹکے سے اس سے چابی چھین لی...

"زین پلیز مت جاؤ..!" وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھی۔

"عائشہ تم کیوں ضد کر رہی ہو..؟؟ میں صبح سے گھر نہیں گیا امی پریشان ہو رہی ہوں گی.. اور میرا

موبائل بھی تمہارے پاس ہی ہے.. لاؤ موبائل بھی دو..!" اسے موبائل بھی یاد آگیا وہ گڑبڑائی۔

"پہلے تو کبھی تمہیں خالہ کی فکر کا خیال نہیں آیا زین.. آج کیسے آگیا..؟؟؟" اس نے زین کا دھیان

بٹانا چاہا تھا۔

"کم آن عائشہ.. موبائل دو میرا..!" اسکی بات کو نظر انداز کر کے زین نے دوبارہ اپنا موبائل مانگا۔

مجبوراً اسے دینا پڑا۔



"یہ تم نے آف کیا ہے عائشہ؟؟" آف موبائل کو سائیڈ سے آن کرتے ہوئے اس نے کچھ ناراضگی سے اس سے پوچھا۔

"ہاں وہ... میں نے سوچا ہم ڈسٹرب ہوں گے.. بس اسی لیے آف کر دیا تھا...!" عائشہ نے ڈرتے ڈرتے وضاحت کی۔

زین نے خشمکیں نظروں سے گھورا پھر روشن ہوتی موبائل کی سکرین کو دیکھا جہاں فیس بک اینڈیوٹیوب نوٹیفیکشنز کے علاوہ کئی میسجز تھے مگر جس چیز نے زین کی پیشانی پر تفکر کی لکیریں کھینچ دی تھیں وہ تھی فرحانہ بیگم کی چونتیس مسڈ کالز..

اس نے فوراً پیٹرن ڈراء کر کے کال لسٹ چیک کی.. وقفے وقفے سے آئی کالز زین کو تشویش میں مبتلا کر گئی تھیں.. وہ جتنا مرضی لیٹ ہو جاتا فرحانہ بیگم ایک یادو کالز ہی کیا کرتی تھیں.. اس نے فوراً انکا نمبر ڈائل کیا تھا مگر دو بیلز جانے پر بھی کال پک نہیں ہوئی تھی.. پریشانی میں اس نے لینڈ لائن نمبر ڈائل کیا تھا تبھی اُسے دھڑام سے گرنے کی آواز آئی.. موبائل کان سے ہٹا کر اس نے پلٹ کر دیکھا۔

وہ عائشہ تھی جو سڑک پر بیٹھی اپنے پاؤں کو پکڑے رو رہی تھی.. جب زین نے موبائل چیک کرنا شروع کیا تبھی عائشہ نے ہمت کر کے اپنا بایاں پاؤں جو کہ ہائی ہیل سینڈلز میں مقید تھا، تھوڑا سا موڑا

اور جسم کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے خود کو گرا لیا۔ نتیجتاً اسے پاؤں میں شدید تکلیف اٹھتی محسوس ہوئی مگر کیونکہ یہی اسکا مقصد تھا اسی لیے وہ آرام سے بیٹھ کر رونے لگی۔

حسب توقع زین فوراً اسکی طرف متوجہ ہوا تھا اور اسے روتا دیکھ اسکے قریب آیا تھا۔  
"آریو اوکے عائش..؟؟" وہ فکر مندی سے بولا.. دوسری جانب بیل جا رہی تھی..

"ایم ناٹ اوکے زین بہت درد ہو رہا ہے..!" وہ روتے روتے بولی۔

"کہاں ہو رہا ہے درد... ہوا کیا ہے..؟؟"

"پاؤں مڑ گیا ہے بہت درد ہو رہا ہے.. تم پلیز مجھے ہاسپٹل لے چلو..!" اسکا شانہ تھامتے ہوئے وہ تکلیف سے بولی۔

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ اتنی لمبی ہیل پہنو..؟" وہ جھنجھلا گیا۔

"زین تم مجھے ڈانٹ رہے ہو اور یہاں تکلیف سے میری جان نکلے جا رہی ہے..!" وہ بھرائی آواز میں خفگی سے بولی۔

زین نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے اسے تھام کر کھڑا کرنا چاہا.. وہ کراہتی ہوئی بمشکل گاڑی تک آئی تھی۔ اسے پچھلی سیٹ پر بٹھا کر زین نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

اچانک موبائل کا خیال آیا تو موبائل کی سکرین دیکھی۔ کال پچھلے تیرہ منٹ سے چل رہی تھی۔ زین نے فوراً فون کان سے لگایا۔

"ہیلو...؟" وہ اپنے مخصوص بھاری لہجے میں بولا تھا۔ دوسری طرف سے بنا کچھ کہے لائن کاٹ دی گئی تھی۔ ایک تھکا ہوا آنسو لاروش کی آنکھ سے نکلا تھا۔ کیا اسکے نصیب میں رونا ہی رہ گیا ہے...؟؟ وہ خود سے پوچھ رہی تھی۔ زین کے انتظار میں اس نے ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکار کر دیا تھا مگر جب کئی بار کالز کرنے کے باوجود جب زین نے کال پک نہ کی اور وہ گھر بھی نہ آیا تو شام میں فرحانہ بیگم اسے زبردستی قریبی کلینک ہی لے گئی تھیں۔ ڈاکٹر نے بخار کی وجہ بہت زیادہ کمزوری بتائی تھی۔ کلینک سے ہو آنے کے بعد بھی لاروش اسکے انتظار میں اپنے کمرے میں چکر کاٹتی رہی۔ فرحانہ بیگم اسکے لیے دلیہ لے کر آئیں تو اسکی بے چینی پر آہ بھر کر رہ گئیں۔ بیٹے کی لاپرواہی پر شرمندہ سی تھیں... پھر انہوں نے اسے بٹھا کر پیار سے سمجھایا اور اسے دلیہ کے بعد دو اکل کر آرام کرنے کا کہہ کر اسکے کمرے سے چلی آئیں۔ مگر لاروش کو کسی کل چین نہیں آ رہا تھا۔ اُسے زین کی فکر تھی کہ جانے کہاں کس حال میں ہوگا، ورنہ وہ فرحانہ بیگم کی پہلی ہی کال پک کر لیتا تھا۔ اسکی سلامتی کی دعائیں کرتی وہ جاگ رہی تھی۔ تقریبات کے نو بجنے والے تھے جب لینڈ لائن پر بیل ہوئی۔ لاروش کا دل دھڑکا۔ وہ بخار میں تپتا وجود لیے تقریباً بھاگتے ہوئے لاؤنج میں آئی تھی اور فوراً ریسپورکان سے لگایا تھا۔ "زین بہت درد ہو رہا ہے..!" سپیکر سے عائشہ کی تکلیف زدہ آواز ابھری۔ اسکا دھڑکتا دل ایک پل کو ساکت ہو گیا۔ لاروش نے ریسپورپر گرفت سخت کر دی۔



"کہاں درد ہو رہا ہے.. ہوا کیا ہے..؟؟" سپیکر سے ابھرتی زین کی متفکر آواز اسکے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر گئی۔

آنکھیں میچ کر اس نے اُن دونوں کی گفتگو سنی تھی۔ کچھ دیر کے لیے دوسری طرف خاموشی چھائی رہی پھر زین کی بھاری دلکش آواز ابھری ..

"ہیلو....!"

لاروش نے بنا کچھ بولے لائن کاٹ دی اور اُلٹے پیروں کمرے میں واپس چلی آئی۔ برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی۔

صبر کا محل جو اس نے اپنے پورے وجود میں تعمیر کر لیا تھا آج وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ آنسو اب بھی آنکھوں سے بہہ رہے تھے مگر اس نئی میں لاروش کا سارا صبر بہہ رہا تھا۔ زین کے لیے جذبات بہہ رہے تھے۔ وہ خود کو زین سے جدا کرنے کا فیصلہ کر رہی تھی.. یہ فیصلہ جان لیوا تھا مگر اب ضروری ہو چکا تھا کہ وہ زین اور عائشہ کے راستے سے ہٹ جاتی..

روتے بلکتے جب وہ تھک گئی تو جیسے کسی فیصلے پر پہنچ کر اس نے زین کا نمبر ڈائل کیا.. ایک تو اسے پہلے ہی بخار تھا اُس پر مزید وہ بہت روچکی تھی، بس کسی بھی وقت ڈھے جانے والی تھی مگر یہ اسکی اندرونی ہمت اور ضبط تھا کہ وہ برداشت کیے زین کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ بیل جا رہی تھی۔ تیسری بیل پر سپیکر سے عائشہ کی دلکش آواز ابھری ۔

"ہیلو..!" اس آواز نے لاروش کے جلتے جسم کو جھلسا کر رکھ دیا تھا۔

"زین کہاں ہیں..؟؟ زین سے بات کروائیں میری..!" خود کو کمپوز کر کے وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

عائشہ اسکا تحکم بھرا لہجہ سُن کر خوب محظوظ ہوئی۔ مسکراہٹ دبا کر انجان بنتے ہوئے بولی ..

"آپ کون..؟؟" عائشہ کے سوال پر لاروش کا دل کیا وہ گھٹیا لڑکی اسکے سامنے آجائے اور وہ اُسکا منہ

نوج ڈالے ..

"پہلے آپ بتائیں محترمہ کہ آپ کون ہیں اور کس بیچ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں جو رات کے اس

پہر ایک شادی شدہ مرد کا موبائل آپکے پاس ہے اور آپ اُسی کی بیوی سے آپ بے شرموں

کی طرح پوچھ رہی ہیں کہ وہ کون ہے..؟؟" لاروش تمسخرانہ ہنسی ہنس دی۔

عائشہ کے تن بدن میں اسکی یہ بات آگ لگ گئی۔ سلگ کر بولی ..

"اپنی زبان کو لگام دو لاروش.. عائشہ بات کر رہی ہوں میں.. اور موبائل تمہارا شوہر خود میرے ہاتھ

میں دے کر گیا ہے.. پہلے اسے لگام ڈالو پھر مجھے کچھ الزام دینا..!" وہ دھیمے لہجے میں غرائی۔

اسکی بات پر وہ جانے کتنے ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی تھی مگر لہجے کو ڈگمگانے نہیں دیا ..

"ارے عائشہ آپی آپ ہیں، سوری مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ ہیں ورنہ آپکے لیے بیچ خاندان والا

ورڈ کبھی یوز نہ کرتی، بلکہ بیچ ترین خاندان کا ورڈ یوز کرتی..!" سکون سے کہہ کر لاروش مسکرائی تھی

پھر اس سے پہلے کہ عائشہ آگے سے کوئی بکواس کرتی لاروش نے کال ڈسکنکٹ کر دی جبکہ دوسری جانب عائشہ توہین کے احساس سے لال بھبھو کا ہوئی جا رہی تھی..

ڈاکٹر نے اسکے پاؤں کی ڈریسنگ کر دی تھی.

زین ڈسچارج سلیپ بنوانے گیا تھا اور جلدی میں اپنا موبائل اسکے پاس ہی چھوڑ گیا تھا اور نتیجتاً لاروش کی کال عائشہ نے پک کی تھی. سلیپ بنوا کر وہ عائشہ کے پاس جا رہا تھا کہ اچانک مریم اسکے سامنے آئی تھی. روئی روئی آنکھیں اجڑا حلیہ.. وہ قابل رحم لگ رہی تھی.

"مریم آریو اوکے.. تم اس وقت ہو اسپتال میں کیا کر رہی ہو؟ آنٹی ٹھیک ہیں..؟؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا.

"امی کی طبیعت اب بہتر ہے.. میں انھی کو لے کر یہاں آئی تھی.. آج شام میں انکابی پی شوٹ کر گیا تھا.. مگر الحمد للہ اب وہ ٹھیک ہیں..!" مریم نے آہستگی سے بتایا مگر وہ دکھ بھری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہی تھی.

"اگر آنٹی ٹھیک ہیں تو پھر تم روکیوں رہی ہو گڑیا..؟؟" زین الجھ گیا..

"آئیے میرے ساتھ..!" اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ ایک کوریڈور کی طرف بڑھی پھر کوریڈور کے اختتام پر ایک کمرے میں داخل ہو گئی.. اندر ایک اور کمرہ تھا جسکی گلاس والز سے اندر مشینوں مین جکڑا وجود صاف نظر آرہا تھا..



زین نے کچھ حیرت سے اور اجنبیت سے بیڈ پر لیٹے اس نحیف وجود کو دیکھا ..

"یہ...!" زین نے مریم کی جانب دیکھا ..

"اگر آپ اسے پہچان سکیں تو یہ مغیز ہے....!" ایک آنسو اسکے گال پر لڑھکا تھا.

زین نے حیرت سے دوبارہ اُس لڑکے کو دیکھا جسکا آدھا چہرہ بری طرح جھلسا ہوا تھا، جسم انتہائی کمزور ہو چکا تھا ایسے جیسے کوئی ستر سالہ بوڑھا .

"یہ ہمارے کالج کا وہ لڑکا تھا جس کی ہانٹ پر لڑکیاں مرتی تھیں.." مریم بولنا شروع ہوئی .

"اسکی مسکراہٹ اتنی پیاری تھی کہ جسے ایک بار مسکرا کر دیکھ لیتا وہ اسکا ہو جاتا.. جانے کیسے اسکی

نگاہ لا روش پر پڑ گئی.." وہ ایک پل کور کی.. زین بول پڑا ..

"تم مجھے یہ سب کیوں بتا رہی ہو..؟؟" زین کا لہجہ سرد تھا.. مگر مریم نے اسکی بات ان سنی کر دی اور اپنی بات جاری رکھی .

"یہ روزانہ لا روش کے آس پاس رہنے لگا مگر لا روش لاعلم تھی. تقریباً دو مہینے تک یہ سب چلتا رہا کہ

جہاں میں لا روش اور رعنا ہوتے وہیں مغیز پہنچ جاتا.. میں نے اور رعنا نے لا روش کو اسکی موجودگی کا

احساس دلایا تو پہلے تو وہ حیران ہوئی اور پھر سر جھٹک کر کہہ دیا "میری بلا سے"..." وہ ایک بار پھر

رکی ..

زین مکمل طور پر متوجہ تھا ..

"غرض یہ کہ پھر مغیز نے ہر ممکن کوشش کر لی مگر لاروش کو اپنے جال میں نہ پھنسا سکا، اسکی وجہ شاید یہ تھی کہ لاروش کے دل پر پہلے ہی کسی اور کا قبضہ ہو چکا تھا.."

مریم کی آخری بات پر زین کا دل دھڑک اٹھا..

"خیر وقت گزر تا رہا اور مغیز مزید دیوانہ ہو تا رہا مگر لاروش کی ناں، ہاں میں نہیں بدلی.. پھر رعنا کی شادی کے ساتھ ہی آپکی اور لاروش کی بات بھی طے پا گئی.. جب یہ بات مغیز کو پتہ چلی تو وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا، اس نے لاروش کو کافی انسٹ کیا کہ وہ اسکے لیے مان جائے.. وہ لاروش سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر لاروش نہیں مانی، نتیجتاً مغیز ضد پر اتر آیا.."

زین کا دماغ شل ہونے لگا.

"لاروش کو مجھ سے شکریہ کرنا چاہیے تھا.. "وہ تاسف سے بولا.."

"وہ آپ سے ڈرتی تھی..، "مریم نے زین کے سنجیدہ چہرے پر ایک نگاہ ڈالی اور پھر سے بولنے لگی .

"آپکے اور لاروش کے نکاح کی خبر میں نے اسے دی تھی تاکہ مغیز لاروش کا پیچھا چھوڑ دے.. یہ رعنا

کے ولیمے کی بات ہے، میرے گھر سے کال آئی تھی میں سننے کے لیے ہال سے باہر نکلی تو وہ بھی

میرے پیچھے آگیا، وہ جانتا تھا کہ آپ اسکے پیچھے آرہے ہیں اسی لیے اس نے مجھ سے گھما پھرا کر

اس طرح بات کی کہ آپکے دل میں شک پیدا کر سکے.. اور افسوس کہ وہ ایسا کرنے میں کامیاب رہا اور

میں اور آپ دونوں انجان تھے..!"مریم کی آنکھ پھر سے بھر آئی.

زین نے شرمندگی سے سر جھکا لیا ..

"جس رات مغیز نے سڈنی جانا تھا اس دن ہمارا لاسٹ پیپر تھا۔ لاروش کا ڈرائیور لیٹ تھا۔ مغیز نے اس بات کا فائدہ اٹھایا اور لاروش کو زبردستی گاڑی میں بٹھا کر لاروش سے آخری بار بات چیت کرنے پر زور دیا۔ صدا کی ڈرپوک لاروش کالج میں تو شیرنی بنی پھرتی تھی مگر اس دن اسکی بات ماننے پر مجبور ہو گئی۔ مغیز اسے ایک ریسٹورنٹ میں لے گیا اور اپنی ساری کارستانی بتائی کہ کیسے اس نے آپ دونوں کے درمیاں شک کی دیوار کھڑی کی ہے۔ سب سن کر لاروش رونے لگی اور اسے برا بھلا کہنے لگی اور تبھی آپ وہاں آ گئے۔ اور باقی سب جو بھی وہاں ہوا وہ آپ جانتے ہی ہیں!" ..

تکلیف کی انتہا کسے کہتے ہیں کوئی اس پل زین احمر نیازی سے پوچھتا۔ تین ماہ وہ اپنی زندگی سے دور رہا تھا۔ تڑپتے ہوئے، سلگتے ہوئے بتایا تھا اس نے ایک ایک دن ...

ایک ایک پل ...

جبکہ مریم اب کہہ رہی تھی ..

"آپ سے ہڈیاں تڑوانے کے بعد بھی یہ باز نہیں آیا، سڈنی تو نہیں جا پایا مگر لاروش کا غم غلط کرنے کے لیے اس نے یہیں ایک بیرسٹر کی لڑکی کو پھانس لیا۔ تین ہفتے اسکے ساتھ وقت گزاری کر کے اسے چھوڑ دیا مگر اس امیر باپ کی بگڑی ہوئی اس بیٹی نے مغیز کو معاف نہ کیا اور اسکے چہرے پر تیزاب ڈال کر خود ملک سے باہر چلی گئی، یہ پچھلے دو ماہ سے یہاں اس ہاسپٹل میں تڑپ رہا ہے۔ اپنی



جھلسی ہوئی شکل دیکھ کر یہ آدھا پاگل ہو چکا ہے، اسکے فادر چاہتے ہیں کہ اسکو علاج کے لیے فارن کنٹری لے جائیں مگر یہ کسی صورت نہیں مانتا.. جب بھی اپنا چہرہ دیکھتا ہے تو لاروش کو نہیں.. آپکو یاد کرتا ہے.. میں تو آج بائے چانس امی کو لے کر اس ہاسپٹل میں آئی تھی مگر یہاں آکر مغیز سے ملاقات ہو گئی.. مجھے دیکھ کر اس نے بالکل نارملی بی ہیو کیا اور ساری بات مجھے بتا کر رونے لگا.. ڈاکٹر ز حیران تھے کہ دو مہینوں سے ابنار مل بنایہ مریض آج نارملی کیسے بات کر سکتا ہے.. میں نے مغیز کو پورا یقین دلایا ہے کہ آپ اور لاروش اسے معاف کر دیں گے... مجھے نہیں پتہ تھا کہ قسمت مغیز پر یوں مہربان ہو جائیگی کہ آپ آج ہی یہاں آجائیں گے... آپ پلیز اسکو معاف کر دیں.. اسکو اپنے کیے کی سزا مل چکی ہے زین بھائی.. پلیز آپ معاف کر دیں اسے..!" وہ نم آنکھوں سے التجا کر رہی تھی.

زین کی اپنی آنکھیں بھی جلنے لگیں..

"معاف کرنا بہت مشکل ہے مریم... دعا کرو میری لاروش مجھے معاف کر دے.. اگر اس نے مجھے معاف کر دیا تو میں بھی اسے معاف کر دوں گا..!" کہہ کر زین نے گیلی ہوتی پلکیں جھپکی تھیں اور وہاں سے پلٹ گیا..

مریم نے افسردگی سے مغیز کی جانب دیکھا جو شیشے کے اس پار جانے کتنے عرصے بعد ایک پرسکون نیند سو رہا تھا.

زین کی گاڑی کا مخصوص ہارن سن کر اسکے چلتے پاؤں رکے تھے.. شل ہوتی ٹانگوں اور ٹوٹے وجود کو بیڈ پر گراتے ہوئے وہ ایک پل کو پرسکون ہوئی تھی پھر جلتی ہوئی انگارہ آنکھیں کھول کر ہولے سے مسکرائی تھی.

ایک زہر خند بے درد مسکراہٹ!..

بیڈ پر پڑا دوپٹہ شانے پر ڈال کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی.. کمزوری کے باعث ٹانگیں کانپ رہی تھیں قدم لڑکھڑاہے تھے..

وہ لاؤنج میں آئی تو فرحانہ بیگم کو پہلے سے ہی وہاں موجود پایا.. دل میں ایک اطمینان اتر اترتا دیوار سے ٹیک لگائے وہ زین کی منتظر تھی.. تبھی وہ عائشہ کو خود سے لگائے وہاں آیا تھا. ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالے دوسرے میں اسکا ہاتھ تھام کر وہ اسے سہارا دیے چل رہا تھا. وہ زین اور اپنے راستے الگ کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی مگر ہائے یہ محبت.. اُن دونوں کو ساتھ دیکھ کر آنکھوں سے نمکین پانی بہنے لگا جس سے انجان وہ ساکت نظروں سے زین کو دیکھ رہی تھی جسکا چہرہ بے تاثر تھا.

تبھی زین کی نگاہ بھی پہلے فرحانہ بیگم پر اور پھر روتی ہوئی لاروش پر پڑی. اسکا ارتکا زین کو زوردار تھپڑ سے ٹوٹا تھا جو فرحانہ بیگم نے اسکے گال پر مارا تھا.

عائشہ نے سہم کر انکا یہ جلالی روپ دیکھا.. زین کو تھپڑ مار کر وہ اسکی طرف متوجہ ہوئیں..

"کمرے میں جاؤ تم..!" وہ شاید زندگی میں پہلی بار اتنی زور سے چلائی تھیں۔

عائشہ فوراً زین سے دور ہوئی تھی پھر دیوار کا سہارا لے کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ انہوں نے زین کی طرف رخ موڑا جو ساکت نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا..

"تم ایک انتہائی لاپرواہ اور غیر ذمہ دار انسان ہو.. تم اس قابل ہی نہیں تھے کہ تمہاری شادی کی جاتی زین کیونکہ ایک بیوی کی ذمہ داری اٹھانے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے تم، ہم سب تو لاروش کو امیچور سمجھتے تھے مگر حقیقتاً امیچور تم ہو زین.. تم سے بات کرنا یا کچھ کہنا ہی فضول ہے، بے وقوف تھی میں جو تمہیں ایک بار سمجھا کر سمجھ بیٹھی کہ تمہیں عقل آگئی ہے.. مگر تم ہمیشہ کے بے عقل ہو اور بے عقل ہی رہو گے.. ہیرے کو چھوڑ کر کوئلے سے ہاتھ کالے کر رہے ہو تم زین..!" وہ شروع ہوئیں تو بولتی ہی چلی گئیں۔ زین نے نم آنکھوں سے انکی جانب دیکھا۔

"آپکی بھانجی کے پاؤں میں موج آگئی تھی.. اسے ہاسپٹل لے کر گیا تھا اس میں کیا امیچورٹی ہے..؟؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا..

لاروش روم میں جا چکی تھی۔

"اور تمہاری بیوی جو کل رات سے بخار میں جل رہی ہے اسکو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا کس کی ذمہ داری تھی..؟؟" انکے انداز میں سرد مہری تھی۔



زین کارنگ پل میں متغیر ہوا.. وہ فوراً متفکر ہوا .

"کیا ہوا ہے اسے.. آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں..!" وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا .

"میری بھانجی کی موجودگی میں تمہیں موبائل کی ہوش لینے کی فرصت ہی نہیں ملی لاڈلے ورنہ

چونتیس کالز میں سے کوئی ایک کال توپک کر ہی لیتے تم..!"

انکے الفاظ زین کے قدم رک گئے.. تکلیف مزید بڑھی تھی وہ سرعت سے اپنے بیڈروم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا جبکہ فرحانہ بیگم نے بنا پرواہ کیے رات کے گیارہ بجے اپنی بہن کو کال ملائی. کہ اب عائشہ کا یہاں مزید رکنا انکے بیٹے کے لیے اچھا نہیں تھا..

دوسری جانب زین جیسے ہی کمرے کے اندر داخل ہوا الاروش کو بیڈ پر اوندھے منہ سسکتا پایا ..

"لاروش...!" وہ تڑپ کر اسکی جانب لپکا.

زین نے بہت پیار سے اُسے تھام کر سیدھا کیا تھا. وہ تڑپ کر مچھلی کی طرح اسکی گرفت سے نکلی.

"ہاتھ مت لگائیں مجھے..!" وہ چلائی تھی.. چہرہ بخار اور غصے کی شدت سے انگارہ ہو رہا تھا.. بال الجھے

ہوئے تھے وہ ہی صبح والا ملگجالباس پہنے وہ ابتر حلیے میں بھی زین کے دل کی دھڑکنیں تیز کر گئی تھی.

دل مچل گیا تھا اُسے بانہوں میں بھرنے کو مگر وہ بھری ہوئی شیرنی لگ رہی تھی..

زین نے دوبارہ اسکی جانب پیش قدمی کی مگر وہ کسی صورت ہاتھ نہیں آرہی تھی. بیڈ کی دوسری

سائیڈ سے نیچے اتر گئی اور پیچھے دیوار سے جا کر لگ گئی..

"میرے پاس مت آئیے گا ورنہ خدا کی قسم مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا.." زین کو اپنی جانب آتا دیکھ وہ غصے سے دھاڑی..

"لاروش میری بات سنو پلیز.." وہ اسکے قریب آ کر نرمی سے بولا..

"مجھے کچھ نہیں سننا.. اسی کو جا کر سنائیں جسکو سینے سے لگا کر ابھی کچھ دیر پہلے گھر آئے ہیں آپ..!" اسکی آنکھوں میں اپنی قاتل آنکھیں ڈال کر وہ سخت لہجے میں بولی.. اسکی بیویوں والی جلن دیکھ کر وہ زیر لب مسکرایا اور بنا وقت ضائع کیے اسکی کمر میں بازو جمائل کر کے اسے سینے سے لگالیا.. وہ مچل کر رہ گئی مگر گرفت سخت تھی..

"یہ جگہ صرف تمہاری ہے میری جان..!" اسے نرمی سے بھینچتے ہوئے وہ محبت سے چور لہجے میں بولا.. لاروش کے جسم کی تپش زین کو شدت سے محسوس ہوئی.. ملال بڑھنے لگا تھا.. جبکہ وہ اپنی پوری طاقت لگا کر اس سے دور ہوئی..

"نہیں ہوں میں آپکی جان.. جھوٹ بول رہے ہیں آپ.. آپکو صرف آپکی انا اور اپنی ذات عزیز ہے.. میں تو کہیں بھی نہیں ہوں زین.. اسلیے بہتر ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں..!" اسکا انداز حتمی تھا،

زین کا دل سکڑ گیا..

"پاگل ہو چکی ہو تم.. دوبارہ یہ ناپاک لفظ تمہاری زبان سے نکلا تو برداشت نہیں کرونگا میں.. مجھی تم..؟؟" وہ اپنے ازلی سنجیدہ لہجے میں بولا تھا..

"نکلے گا اور بار بار نکلے گا جب تک آپ مجھے آزاد نہیں کر دیتے تب تک بارہا نکلے گا." اسے دھکیلتے ہوئے لاروش نے قطعیت سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھی..

زین نے غصے سے اسکی کلائی تھام کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا.  
"مجھے زور زبردستی پر مجبور مت کرنا لاروش.. جو تم کہہ رہی ہو ایسا میں خواب میں بھی نہیں کرونگا..!" اسکا انداز بھی اٹل تھا.

لاروش نے اپنی سرخ آنکھیں اسکے چہرے پر ٹکائیں..

"تین ماہ پہلے آپ نے مجھے بے قصور ہوتے ہوئے سزا سنائی تھی.. پھر آپ تو قصور وار ہیں زین، تو میرا فیصلہ یہی ہے کہ میں آپکے ساتھ نہیں رہوں گی.. کیونکہ آپ ایک عیاش اور بد کردار مرد ہیں جس نے بیوی کی موجودگی میں اپنی بے شرم کزن کے ساتھ گلچھڑے اڑائے ہیں.. اسلیے بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے چھوڑ دیں اور اسی سے شادی کر لیں.. کیونکہ آپکے نکاح میں رہنا تو بہت دور کی بات ہے میں اب اس کمرے میں بھی نہیں رہوں گی"!!..

اس نے سنگدلی سے کہتے ہوئے ایک ہی بار میں پچھلے تین ماہ کا حساب بے باق کر دیا تھا..

زین کا روم روم سلگنے لگا. درشتگی سے جاتی ہوئی لاروش کو اپنی جانب گھسیٹا تھا..



"میں نے کوئی مچھڑے نہیں اڑائے لاروش، بنا حقیقت جانے تم الزام لگا رہی ہو..." کہتے ہوئے وہ بے بس ہوا تھا۔ وہ استہزائیہ ہنس دی..

"کیا آپ نے حقیقت جاننے کی کوشش کی تھی..؟؟" لاروش اسے لاجواب کر رہی تھی..

"میں اپنی غلطی مانتا ہوں، مگر پلیز تم وہی غلطی مت دہراؤ یار.. " اسے نرمی سے شانوں سے تھام کر وہ قائل کرنے والے انداز میں بولا۔

"آپ غلط تھے... اسلیے غلطی مان رہے ہیں.. میں صحیح ہوں اسلیے آپ کی بات کیوں مانوں..؟؟" وہ درشتگی سے بولی..

"ٹھیک ہے مت مانو میری بات مگر پلیز مجھے چھوڑنے کی بات مت کرو.." زین نے اسکا رخسار سہلایا.. لاروش نے فوراً سر جھٹکا..

"سوری مگر یہ اب ممکن نہیں.. میں فیصلہ کر چکی ہو کہ میں اب مزید آپکے ساتھ نہیں رہ سکتی..!" کہہ کر اس نے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کی۔

"لاروش پلیز ضد مت کرو.. تم میری ہو اور تمہیں میری ہی رہنا ہے..." زین نے محبت سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ پانی بھری آنکھیں اسکے دل میں تباہیاں مچا رہی تھیں۔

"میں آپکی تھی.. میں آپکی ہی ہوں، مگر ہمیشہ آپکی نہیں رہوں گی.. آپکو مجھے چھوڑنا پڑے گا زین.. " وہ اپنی ضد پر قائم تھی۔

"تم اتنی پتھر تو نہیں تھیں زندگی..؟؟" زین نے بے بسی سے کہا جبکہ اسکی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسی..  
بارش اور دھوپ کا یہ حسین منظر زین کو بے خود کرنے لگا..

"حیرت ہے بھئی، تراشنے والا مجھے پتھر ماننے سے انکاری ہو رہا ہے.. یہ پتھر آپ نے ہی تراشا ہے  
زین.. میں تو واقعی ایسی نہیں تھی..!" نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ ایک بار پھر رو پڑی..

زین مزید تکلیفوں میں گھر گیا.. اسکے شکر فی لب رونے کے باعث سرخ ہو رہے تھا. بالائی لب کے  
کٹاؤ سے اوپر وہ چمکتا سیاہ تل بھی سو جا ہوا لگ رہا تھا. زین نے اسکا چاند چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں  
بھر لیا اور جب بولا تو اسکی بھاری آواز جذبات سے بوجھل تھی ...

"آئی لو یو لاروش.. آئی ریلی لو یو.. پلیز مجھے معاف کر دو.. پلیز..!" کہہ کر وہ محبت سے اسکے شکر فی  
لبوں پر جھکا تھا.

لاروش نے بروقت اپنی شفاف ہتھیلی اسکے عنابی لبوں پر رکھ کر اسے اس جرأت سے روکا تھا اور خود  
کئی قدم پیچھے ہوئی تھی. نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس نے زین کو بے گانگی سے دیکھا..

جبکہ زین تو اسکے یوں دور جانے پر تڑپ اٹھا تھا.. دل میں لگی آگ بڑھنے لگی تھی.. درمیانی فاصلہ  
پاٹتے ہوئے وہ اُس تک آیا تھا اور اسکا ایک بازو موڑ کر اسکی کمر سے لگا کر اسے قریب کیا.. لاروش  
نے حفظاً مقدم کے طور پر دوسرا ہاتھ اسکے سینے پر رکھ کر اپنی طرف سے فاصلہ قائم رکھنا چاہا تھا جبکہ

وہ آنکھوں میں جنون کی سرخیاں لیے اسکے ایک ایک نقش کو دیکھ رہا تھا.. ضبط کی شدت سے عنابی لب سرخ پڑ گئے .

"جب تمہارے قریب آتا ہوں ناں لا روش نیازی.. تو ضبط کی جانے کو نسی حدیں پھلانگ کر آتا ہوں اور تم دور جا کر مجھے مزید بے تاب کر دیتی ہو.. نہ کیا کرو زندگی، نہ کیا کرو دور نہ تمہارے میرے درمیان یہ جو فاصلے ہیں ناں..؟؟ یہ سب مٹا دوں گا.. ایک پل بھی نہیں لگے گا اور تم دیکھتی رہ جاؤ گی..!" اسکی سرمئی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا پھر جھکا تھا اور اپنے لب اسکی جلتی ہوئی پیشانی پر رکھ دیے..

زین کے سامنے اپنی بے بسی کے احساس سے ایک بے مول موتی ٹوٹ کر اسکے گال پر پھسلا تھا. زین نے وہ موتی اپنے لبوں سے چن کر انمول کرنا چاہا مگر لا روش ایک جھٹکے سے اُس سے دور ہوئی.. "مت کریں یہ نواز شیں مجھ پر.. ڈیزرو نہیں کرتی میں.. آپ کیوں بھول رہے ہیں کہ کسی کی جھوٹن ہوں میں اور آپکو جھوٹن سے نفرت ہے.. کیوں بھول رہے ہیں کہ آپ نے مجھے زندگی بھر ترسانے کا دعویٰ کیا تھا..؟؟ کیوں..؟؟" وہ روتے ہوئے چلائی تھی..

"کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں لا روش.. بے حد، بے شمار، بے تحاشا محبت..!" وہ نرمی سے بولا تھا.

"



## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](http://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

جھوٹ..... جھوٹ بول رہے ہیں آپ.. نہیں ہے آپکو مجھ سے محبت..! محبت کرنے والے آپ جیسے نہیں ہوتے زین، محبت کرنے والے ظرف وسیع رکھتے ہیں.. آپ نے تو پل پل مجھے اذیت دی ہے... اپنے لیے، اپنی توجہ کے لیے، اپنے لمس کے لیے، اپنی محبت کے لیے ترسایا ہے زین... میں تڑپتی رہی اور آپ تڑپاتے رہے.. میرا تماشا دیکھتے رہے، آپکے جس وقت پر میرا حق تھا وہ وقت عائشہ پر لٹاتے رہے.. آپکی جس مسکراہٹ کے لیے میں ترستی تھی وہ مسکراہٹ آپ عائشہ کے لیے سجاتے رہے.. اور آپ کہتے ہیں کہ مجھ سے محبت کرتے ہیں آپ...؟؟؟ نہیں زین نہیں،.. محبت آپ جیسوں کے لیے نہیں ہے.. آپ جیسوں کو محبت نہیں ہوتی.. کبھی نہیں ہوتی..!!" وہ مسلسل اسکی محبت سے انکاری تھی.

زین تڑپ کر رہ گیا..

"تم کیوں نہیں سمجھ رہیں لا روش،... تمہارے بغیر نہیں جی سکتا، میری چلتی سانسیں رک جائیں گی.. خود مر جاؤں گا یا تمہیں مار دوں گا..!!" زین کے لہجے میں جذبوں کی آنچ تھی..

"آپکے ساتھ رہی تو آپکے یہ بدلتے روپ دیکھ دیکھ کر میں ویسے بھی مر ہی جاؤنگی زین..!!" وہ دوبدو بولی..

"اب کبھی نہیں بدلوں گا میرا یقین کرو..!!" التجا کی تھی۔

"آپ نے کیا تھا یقین...؟؟؟ آپ نے سوچا تھا مجھے اعتبار...؟؟؟" آج وہ کوئی اور ہی لاروش لگ رہی تھی۔

"تو اب تم مجھ سے بدلا لو گی.. مجھے تکلیف دو گی..؟؟؟" وہ ہار ہوا لگ رہا تھا۔

"آپ کی تکلیف کا باعث تو میں ہوں زین... میں تو تکلیف کو آپ سے دور کر رہی ہوں..!!" آرام سے کہتے ہوئے وہ ایک بار پھر دروازے کی جانب مڑی۔

اب کی بار زین نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"تو تم نہیں مانو گی..؟؟؟" اس نے جیسے ایک آخری ضرب لگانا چاہی..

وہ ایک پل کور کی.. پلٹی پھر آرام سے کہا..

"کبھی نہیں..!!" کہہ کر وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی..

زین بیڈ پر ڈھے سا گیا.. وہ زین کو چھوڑ کر جا چکی تھی...

❖❖❖

اسکی آنکھ کھلی تو اس نے زین کو اپنے پہلو میں سوتا پایا.. وہ فوراً اٹھ کر بیٹھی۔ رات وہ اسکو اپنا فیصلہ سنا

کرنے والے پورشن میں اپنے پرانے کمرے میں آگئی تھی۔ پھر تھوڑی دیر روتے رہنے کے بعد وہ

نیند کی وادیوں میں اتر گئی مگر اب... لاروش نے ارد گرد کا جائزہ لیا وہ اسکا بیڈ روم نہیں تھا، وہ زین



اور اسکا مشترکہ بیڈروم تھا۔ لاروش نے غصے سے سوئے ہوئے زین کو دیکھا یقیناً وہ ہی اسے یہاں لے کر آیا تھا۔

"زین اٹھیے..!" لاروش نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

وہ تو جیسے اسی کا منتظر تھا فوراً چوپٹ آنکھیں کھول کر اسکے دلکش وجود کو دیکھا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے..؟؟ کیوں لے کر آئے ہیں مجھے واپس..؟؟" وہ فل غصے میں تھی۔

"کیا یار بیوی.. تم بھی ناں،،! ایسے جگاتے ہیں کیا شوہر کو..؟؟" ایک کہنی پر زور ڈال کر وہ اٹھ کر بیٹھا۔

"آپ اپنے یہ لاڈ مجھ سے نہ جتائیں..، آپکی ہمت بھی کیسے ہوئی میری نیند کا فائدہ اٹھانے کی..؟؟" وہ خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"بخدا میں نے بالکل بھی فائدہ نہیں اٹھایا.. شرافت سے تمہیں بازوؤں میں بھر کر یہاں لے آیا اور بس..!" کہہ کر زین نے لاروش کی جانب دلچسپی سے دیکھا جو غصے سے لال ٹماٹر ہو رہی تھی۔

"میں نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ مجھے کس طرح یہاں لے کر آئے ہیں بلکہ یہ پوچھا ہے کہ کیوں لے کر آئے ہیں.. میں رات ہی آپکو اپنا فیصلہ سنا چکی ہوں..!" وہ سنجیدگی سے بول رہی تھی۔

"تمہارے بغیر نیند نہیں آرہی تھی مسز نیازی.. سو اسی لیے واپس لے آیا اور رہی بات تمہارے اس فیصلے کی تو میں ایسے بچگانہ فیصلوں کو نہیں مانتا..!" زین نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔

لاروش تپ گئی..

"میں بچی نہیں ہوں آئی سمجھ..!!" وہ تلخی سے بولی..

"تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ تم بچی ہو..!!" ایک بھرپور نگاہ اسکے بکھرے بکھرے دلکش وکلیوں سے نازک سراپے پر ڈال کر وہ معنی خیزی سے بولا..

لاروش کے رخسار تپنے لگے.

"میں تو صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ تمہارا فیصلہ بچگانہ ہے.. میں نہیں چاہتا تھا کہ چچی جان تمہیں وہاں دیکھ کر پریشان ہو جائیں اسی لیے تمہیں تمہاری اصلی جگہ پر لے آیا..!" کہہ کر زین بیڈ سے اتر گیا.. لاروش نے بے بسی سے اسکے لمبے چوڑے توانا وجود کو دیکھا.

"میں آپکو مجبور کر دوں گی زین..!!" وہ بولی.

"تم مجھے کبھی بھی کسی معاملے میں مجبور نہیں کر سکتیں مسز نیازی..!!" وہ بولتے ہوئے مسکرا دیا.

"یہ تو وقت بتائے گا..!!" وہ چڑ کر بولی.

"ابھی تو میرے آفس جانے کا وقت ہے جانا.. جاؤ اور میرے لیے اپنے نازک ہاتھوں سے ناشتا بناؤ..!!" ہنستے ہوئے وہ واش روم میں گھس گیا.

وہ پاؤں پٹختے ہوئے کچن میں چلی آئی جہاں پہلے سے ہی فرحانہ بیگم موجود تھیں.

"ارے لاروش.. بیٹا تم کیوں آگئی یہاں..؟ اور یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے اپنا..!" انہوں نے تفکر سے اسکی ٹھوڑی چھوئی تو لاروش نے بھی خود کا جائزہ لیا.. اسے ڈھیروں ڈھیر شرمندگی نے آگھیرا.. وہ بمشکل مسکرائی..

"سس.. سوری تائی امی.. طبعیت خراب تھی تو خیال نہیں رہا لباس کا.. میں بس زین کے لیے ناشتہ بنالوں پھر چینج کر لوں گی..!" اس نے دھیمے لہجے میں کہا.

"ناشتہ میں خود بنا لوں گی تم جاؤ شاباش جلدی سے لباس تبدیل کر کے آؤ، شوہر کے سامنے بیوی کو سجا سنورا رہنا چاہیئے.. جاؤ شاباش..!" انہوں نے اسے پچکارا.

لاروش نے تلخی سے لب بھینچ لیے.

"انہیں میرے سجنے سنورنے سے کوئی دلچسپی نہیں تائی اماں، میں انکے معیار پر بالکل بھی پوری نہیں اترتی..!" لہجے میں تلخیاں گھلی ہوئی تھیں.

فرحانہ بیگم کو ملال ہوا.

"ایسی بات نہیں ہے میری جان.. تم خود اگر اپنی جگہ چھوڑ دو گی تو دوسرے تو وہ جگہ ہتھیانے کی کوشش کریں گے ہی ناں.. تم کسی کو ایسا موقع ہی مت دو کہ وہ تمہارا حق مار لے.. اب جاؤ اور چینج کر کے آؤ..!" آخر میں انہوں نے حکمیہ انداز اپنایا. وہ انکی دھونس پر زبردستی مسکرائی..



"تائی اماں آپکو پتہ تو ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے زین میرے ہاتھوں سے بناناشتہ ہی کرتے ہیں  
ورنہ خالی پیٹ ہی آفس سدھار جاتے ہیں.. مجھے ناشتہ بنالینے دیں پھر کر لونگی چینج..!" انکا دل رکھنے  
کو وہ کھل کر مسکرائی۔

فرحانہ بیگم نے محبت سے اُس لڑکی کو دیکھا جو انکے بیٹے کی اولین چاہت تھی مگر وہ انامیں آکر جانے  
کس ڈگر پر چل پڑا تھا۔

پھر زین کو ناشتا سرو کر کے وہ خود چینج کرنے چلی گئی تھی۔ زین کافی دیر اسکے باہر آنے کا ویٹ کرتا رہا  
مگر وہ کمرے میں گھسی تو اب تک واپس نہیں آئی تھی۔

"امی لا روش کو یاد سے ناشتہ کروادیںجئے گا پلینز..!" انکی رات والی ناراضگی بھلائے وہ نرمی سے کہہ کر  
اٹھ کھڑا ہو گیا۔

چائے کا خالی کپڑے میں رکھتے ہوئے انہوں نے ایک خفگی بھری نگاہ اس پر ڈالی..

"اتنی ہی پرواہ ہے تو خود کروا کر جاؤناں.. دوسروں کے سہارے کیوں چھوڑ کر جاتے ہو اسے..؟؟"  
انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا..

"بہت جلد خود ہی کروا کر جایا کرونگا.. مگر ابھی پلینز آپ سنبھال لیں.. بہت ضدی ہے آپکی بہو،  
میری نہیں سنتی..!" وہ نرمی سے بول رہا تھا۔

"تم لہجہ نرم اور محبت بھرا رکھو گے تو ضرور سنے گی،.. آئندہ اسکی شکایت کرنے کی بجائے اپنا تجربہ کر لینا..!" انداز ہنوز تھا۔

زین مسکراتے ہوئے چلا گیا۔

فرحانہ بیگم نے ٹیبل پر پڑے ناشتے کے برتن سمیٹنے لگیں..



"میں چاہ رہی تھی کہ تم اور زین کچھ دن کے لیے شمالی علاقہ جات چلے جاتے، ہو اپانی بھی بدل جائیگا اور شاید میرے پوتے کا مزاج بھی کچھ ٹھنڈا ہو جائے..!" انہوں نے بات کا آغاز لا روش سے کیا تھا مگر آخر میں زین کو بھی گھسیٹ لیا جو نگاہ جھکائے بیٹھا چائے پی رہا تھا.. انکی بات پر ہولے سے مسکرا دیا۔

"میرے مزاج میں کونسی گرمی دیکھ لی ہے آپ نے جسکا ٹھنڈا ہونا ضروری ہے..؟؟" وہ بھرپور مسکراہٹ سجائے ان سے پوچھ رہا تھا۔

"اُن سے کیا پوچھ رہے ہیں مجھ سے پوچھیں میں بتاتی ہوں کہ کیسا ہے آپکا مزاج..!" بی جان کے بولنے سے پہلے وہ خود بول پڑی۔

"شکوہ بی جان نے کیا ہے تو جواب بھی بی جان ہی دیں گی.. تم تمام شکوے بیڈروم میں جا کر کرنا تمہاری تمام شکایات دور کرونگا.. بہت اچھے سے..!" آخری بات اس نے دھیمے لہجے میں لاروش سے کہی تھی۔

وہ اسکے چہرے کی سنجیدگی دیکھ کر نگاہ جھکا گئی۔ کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ جلا دیکھا کر گزرتا سو اس نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی۔

وہ مکمل طور پر بی جان کی طرف متوجہ ہو گیا تو لاروش چپ چاپ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی.. جلے پیر کی بلی کی مانند وہ یہاں سے وہاں پورے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔ زین تو یوں انجان بنا پھر رہا تھا جیسے لاروش نے اُس سے کوئی تلخ بات کی ہی نہیں یا جیسے زین نے کبھی لاروش کو تکلیف دی ہی نہیں.. دن میں کئی بار کال کر کے اس سے کھانے کا پوچھتا اسکی طبیعت کا پوچھتا اگر وہ غصہ کرتی تو چپ چاپ سن لیتا مگر لاروش کو یہ سب ڈرامے بازی لگ رہی تھی۔ اسے یقین کرنا محال تھا کہ زین احمر نیازی اتنا کئیرنگ ہو سکتا ہے... وہ جیسے ہی روم میں آیا وہ اسکی طرف لپکی ..

"مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا سمجھے آپ... بہتر ہے کہ آپ خود ہی بی جان کو منع کر دیں..!" وہ بولی۔



"پر مجھے تو ہر جگہ بس تمہارے ساتھ ہی جانا ہے، اور میں بی جان کو منع نہیں کروں گا، دس دن بعد کی ٹکٹس کروا رہا ہوں میں، تب تک خوب شاپنگ کریں گے ہم دونوں..!" کہہ کر وہ سکون سے بیڈ پر جا بیٹھا۔

"میں نہیں جاؤنگی سمجھے آپ... اُس عائشہ کو لے کر جائیں جسے اپنی سنگت کے خواب دکھائے ہیں آپ نے..!" وہ چلائی تھی۔

ایک بار پھر عائشہ کے ذکر پر وہ چڑ گیا.. مگر تحمل سے گویا ہوا..

"وہ پہلے ہی خوابوں میں رہنے والی لڑکی ہے میں نے اسے کوئی خواب نہیں دکھائے، اور تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ آج شام تک عفان آرہا ہے.. وہ اسے واپس کراچی لے جائے گا.. اب موڈ ٹھیک کر لو اور جاگتی آنکھوں سے بھی تم میرے خواب دیکھو کیونکہ میں اپنی قربت، اپنی سنگت کے تمام خواب صرف تمہاری آنکھوں میں دیکھنا چاہتا ہوں زندگی..!" کہتے ہوئے وہ دلکشی سے مسکرایا..

"وہ جاتی ہے یا یہیں رہتی ہے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا.. آپ بس مجھے آزاد کر دیں مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا.. " وہ سنجیدگی سے بولی۔

زین کا چہرہ پل میں سرخ ہوا۔

"میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تمہارا یہ لفظ برداشت نہیں ہوتا مجھ سے تو بار بار کہہ کر میرا دماغ کیوں خراب کرتی ہو..؟؟" وہ بھی غصے میں آگیا۔

"آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں آپکو "مجبور" کر دوں..!!" وہ سرد مہری سے بولی۔  
"تم معاف نہیں کر سکتیں..؟؟" اس نے ہمیشہ کی طرح التجا کی۔

"ہر گز نہیں.. ہر بار عورت ہی کیوں ظرف وسیع کرے.. عورت ہی کیوں معاف کرے... اس بار میں بھی وہ ہی کرونگی جو ایک مرد کرتا ہے.. سزا دونگی آپکو.. اور طلاق لے کر رہوں گی آپ سے..!!" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لاروش نے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیا..  
"تو ٹھیک ہے پھر، جو کر سکتی ہو کر لو.. میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم کیسے مجھے مجبور کرتی ہو..!!" زین کا انداز پر سکون تھا۔ لاروش تلخی سے مسکرا دی۔

زین نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی جو شام کے پانچ بج رہی تھی۔ سائیڈ ٹیبل سے والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھا کر وہ کمرے سے نکل آیا لاروش پاؤں پٹخ کر رہ گئی۔

گاڑی سٹارٹ کر کے زین نے آفس کے راستے پر ڈالی تھی تبھی اسے روڈ کے بچوں ایک لڑکی کھڑی نظر آئی۔ زین کی پیشانی پر بے کئی سلوٹیں نمودار ہو گئیں.. گاڑی کی بریکس پر اپنا پاؤں رکھ کر وہ باہر نکل آیا..

"تم ہمیشہ الٹے کام کیوں کرتی ہو عائشہ.. یہ ایک چلتا ہوا روڈ ہے اگر کوئی گاڑی تمہیں ہٹ کر جاتی تو..؟؟" وہ غصے سے بول رہا تھا۔

"تمہیں پرواہ ہے..؟؟؟" عائشہ کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

"بالکل.. تم میری کزن ہو اور اس وقت ہماری ذمہ داری ہو تو پرواہ تو ہوگی ہی ناں.. " وہ نرمی سے بول رہا تھا۔

عائشہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ شادی کے بعد وہ بہت بدل گیا تھا پہلے کی نسبت کچھ نرم مزاج ہو گیا تھا۔

"صرف کزن ہوں..؟؟" وہ دکھ سے بولی۔

"بالکل.. کزن سے بڑھ کر اور کون سا رشتہ ہو سکتا ہے عائشہ..!!" وہ کندھے اچکاتے ہوئے پلٹا تھا اور جا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ وہ بھی اسکے ساتھ ہی آ بیٹھی۔

"دل کا رشتہ سب رشتوں سے بڑھ کر مضبوط ہوتا ہے زین..!!" وہ نرمی سے بولی۔

"نوڈاؤٹ.. ایسا ہی ہے.. آئی ایگری.. مگر تم یہ بات کیوں کر رہی ہو عائشہ..؟؟" وہ انجان بنا اس سے پوچھ رہا تھا..

"کیونکہ میں تم سے پیار کرتی ہوں زین.. آئی لویو..!!" کہتے ہوئے وہ رو پڑی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ زین نے اسکی جانب رخ موڑا..



"آریو میڈ...؟؟" وہ اچنبھے سے پوچھ رہا تھا ..

"ایس آئی ایم میڈ... ایم میڈ فاریوزین.. اونٹی فاریو..!" عائشہ نے اسکے شانے پر سر رکھا..

زین نے بہت آہستگی سے اسے خود سے دور کیا تھا .

"بٹ آئی ایم اے سینس ایبل پرسن.. ایم ناٹ میڈ عائشہ.. " زین نے اسکی بھنورا آنکھوں میں

جھانکا جو اتنی حسین لگ رہی تھیں کہ کوئی بھی اس پر دل ہار سکتا تھا مگر زین نے نیازی بہت پہلے

لاروش کی سرمئی آنکھوں کے طلاطم خیز سمندر میں ڈوب چکا تھا جسکا کوئی کنارہ نہیں تھا .

"میں شادی شدہ ہوں اور اپنی بیوی سے بے حد محبت کرتا ہوں، اور یہ بات تم کہیں ناں کہیں بہت

اچھے سے جانتی بھی ہو.. پھر بھی یہ بے وقوفانہ بات کر دی تم نے..؟؟ غلط کیا ہے تم نے عائشہ.. آج

عفان آرہا ہے اور کل شام تم واپس چلی جاؤ گی.. یہ طے ہو چکا ہے اور ایسا ہی ہو گا.. رونا بند کرو اور

مجھے بتاؤ کہ تمہیں کہاں ڈراپ کروں..؟؟" وہ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ چکا تھا .

"جہنم میں ڈراپ کر آؤ..!" وہ روتے ہوئے بولی .

"اسکے لیے تو ہم دونوں کو مرنا پڑے گا عائشہ.. اور میں لاروش کے ساتھ بہت سارا جینا چاہتا

ہوں..!" لاروش کا ذکر کرتے ہوئے اسکے لب مسکرا اٹھے.

عائشہ کو لگا کسی بھی قسم کی بحث عبث ہو گی.. سو وہ چپ چاپ آنسو بہانے لگی..

اب اپنی ہار پر وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ ہر ممکن کوشش تو کر چکی تھی اور یہی اسکی غلطی تھی کہ اس نے لاروش کو زین کی طرف سے بدگمان کیا تھا اسے شدت سے اپنی بے وقوفی کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے زین کو لاروش سے بدگمان کرنا چاہئے تھا۔ زین کا دل لاروش کی طرف سے خراب کرنا چاہئے تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا....!

اس نے تھک کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی ..

\*\*\*\*\*

"وعلیکم اسلام....!" فون کے سپیکر سے ابھرتی شاہ ظل کی آواز کے جواب میں اسنے کہا تھا۔

"کب...؟؟" شاہ ظل نے شاید کچھ بتایا تھا... بدلے میں خوشگوار حیرت سے وہ پوچھ بیٹھا۔

"اوہ گریٹ.. مبارک ہو یار..!" زین کھل کر مسکرایا.. پریس شدہ کپڑوں کو الماری میں ہینگ کرتی ہوئی لاروش نے خود کو بے نیاز ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کی..

"ڈن ہی سمجھو تم.. میں ضرور آؤنگا..!" زین کا موڈ اچھا ہو چکا تھا اور نہ لاروش سے کی گئی تازہ تازہ بحث کی بدولت وہ صبح ہی صبح خاصا تپ چکا تھا..

"ہاں ہاں اسکو بھی لے کر آؤنگا رعنا سے کہہ دو وہ فکر مت کرے..!" دو چار مزید باتیں کر کے زین نے کال ڈسکنکٹ کر دی اور اسکی جانب متوجہ ہوا جو ہنوز اپنے کام میں مصروف تھی۔

"لاروش..!" زین نے سنجیدگی سے اسے پکارا..

"مجھے نہیں جانا..!" الماری میں سرگھسائے وہ سردمہری سے بولی..

"اوہ پلینز... بہت ہو چکا تمہارا.. پچھلے دو ہفتوں سے تمہاری یہ بے رخی برداشت کر رہا ہوں اب مزید

نہیں.. میری بیوی ہو تم، مزید دور نہیں رہ سکتا تم سے.. خود کو مینٹلی پریپیر کر لو، مجھے میرا حق

چاہیئے..!" چلتے ہوئے وہ اسکے قریب آکھڑا ہوا.

لاروش تڑپ کر پلٹی تھی..

"اور رہی بات تمہاری میرے ساتھ جانے کی تو شاہ ظل کی پروموشن ہوئی ہے.. آج شام پارٹی دے

رہا ہے وہ اور تم میرے ساتھ چل رہی ہو اور بس..!" وہ واپس اپنی پرانی جون میں لوٹ چکا تھا.. ان

پندرہ دنوں میں اسنے ہر ممکن کوشش کر لی تھی مگر لاروش کی ایک ہی رٹ تھی کہ طلاق دو.. اسلیے

زین نے سوچ لیا تھا کہ اگر اب گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلتا تو انگلی ٹیڑھی ہی سہی.. لاروش کا

رد عمل اسکی توقع کے مطابق تھا. اسکی پہلی والی بات سن کر ہی اسکے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی

تھیں.. زین کے دل میں گد گدی ہونے لگی.

"کیا کہا آپ نے..؟؟؟ حق چاہیئے آپکو..؟؟ حق وصولیں گے آپ مجھ سے..؟؟" لاروش نے سختی

سے اسکا گریبان جکڑ لیا.. آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں.

"جانتے بھی ہیں کہ حق ہوتا کیا ہے..؟؟ تین ماہ تک میرے حق سے مجھے محروم رکھا مجھے ہر پل

افیت سے دو چار کیے رکھا اور اب اگر چند دن میں نے آپ سے آپ جیسا سلوک روار کھا تو



برداشت سے باہر ہو گیا آپکے لیے..؟؟ فوراً حق کی بات کرنے لگے..؟ واہ زین نیازی واہ...!!!

میری بات اچھے سے ذہن نشین کر لیں.. آپکو کوئی حق نہیں دوں گی میں.. بلکہ تمام حقوق چھین لوں گی آپ سے..!!" اسکی شرٹ کا کالر جس سختی سے اسنے پکڑا تھا اسی سختی سے چھوڑ بھی دیا.. آنسو گالوں پر پھسلنے لگے تھے. زین نے بہت نرمی سے اسے تھام لیا. اپنی غلطی کا احساس بہت شدت سے ہو رہا تھا..

"کتنی بار معافی مانگوں تم سے.. نہیں کرنا چاہتی مجھے معاف تو مت کرو.. سزا دے لو، مگر یوں جدائی کا فیصلہ مت سناؤ.. میں نے تمہیں تین ماہ رلایا ہے ناں.. تم بھی مجھے رلادو.. تین ماہ، چھ ماہ، ایک سال، دس سال، ساری زندگی ترسا دو اپنے لیے مگر میرے پاس رہو.. میرے ساتھ رہو، دور جانے کی بات مت کرو.. پلیز لا روش..!" زین نے بہت نرمی سے اسکے آنسو چنے تھے لا روش فوراً اسکے حصار سے نکلی. وہ اسے کسی صورت معاف کرنے کو تیار نہ تھی.

"آپ کی سزا یہی ہے کہ آپ مجھے کھودیں زین..!" لا روش کا فیصلہ وہ ہی تھا. زین نے بے بسی سے روتی ہوئی لا روش کو دیکھا اور پھر اپنا آپ کنٹرول کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا..



"امی لا روش کہاں ہے..؟؟" اسے پورے گھر میں نہ پا کر وہ فرحانہ بیگم کے پاس آیا تھا.. دل بے حد پریشان ہو چکا تھا. وہ آفس سے ابھی ابھی لوٹا تھا. شام کے سات بج رہے تھے.. زین کو امید تھی کہ

وہ رENA کے گھر جانے کے لیے اسے تیار ملے گی مگر وہ کمرے میں تو کیا پورے گھر میں کہیں نہیں تھی  
ڈولتا دل سنبھالتے ہوئے وہ انکے کمرے میں آیا تھا اور اب انہی سے اسکے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ دل  
شدت سے انکے باخبر ہونے کی فریاد کر رہا تھا۔ فرحانہ بیگم نے زین کا تشویش زدہ چہرہ دیکھا پھر  
رسانیت سے گویا ہوئیں۔

"وہ صبح ہی ڈرائیور کے ساتھ رENA کی طرف چلی گئی تھی۔ تم بھی جلدی سے تیار ہو کر وہاں چلے جاؤ،  
شاہ ظل تمہارا منتظر ہو گا۔!" انکی پوری بات سن کر اسکے اندر ڈھیروں ڈھیر اطمینان اتر آیا ورنہ وہ تو  
لاروش کو غیر حاضر پا کر جانے کیا سمجھ بیٹھا تھا۔

"آپ نہیں جارہیں۔؟؟" زین نے ان سے پوچھا۔

"نہیں بھئی اسنے اپنے کو لیگنز کو انوائٹ کیا ہے۔ اولڈ جنریشن کا کوئی کام نہیں ہے وہاں پر۔!" انکے  
جواب پر وہ سر اثبات میں ہلاتے ہوئے ہنس دیا۔

پھر اپنے روم میں آکر وہ مطمئن سافریش ہونے لگی۔ بلیو جینز پر رائل بلیو شرٹ پہن کر اسنے خود  
پر ڈارک نائٹ سپرے کیا تھا۔ پیشانی پر پڑے گیلے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے اسنے والٹ  
جینز کی پاکٹ میں ٹھونسا۔ پھر گاڑی کی چابی اور موبائل لے کر وہ مسرور سا نیچے چلا آیا۔ چوکیدار کو  
کچھ ہدایات دے کر اسنے گاڑی شاہ ظل کے بتائے گئے ہال کے راستے پر ڈال دی۔ چالیس منٹ کی  
مسافت کے بعد وہ اپنی منزل پر پہنچ چکا تھا۔ لاروش کا سجا سنورا روپ تصور میں ہی اسکے لیے خیرہ کن

تھا۔ گاڑی پارک کر کے وہ اینٹرینس کی طرف بڑھا۔ جہاں شاہ ظل اور رعنا مہمانوں کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔

وہ آگے بڑھ کر شاہ ظل سے گلے ملا اور رعنا کے سر پر ہاتھ رکھا۔ رعنا اسے اندر لے آئی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے ساتھ ساتھ چل رہا تھا مگر نگاہیں لا روش نیازی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اسکی بے چینی نوٹ کر کے رعنا زیر لب مسکرائی۔

"بھائی..!" رعنا نے اسکا کندھا تھپتھپایا۔ اطراف میں نگاہ دوڑاتا زین چونکا تھا پھر اسکی شرارت سمجھ کر مسکرا دیا۔

"کہاں ہے وہ..؟؟" لبوں پر تبسم تھا۔

"بس آنے ہی والی ہوگی.. یوجسٹریلیکس..!" رعنا نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ دل مسوس کر رہ گیا۔ پھر شاہ ظل نے باری باری کئی مہمانوں سے اسکا تعارف کروایا۔ تقریباً سب ہی پولیس آفیسرز تھے۔

تبھی زین کی نگاہ اینٹرینس سے آتی لا روش پر پڑی تھی۔ نگاہ پہلے تو ساکت ہوئی تھی اور پھر اسکی کشادہ پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال بچھنے لگا۔ زین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے وہیں سے غائب کر دے

جو بلیک نیٹ کی ساڑھی میں سہج سہج کر چلتی، چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ لیے زین کی رگوں میں دوڑتے خون کو گرم کر رہی تھی۔ بلیک چست بلاؤز جسکا گہرا گلے کو نیٹ کی ساڑھی کا پلوڈھانپنے میں

ناکام ہو رہا تھا، بلاؤز کے ہاف بازو جو نہ ہونے کے برابر تھے۔ گورے گورے سڈول بازو وہاں



موجود ہر مرد اور عورت کی توجہ اپنی جانب پھینچ رہے تھے۔ میک اپ کے نام پر آنکھوں میں سجا کا جل اور لبوں پر سرخ خون رنگ لپ سٹک لگائے وہ قیامت لگ رہی تھی مگر صحیح قیامت تو اس نے زین کے دل پر توڑی تھی یوں اتنے مردوں کے سامنے بے حجاب ہو کر آنے پر...!

چھوٹے چھوٹے قدم رکھتی وہ اسکے بالکل سامنے آکھڑی ہوئی۔ شکر فی لبوں کی مسکراہٹ بڑی دلفریب تھی۔

"کیسی لگ رہی ہوں زین...؟؟" انداز چہکتا ہوا تھا کیونکہ زین کا سرخ پڑتا چہرہ اسے باور کروا رہا تھا کہ وہ کامیاب ہو چکی ہے۔

زین نے سلگتی نگاہوں سے اسکا ہوشربا حسن دیکھا..

"میری لاروش سے بالکل الگ، بالکل جدا الگ رہی ہو..!" زین کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔

لاروش پر سکون سی مسکراہٹ.. جیسے اسے ایسے ہی کسی جواب کی توقع تھی.. تبھی رعنا وہاں آگئی۔

"کہاں رہ گئی تھیں تم..؟؟ اتنی دیر لگا دی..!" رعنا نے فوراً اسے لتاڑا اور اسکا رخ اپنی جانب موڑا..

"پتہ نہیں یار، تم تو مجھے عجیب و غریب قسم کی بیوٹیشن کے حوالے کر آئی تھیں.. وہ تو میں نے خود

ہی اسکو ٹھیک سے گائیڈ کیا تو کچھ لگ نکل گئی... "وہ فر فر بول رہی تھی زین نے ناگواری سے رخ

موڑ لیا.. رعنا نے اسے ایک طرف کو گھسیٹا..

"میں نے تو تمہیں اس ساڑھی کے ساتھ ریڈ شارٹ شرٹ دی تھی لاروش.. یہ کیا پہن لیا ہے مینی، بھائی کو بہت برا لگا ہے شاید.. وہ دیکھو کیسے سرخ ہو رہے ہیں۔" رعنا نے تشویش سے اس سے پوچھا۔

"تمہارے بھائی کو میں خود دیکھ لوں گی، اور رہی بات اس ریڈ شرٹ کی تو وہ پریس کرتے ہوئے مجھ سے جل گئی تھی.. مجبوراً یہ پہنی پڑی..!" لاروش نے بے چارگی ظاہر کی۔ مگر رعنا کی پریشانی ختم نہیں ہوئی تھی۔

"اچھا یہ گلا تو ڈھک لو لاروش.. مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں تمہارا کیا کروں، بھائی مجھے ہی بولیں گے کہ میں نے تمہیں یہ ساڑھی کیوں دی.. "وہ حقیقتاً پریشان ہو چکی تھی۔

"پلو ہی نیٹ کا ہے میں کیسے کور کروں..؟؟" لاروش معصوم بنی.. مگر دل ہی دل میں خود بھی پیشمان ہو رہی تھی۔

رعنا نے ایک نظر اسکی کمر پر بکھرے سیاہ لمبے بالوں کو دیکھا۔ پھر اگلے ہی پل اسکے سارے بال ایک طرف سے آگے کر دیے.. ایک طرف ساڑھی کا پلو تھا تو دوسری جانب اسکے لمبے سلکی بال ایک سیاہ شال کا سا کام کر رہے تھے..

"اب بہتر ہے..!" رعنا نے سکون کا سانس لیا..

لاروش نے بھی مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے اور پلٹی.. ایک بار پھر رعنا کی آنکھیں پوری سے زیادہ کھلی تھیں۔

"لاروش...!" وہ دبی دبی آواز میں چیخی..

"اب کیا مصیبت ٹوٹ پڑی..؟؟؟" لاروش جھنجھلا گئی.

"کیمینی پچھلا گلا بھی بڑا ہے... یا اللہ... آج تم بھائی سے پٹواؤ گی مجھے.. اگر شرٹ جل گئی تھی تو تم کچھ اور پہن لیتی یہ عذاب کیوں پہن لیا...!" رعنارونے والی ہو گئی..

"اوہو کیا مسئلہ ہے رعنار.. یہاں کتنی خواتین نے مجھ سے بھی بڑھ کر بے حجابی والے لباس پہنے ہوئے ہیں.. اگر میں نے بھی پہن لیا تو کونسی قیامت آگئی ہے.. تم پلیز ڈرنا بند کر دو اور خود بھی سکون سے رہو اور مجھے بھی رہنے دو.."

لاروش نے سنجیدگی سے کہا اور ایک طرف پڑے صوفوں پر جا کر ٹک گئی.. اندر ہی اندر وہ ہول رہی تھی مگر بظاہر خود کو پر سکون ظاہر کر رہی تھی..

زین کا وجیہ چہرہ جس خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا اس سے لاروش کو پورا یقین ہو چکا تھا کہ زین اسے چھوڑنے میں منٹ بھی نہیں لگائے گا..

وہ بے وقوف یہ نہیں جانتی تھی کہ جو وہ چاہتی ہے اگر ویسا ہو گیا تو وہ خود بھی زندہ نہیں رہ پائے گی..

ٹیبیل پر پڑے مشروب کو گلاس میں انڈیل کر لاروش نے لبوں سے لگا لیا.. اسی ٹیبیل پر کوک بھی تھی مگر اسنے وہی مشروب پینے کو ترجیح دی کیونکہ تقریباً ہر مرد کے ہاتھ میں وہی مشروب تھا. دو گھونٹ بمشکل بھر کر اسنے گلاس واپس رکھ دیا تھا.. کچھ کیپلز ڈانس کر رہے تھے.. ڈانس فلور والا ایریا



دھیمی لائٹس میں روشن تھا.. وہ اپنے دھیان میں مکن تھی جب ایک ادھیڑ عمر شخص اس کے سامنے جھکا تھا..

"مے آئی ڈانس و دیو..؟؟" وہ بے حد شائستگی سے پوچھ رہا تھا.

لاروش نے انکار کرنا چاہا مگر جو نہی نگاہ ڈانس فلور کے پاس کھڑے زین نیازی پر پڑی..، لاروش نے اس شخص کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا.. اس کی سنگت میں چلتے ہوئے وہ سیٹج تک آئی تھی زین کی نگاہ اس پر پڑی تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی مگر وہ اسے نظر انداز کر کے اس شخص کے ساتھ آہستگی سے جھومنے لگی...

رعنا اور شاہ ظل بھی سیٹج کے قریب ہی کھڑے تھے. شاہ ظل کو تو جیسے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا مگر رعنا نے لاروش کو گھورا تھا. اس نے بڑے آرام سے نظر انداز کر دیا..

جلتی آنکھوں سے زین یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جس نے آج اسے تکلیف دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی.. زین کی نگاہ اس کی پشت پر تھی.. سیاہ بال آگے شانے پر پڑے تھے.. دونوں کندھوں کے بیچوں بیچ سفید گردن سے زرا نیچے ایک چمکتا تل زین احمر نیازی کی شریانوں میں دوڑتے خون کو منجمد کر رہا تھا اس کا یہ حسین تل تو آج تک زین کی نگاہ سے بھی اوجھل رہا تھا اور آج ہر مرد کی نگاہ کا مرکز تھا.. برداشت کی حد ختم ہو گئی تھی..

وہ سرعت سے اسکی جانب بڑھا اور ایک جھٹکے سے اسے غیر مرد کی گرفت سے نکال کر اپنے حصار میں لیا.. پھر مسکرا کر شائستگی سے اس شخص سے کہا..

"مائے وائف..!" کہہ کر سر کو ہولے سے جنبش دی..

بدلے میں وہ شخص خوشدلی سے مسکرا کر سیٹج سے اتر گیا۔ لاروش نے بھاری ہوتی آنکھیں اوپر اٹھا کر اس دوسرے شخص کو دیکھا جو اسکی کمر کے گرد گرفت سخت کیے اسے گھور رہا تھا..

"کون.... کون ہو تم...؟؟" اس نے بے گانگی سے پوچھا.. زین نے بے حد غصے سے اسکے حسین چہرے کو دیکھا جہاں اس وقت کوئی دل جلاتی مسکراہٹ نہیں تھی، آنکھوں میں کوئی نفرت کوئی تلخی نہیں تھی ہاں بس بے گانگی تھی..

اجنبیت تھی... اور یہی وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا..

اسکے ساتھ ڈانس کرتے کرتے بہت نامحسوس طریقے سے وہ اسکے سینے پر سر رکھ چکی تھی۔ ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتے ہوئے زین نے بہت آہستگی سے اپنا تونا بازو اسکے کندھوں پر پھیلا کر اس تل کی رعنائیاں چھپانے کی کوشش کی تھی..

لاروش کا دل خراب ہو رہا تھا.. مشروب کے دو گھونٹ ہی اثر دکھا رہے تھے.. لائنس آن ہونے

لگیں تو زین اسے سیٹج کی پچھلی طرف سے واش روم والی سائیڈ پر لے آیا.. اسکا ڈولتا وجود زین کو

احساس دلا گیا تھا کہ وہ کچھ غلط شے کھا چکی ہے.. واش بیسن پر جھک کر لاروش نے اپنی ابکائیاں

روکنے کی کوشش کی تھی.. وہ صبح سے خالی پیٹ تھی اس لیے وہ زیادہ طبعیت خرابی سے بچ گئی تھی..  
زین نے اسکی پشت سہلانے لگا.. وہ بری طرح ہانپ رہی تھی.. سیدھی ہوئی تو ٹشوبا کس سے ٹشو پیپر  
نکال کر زین نے اسکا منہ صاف کیا. تکلیف کے باعث سرمئی آنکھیں پانیوں سے بھر گئی تھیں..  
پھیل چکا کا جل ان سرخ آنکھوں کو قاتل بنا رہا تھا.. مگر زین احمد نیازی کا وجود جن شعلوں میں گھرا  
ہوا تھا انہیں ٹھنڈا کرنا کم از کم آج تو لاروش کے بس کی بات نہیں تھی.. واش روم سے نکال کر وہ  
اسے پارکنگ کی طرف لے آیا تھا پھر اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر دوبارہ اندر کا رخ کیا.. رعنا  
اسے اینٹرینس پر ہی مل گئی تھی..

"بھائی وہ.. " رعنا شرمندہ شرمندہ سی بولی تھی..

"صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے رعنا.. میں گھر جا رہا ہوں اسکی طبعیت خراب ہو رہی ہے، شاید  
بیماری لی ہے اسنے... تم میری طرف سے شاہ ظل سے معذرت کر لینا.. چلتا ہوں..!" اس کے سر پر  
ہاتھ رکھ کر وہ پلٹ گیا..

رعنا کی آنکھیں نم ہونے لگیں..

جبکہ دوسری طرف جب وہ گاڑی تک آیا تو وہ اگلی سیٹ پر براجمان تھی. زین نے سخت بے گانگی کا  
مظاہرہ کیا اور اسے انکور کر کے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی.. مین روڈ پر فل سپیڈ سے گاڑی بھگاتے  
ہوئے وہ سختی سے لب بھینچے ہوئے تھا..



اسکے پتھر یلے تاثرات لاروش کا دل دھڑکا رہے تھے.. انگلیاں مروڑتے ہوئے وہ بھی اسے دیکھتی تو کبھی آسمان پر پھیلی سیاہ رات کو... اچانک گاڑی کی سپیڈ ہلکی ہوئی تھی اور پھر گاڑی رک گئی.. گھر زیادہ دور نہیں تھا مگر رات کے اس پہر گاڑی کا رکنا تشویش ناک تھا.. زین گاڑی سے اتر اٹھا اور اگلا بونٹ کھول کر گاڑی چیک کرنے لگا. دو منٹ بعد بونٹ بند کیا اور اسکی طرف کا دروازہ کھول کر سخت لہجے میں گویا ہوا..

"اتر و جلدی..!"

لاروش نے فوراً حکم کی تعمیل کی.. اسکے اترتے ہی زین نے گاڑی لاک کی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر تیز تیز چلنے لگا.. اسکا ساتھ دینے کے لیے وہ چل نہیں رہی تھی بلکہ تقریباً بھاگ رہی تھی مگر زین کو قطعاً پرواہ نہیں کی تھی. اسے جس چیز کی پرواہ تھی وہ ناچاہنے کے باوجود بھی ہو گیا تھا.. ان کے قریب پولیس جیپ آکر رکی تھی جس میں سے دو اسلحہ بردار پولیس والے اترے تھے..

لاروش کا حلق خشک ہو گیا جبکہ زین کی تیوری کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا.. جبکہ اسکے بگڑتے تیوروں سے بے نیاز اُن دو میں سے ایک بولا تھا..

"ہاں اوئے.. کن ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولاد ہو تم دونوں، آدھی رات کو کدھر عیاشی کرتے پھر رہے ہو کیا تعلق کیا ہے تم دونوں کا..؟؟" لاروش کا بکھرا بکھرا حلیہ بغور دیکھتے ہوئے اس نے زین سے پوچھا..

"بیوی ہے یہ میری.. یہاں سے ایک میل دور میری گاڑی خراب کھڑی ہے، اور آگے مزید ڈیڑھ میل دور میرا گھر ہے.. ہم ایک فیملی پارٹی سے واپس آرہے ہیں اور اب گھر جا رہے ہیں.. مزید کچھ..؟؟" زین احمر کے تیور خراب ہو رہے تھے کیونکہ خاموش کھڑاوردی والا قدرے کم عمر تھا اور لا روش کو گھور رہا تھا..

"اچھی کہانی سنائی ہے تم نے نوجوان.. مگر ہم بھی تمہارے باپ ہیں، بنا کسی ٹھوس ثبوت کے تم دونوں کو جانے نہیں دیں گے..!" یہ بولنے والا وہ کم عمر پولیس والا تھا جو بغور لا روش کو دیکھ رہا تھا۔ اسکی نگاہوں سے گھبرا کر وہ زین کے پیچھے چھپی گئی..

"زین.. پلیز.. کچھ کریں..!" وہ رو پڑی..

اس نے سلگتی آنکھوں سے ان دونوں آفیسرز کو دیکھا جن کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی صورت انکی جان نہیں چھوڑیں گے..

"اوئے گھورنے کی بجائے نکاح نامہ دکھا.. ورنہ شرافت سے گاڑی میں بیٹھ.. تم دونوں کے ماں باپ کو بلاتے ہیں تھانے، پھر پتہ چل جائے گا کہ تم دونوں کا آپس میں کیا تعلق ہے..!" دوبارہ وہ ہی غلیظ نظروں والا بولا تھا.

زین نے ایک سر دنگاہ ان دونوں پر ڈالی پھر اپنے والٹ سے اپنا آئی ڈی کارڈ نکال کر ان دونوں کے سامنے کیا اور اگلے ہی پل لا روش کے آئی ڈی کارڈ کی فوٹو کاپی بھی سامنے کی..

"ہو گیا...؟؟؟ اب تم لوگ شرافت سے جیب میں بیٹھو اور یہاں سے نکلو ورنہ یہیں کھڑے کھڑے

تم دونوں کی یہ وردی اترادو نگا.. "اسکا لہجہ اتنا سخت تھا کہ وہ دونوں ایک پل کو تو کچھ بول ہی نہ

سکے.. پھر نوجوان آفیسر کو جوش آیا تو وہ زین سے بھڑنے کو آگے بڑھا تھا۔ زین کی اوٹ میں چھپی

لاروش نے آنکھیں میچ لیں.. دوسرے والے نے زین کی جانب بڑھتے آفیسر کو روکنے کی کوشش

کی تھی کیونکہ تبھی وہاں ایک دوسری پولیس جیب آکر رکی تھی.. جس میں سے شاہ ظل اور اسکے دو گارڈ باہر نکلے تھے۔

وہ قریب آیا تھا اور ان دونوں کو اپنا کارڈ دکھایا..

"سر.. "وہ دونوں گڑبڑا کر الرٹ ہوئے..

"کسی شریف شہری کو بلا وجہ تنگ کرنے کی سزا جانتے ہیں آپ دونوں..؟؟؟" شاہ ظل کا لہجہ سخت تھا..

"سوری سر ہم نے تو بس ان جناب سے نکاح نامہ دکھانے کی درخواست کی تھی..!" وہ جتنی تمیز سے بات کر رہا تھا شاہ ظل خوب سمجھتا تھا ان مٹھاس لہجوں کو..

"دیکھئے انسپکٹر... کوئی بھی کپل ہر وقت نکاح نامہ جیب میں لے کر نہیں گھومتا.. آپ صرف آئی ڈی

کارڈ چیک کیا کریں.. وہ بھی تمیز کے دائرے میں رہ کر...، اب آپ دونوں جاسکتے ہیں..!" اسکے



کہنے پر وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے منٹوں میں نو دو گیارہ ہوئے تھے۔ زین نے شاہ ظل کا شکریہ ادا کیا جو اسکے ایک میسج کرنے پر ہی فوراً آگیا تھا۔ پھر شاہ ظل ہی انہیں نیازی ہاؤس ڈراپ کر کے گیا تھا۔



شاہ ظل کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہونے تک وہ گیٹ پر ہی کھڑا رہا جبکہ لاروش اندر جا چکی تھی۔ تن فن کرتا وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو اسے الماری میں سرگھسائے کھڑا پایا۔ اسے اطمینان سے سلپنگ ڈریس نکالتے دیکھ وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا اور اسکا بازو دبوج کر اسے بیڈ پر پٹخا۔ اسکی ہڈیاں تک ہل کر رہ گئیں۔

"کیا گھٹیا حرکت تھی یہ...؟؟؟" وہ دھاڑا۔

"کیا حرکت تھی...؟؟" اسنے پر اعتماد دکھائی دینے کی ناکام کوشش کی۔ مگر اگلے ہی پل ایک زور دار تھپڑ نے اسکا سارا اعتماد ہوا کر دیا تھا۔ اسکی دیدہ

دلیری پر زین کا ہاتھ گھوما تھا

اور اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔ وہ اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی۔ دماغ کی چولیس ہل کر رہ گئی تھیں۔

"آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی..؟؟" وہ ہوش میں آتے ہی اس پر جھپٹی تھی۔ زین نے اسکے دونوں ہاتھ مروڑ کر کمر سے لگائے تھے۔ وہ بری طرح مچل کر رہ گئی آنسو تواتر سے گالوں پر پھسل رہے تھے۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی ہوتے ہوئے غیر مردوں کو اپنا آپ دکھانے کی..؟؟" زین کے جلال میں کوئی فرق نہیں آیا تھا ہاں البتہ اسکے گلاب چہرے پر اپنی انگلیوں کے نشان دیکھ کر ملال ضرور ہوا تھا۔

"کیونکہ نہیں رہنا مجھے آپکی بیوی.. طلاق چاہیے مجھے آپ سے.. دے کیوں نہیں دیتے طلاق..؟؟" وہ روتے ہوئے چلائی تھی.. اسکی ایک ہی رٹ پر زین کا دل چاہا ایک اور تھپڑ اسکے دوسرے گال پر مارے۔

"طلاق تو میں تمہیں بالکل نہیں دوں گا.. میں اب بھی یہی کہوں گا کہ اگر اس سے بھی گھٹیا حرکت کر سکتی ہو تو تم تو کرلو، مگر زین نیازی تمہیں خود سے الگ نہیں کرے گا مسز نیازی.. " زین کا انداز حتمی تھا۔ آنکھوں سے خون چھلکنے کو بے تاب تھا۔

"اور نہیں رہنا نہ تمہیں میرے ساتھ...؟؟؟ دور جانا چاہتی ہو ناں مجھ سے..؟؟" لاروش پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکا بھرایا ہوا لہجہ سن رہی تھی.. ایسا لگ رہا تھا جیسے بات کرتے کرتے رو پڑے گا..

"تو نکلو اس کمرے سے.. دفع ہو جاؤ یہاں سے مگر ایک بات کان کھول کر سن لو.. تمہارا نام میری موت ہی مجھ سے جدا کرے گی.. ورنہ ساری زندگی تم لاروش زین نیازی ہی رہو گی...!" انگلی اٹھا کر اسے باور کرواتا وہ ضبط کی آخری حدوں سے گزر رہا تھا..

"اب میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو جاؤ یہاں سے....!!!!!" وہ دھاڑا تھا. لاروش سہم کر پیچھے ہٹی مگر بیڈ سے نہیں اتری. زین بیڈ کی پائینتی بیٹھ کر اپنا سر ہاتھوں میں تھام گیا. پارٹی کا منظر اسکی آنکھوں میں گھوم رہا تھا جب ہر مرد کی نگاہ کا مرکز لاروش کا شعاعیں بکھیرتا بے داغ وجود تھا، جب رات کے اندھیرے میں.. سنسان سڑک پر دو پولیس والے اسے گھور گھور کر اسکا ایکسرا کر رہے تھے.. سوچ سوچ کر دماغ درد ہونے لگا تھا. اسنے جلتی آنکھوں سے بیڈ کے کونے میں سسکتی لاروش کو دیکھا جسکا بے ترتیب حلیہ ایک بار پھر اسے آگ لگا گیا.. وہ مشتعل سا اسکی جانب بڑھا تھا اور اسے بازو سے گھسیٹتا ہوا دروازے تک لایا تھا..



"جہاں جانا چاہو جاسکتی ہو، جب عقل ٹھکانے آجائے تو آجانا واپس.. میں اب تمہارے مزید ترلے بلکل نہیں کرونگا.." اسے کمرے سے باہر دھکیل کر زین نے دروازہ توڑنے والے انداز میں بند کر دیا۔ لاروش کو لگا اسکا دل بند ہو گیا ہے، غصے کی ایک تیز لہر اسکے رگ پہ میں سرایت کر گئی.. وہ پیر پٹختی ہوئی سیدھا بی جان کے کمرے میں گھس گئی.. رات کے ڈیڑھ بجے وہ روتے ہوئے انکے سامنے زین کی شکایات کا پینڈورا باکس کھولے بیٹھی تھی..

اسنے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات انہیں بتادی تھی اور انہیں صاف صاف لفظوں میں بتادیا کہ وہ زین سے طلاق لینا چاہتی ہے، وہ تہجد کی نماز ادا کرنے کے لیے اٹھنے ہی والی تھیں، اسکو یوں روتا دھوتا دیکھ سیدھی ہو بیٹھیں اور اسکی ساری بات سننے کی بعد انکا دماغ شل ہو گیا تھا۔ انہیں حیرت ہوئی کہ اتنا کچھ ہو گزرا اور انہیں کوئی خبر ہی نہیں تھی۔ وہ مسلسل رو رہی تھی اور ایک ہی تکرار تھی کہ مجھے زین کے ساتھ نہیں رہنا۔ بی جان نے تاسف سے اسکی جانب دیکھا..

"وہ صوفے پر میری شال رکھی ہے پہلے وہ اوڑھ لو..!" انہوں نے سختی سے اسے مخاطب کیا۔ لاروش نے شرمندگی سے خود کو ایک نظر دیکھا پھر سوس سوس کرتی اٹھی اور صوفے پر رکھی انکی شال اوڑھ لی۔

"بیٹھو.." اسے بیڈ کے پاس کھڑا دیکھ کر انہوں نے سنجیدگی سے کہا.. وہ چپ چاپ بیٹھ گئی.

"ہاں تو شروع سے بات کرتے ہیں.. تم نے کہا کہ زین نے تم پر شک کیا، اور تین ماہ تم سے غلط سلوک روا رکھا.. کیا ایسا ہی ہے؟؟" انہوں نے اپنا لہجہ نرم رکھنے کی کوشش کی.

"جی.. " لاروش نے اثبات میں سر ہلایا.

"ہوں... تو میری جان تم نے اس دوران کیا کیا..؟؟ کہنے کا مطلب ہے کہ اسنے تو تم پر شک کیا.. کیا تم نے اسکا شک دور کرنے کی کوشش کی..؟؟؟" انہوں نے سنجیدگی سے وہ سوال پوچھا جسکا جواب اسکے پاس نہیں تھا. وہ پلکیں جھپکا کر رہ گئی.

"میں پوچھ رہی ہوں کیا تم نے ایک بار بھی اسے صفائی دینے کی کوشش کی..؟؟" صفیہ بیگم نے اپنا سوال دہرایا.

"جی... جب انہوں نے مجھے رخصتی سے پہلے مغیز کے ساتھ دیکھا تھا اسی دن میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ جو وہ سمجھ رہے ہیں وہ غلط ہے..!" لاروش ایک بار پھر رونے لگی..

"ہوں.. مگر اسنے تمہاری بات نہیں سنی..؟؟"

"نہیں..!!" اسنے جواب دیا.

"شادی کی رات بھی تم سے سختی سے پیش آیا..؟؟"

"جی.. بلکہ شادی کی رات سے لے کر ابھی چند دن پہلے تک وہ میرے ساتھ بہت بری طرح سے پیش آتے رہے ہیں..!!" لاروش کا انداز درد بھرا تھا.

"ٹھیک ہے،... زین نے اپنی روش نہیں بدلی.. تمہیں اگنور کرتا رہا، مگر کیا تم نے اپنی روش اپنائے رکھی..؟؟ کیا تم نے ہر بار اس سے بات کلیئر کرنے کی کوشش کی..؟؟" صفیہ بیگم کے سوال پر اسنے چونک کر انہیں دیکھا.

"میں انہیں بار بار کیوں صفائی دیتی..؟؟ انہیں مجھ پر یقین ہونا چاہیئے..!!" لاروش نے ناراضگی سے کہا. انداز بچگانہ تھا.

"وہ تم پر یقین کیسے کرتا..؟؟ کیا تم نے کبھی یقین دلانے کی کوشش کی..؟؟ اور چلو یقین والی بات کو چھوڑتے ہیں، دوسری بات تم نے یہ کی کہ زین نے تم سے بے رخی برتی ہے، تو میری جان کیا تم نے خود سے اسکی طرف بڑھنے کی کوشش کی ہے..؟؟"



انکے پہ در پہ سوالات پر لاروش کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ دل ڈوبنے لگا۔ انکے چند سوالات نے ہی اسکی بولتی بند کر دی تھی۔

"مم.. میں کیسے بڑھتی انکی طرف، مجھے ان سے ڈر لگتا تھا..!" لاروش نے اپنے تئیں دلیل دی..

"آج یہ بے ہودہ لباس پہنتے ہوئے تمہیں ڈر نہیں لگا اس سے..؟؟" انہوں نے دوبارہ جواب دیا۔ لاروش بے بس ہونے لگی..

"یعنی آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ غلطی میری ہے..؟؟" نم ہوتی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے اسنے بی جان سے پوچھا۔ اسکی بے وقوفی پر انہوں نے افسوس سے سر ہلایا..

"غلطی زین کی ہی تھی، تمہیں اس غلطی کو سدھارنے کی کوشش کرنی چاہیے تھی بیٹا.. مرد کو موم کرنا کچھ مشکل نہیں، بس محبت کا ہتھیار استعمال کرنا پڑتا ہے.. اور کیا تمہیں زین سے محبت نہیں ہے..؟؟" بی جان نے اسکی سرمئی آنکھوں میں جھانکا جہاں پر ناچتی وحشت اور کنفیوژن اعلان کر رہی تھی کہ انکی باتیں اسے حقیقت کا آئینہ دکھا چکی ہیں..

"بولو میری جان.. کیا زین کے بغیر رہ لوگی..؟؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا.. لاروش نے نگاہ چرائی..

"جی رہ لوئگی..!" اسنے آنسو حلق میں اتارے تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے،.. کہاں رہو گی..؟؟" انہوں نے پوچھا۔

"اور کہاں نیچے امی کے پاس ہی رہوں گی..!" اسنے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو کیا ہمیشہ نفیسہ کے پاس ہی رہو گی..؟؟ کیا نفیسہ تمہاری دوسری شادی نہیں کرے گی..؟؟" صفیہ بیگم زیر لب مسکرائیں۔

"وہ کریں یا نہ کریں.. مجھے اب شادی نہیں کرنی.. میں ساری زندگی امی کے پاس ہی رہوئگی..!" اسکی پلاننگ بہت آگے تک کی تھی.. بی جان مسکراتی رہیں۔

"یعنی تم نے اپنے بارے میں سوچ لیا ہے،" انہوں نے سنجیدہ انداز اپنایا۔

"جی بالکل..!" کہہ کر اسنے انکی جانب دیکھا۔

"ٹھیک ہے، تم نے اپنے بارے میں سوچ لیا ہے ناں.. تو ایک بار زین کے بارے میں

بھی سوچ لو میری جان،، کیونکہ اسکی دوسری شادی تو میں ضرور کروئگی.. تم اچھے سے

سوچ لو کہ پھر کیا کروگی تم... کیا زین کو کسی اور کے ساتھ برداشت کر لوگی.. اسی گھر

میں؟؟ اپنی آنکھوں کے سامنے..؟؟" انہوں نے تاک کر وار کیا تھا لاروش کے لیے

آنسو روکنا محال ہو گیا.. اسنے شکایتی نظروں سے انہیں دیکھا پھر بری طرح سسکنے لگی.. صفیہ بیگم نے اسے گلے لگا لیا.. وہ اور شدت سے رو دی.

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں.. آپ انکی دوسری شادی نہیں کروا سکتیں،" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی..

"جب تم اپنے ساتھ ظلم کرنے پر تلی ہو تو کوئی اور کیا کرے..؟؟ شادی گڈے گڑیا کا کھیل نہیں ہوتی.. بہت مضبوط رشتہ ہوتا ہے جسے اوپر آسمانوں پر بیٹھا رب جوڑتا ہے.. اسے بدگمانی اور غلط فہمیوں کے دھندلکے میں خراب مت کرو بیٹا.. زین کی غلطی میں تم نے اسکا بھرپور ساتھ دیا ہے.. اور اب جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو ہی گیا تھا اور تم سے بارہا معافی بھی مانگ چکا ہے تو تم نے اسے پھر سے خود سے بدگمان کر دیا..؟؟" صفیہ بیگم نے اسے محبت سے سمجھانے کی کوشش کی.. وہ شرم سے نگاہ نہ اٹھا پائی.

"تم اور تمہاری خوبصورتی پر صرف تمہارے شوہر کا حق ہے.. اور یہ جس لباس میں تم اس وقت میرے سامنے بیٹھی ہو یہ میرے لیے بھی قابل اعتراض ہے جبکہ تم اسکی آنکھوں کے سامنے آج کئی غیر مردوں کی نگاہوں کو خیرہ کر کے آرہی ہو اور اپنی غلطی



## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](http://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

ماننے کی بجائے الٹا اپنی ضد پر قائم ہو..؟؟ اسکا تم سے خفا ہونا تو بنتا ہے ناں..؟؟" صفیہ بیگم نے زرا خفگی سے اسکی طرف دیکھا۔ وہ انگلیاں چٹخانے لگی..

"تو اب کیا کروں بی جان..؟؟" وہ فوری طور پر لائن پر آئی تھی۔

"وہ تو مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہو چکے ہیں.. پہلے تو محض غلط فہمی کی بنیاد پر انہوں نے مجھ سے تین ماہ تک منہ بنائے رکھا اور اب تو پھر بھی میری غلطی ہے.. اب تو وہ بالکل نہیں مانیں گے..!" وہ بے بسی سے رودی۔ صفیہ بیگم نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھپتھپایا۔

"ابھی زخم تازہ ہے.. اسے وقت پر ہی بھر دو.. جاؤ اور جا کر اسے منالو.. اور اس بار ہمت مت ہارنا.. وہ جو کہے چپ چاپ سن لینا، مگر ہر صورت اسے راضی کرلو.. جاؤ شاباش..!" انہوں نے اسے حل بتایا۔

"اب تک تو وہ سو بھی چکے ہونگے بی جانی.. وہ بہت غصے میں تھے.. مجھ سے نہیں منایا جائے گا انکو..!" وہ معصومیت سے بولی۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ جاگ رہا ہوگا.. تمہارے بنا سو نہیں پائے گا وہ لاڈلی.. بلکہ تمہارا منتظر ہوگا کہ تم آؤ اور اسے مناؤ.. اسکی غلط فہمیاں دور کر دو.. جاؤ میری جان مزید دیر مت کرو..!" صفیہ بیگم نے اسے حوصلہ دیا۔

"آپ... آپ ان سے بات کر لیں میری طرف سے، پلیز بی جان..!" اسنے التجا کی..  
صفیہ بیگم نے خفگی سے اسے گھورا.

"لاروش.....!" تنبیہ کی گئی تھی. وہ شال لپیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی. ایک بار مڑ کر انکی جانب  
دیکھا اور پھر کمرے سے باہر نکل آئی.. لاؤنج سنسان پڑا تھا.

قدموں کو مضبوطی سے زمین پر جماتے ہوئے وہ اپنے بیڈروم کے دروازے تک آئی تھی  
پھر ہمت کر کے دروازے پر دستک دی تھی.

پہلی...

دوسری...

تیسری...

چوتھی دستک دیتے ہوئے وہ روپڑی..

"زین..!" اسنے اسے پکارا تھا.

دروازہ ہنوز بند تھا..



وہ بے بسی سے رونے لگی تبھی دروازہ کھل گیا تھا۔ سامنے ہی وہ بکھرا بکھرا سا کھڑا تھا۔  
سوچی ہوئی سرخ آنکھیں مسلسل رونے کی غمازی کر رہی تھیں۔

لال سرخ چہرہ، بکھرے بال۔ اسکی بکھری حالت دیکھ کر لاروش تڑپ کر رہ گئی۔  
"زین۔۔!" اسکے لب پھڑپھڑائے تھے۔

دروازہ کھلا چھوڑ کر وہ پلٹا تھا اور چلتا ہوا جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ لاروش سرعت سے آگے  
بڑھی تھی اور اسکے قدموں میں آ بیٹھی۔

"ایم سوری زین۔۔، مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔!" زین نے حیرت سے سرخ آنکھیں اسکے  
گلابی چہرے پر ٹکائیں۔

"کس بات کی معافی۔۔؟؟ گناہگار تو میں ہوں۔۔ تکلیف تو میں نے دی ہے تمہیں۔۔ تم  
کیوں جھک رہی ہو۔۔؟؟" آواز حد سے زیادہ بھاری ہو رہی تھی۔ لاروش کا دل کٹ کر رہ  
گیا۔

"زین پلیز۔۔ یوں اجنبیت نہ دکھائیں۔۔ غلطی ہو گئی مجھ سے پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔!"  
لاروش نے اسکے بھاری ہاتھ اپنے نازک ہاتھوں میں لیے۔

"جانتی ہو مجھے تکلیف کس بات کی ہے..؟؟" زین نے زرا جھک کر اسکی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

لاروش نے محبت سے اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھا جہاں تکلیف ہی تکلیف تھی..

"مجھے تکلیف اس بات کی ہے لاروش نیازی کے تم نے واپس آنے میں پورے تہتر منٹ لیے ہیں، اور بخدا اگر تم واپس آنے میں صبح کر دیتیں تو میرا دل بند ہو جاتا..!" اسے شانوں سے تھام کر زین نے کھڑا کیا تھا اور خود بھی کھڑا ہو گیا۔ لاروش نے اسکی محبت کی انتہا پر حیرت سے اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھا۔

"تمہیں اس روم سے نکالنے کے بعد میں ہر تکلیف بھول گیا لاروش.. تمہاری بد تمیزیاں.. تلخ کلامیاں اور آج رات جو تم نے یہ بے حجابی کی ناں... بخدا میں سب کچھ بھول گیا، اُن سب تکلیفوں سے بڑھ کر بس ایک ہی تکلیف تھی جو ان تہتر منٹوں میں، میں نے شدت سے محسوس کی.. وہ تھی تم سے دوری کی تکلیف.. بہت زیادہ تھی یار.. بہت زیادہ تھی، سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ تمہارے بغیر اس کمرے میں کیسے رہوں گا.. سانس گھٹ رہا تھا لاروش.. آنکھیں جل رہی تھیں یار.. آئندہ میں جو بھی کہہ دوں تم مجھ سے دور مت جانا پلیز..!" اسے سینے سے لگاتے ہوئے وہ بے بسی سے بولا..

اسکا بھرایا ہوا بھاری لہجہ لاروش کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک رہا تھا۔

"زین پلینز.. مجھے شرمندہ مت کریں..!" وہ روتے ہوئے آہستگی سے اس سے الگ ہوئی تھی۔

"تم نے مجھے معاف کر دیا..؟؟" اسکے صبح چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر وہ محبت سے پوچھ رہا تھا.. لاروش نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ زین نے نرمی سے اسکے آنسو صاف کیے۔

"تم میرے لیے بے حد ضروری ہو لاروش.."

اتنی ہی جتنی آنکھوں کے لیے بصارت... کانوں کے لیے سماعت...

دل کے لیے دھڑکن..

اور جینے کے لیے سانسیں.. تم دور ہوتی ہو تو رگوں میں دوڑتا خون منجمد ہونے لگتا ہے

زندگی.. مجھے پھر سے مت آزمانا پلینز... مجھے چھوڑنے کی بات کبھی مت کرنا.. آئی کانٹ

لیو وداؤٹ یو..!" اسے خود میں سموتے ہوئے وہ سارے اعتراف کر رہا تھا۔

"میں بھی آپ سے بہت محبت کرتی ہوں زین.. پتہ نہیں کیسے کم ظرفی کا مظاہرہ کر

بیٹھی.. یا گل ہو گئی تھی جو آپ سے دور جانے کا سوچ بیٹھی.. آپ بھی مجھے معاف کر دیں



زین.. آئندہ بھی آپکو ہرٹ نہیں کرونگی۔" سسکتے ہوئے اسنے بھی اعتراف محبت کھول کر دیا۔

زین کے اندر ڈھیروں ڈھیر اطمینان اترنے لگا۔

"ڈونٹ سے سوری زین کی جان.. تم بہت اچھی ہو، اور جتنی اچھی ہو اس سے بھی زیادہ مجھے اچھی لگتی ہو.. میں نے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا اس کے لئے ساری زندگی افسوس رہے گا مجھے.. اور جس طرح تم نے مجھے معاف کر دیا اسکے لیے تا عمر تمہارا شکر گزار رہوں گا زندگی.. " کہہ کر زین نے محبت سے اسکی پیشانی چوم لی.. وہ کھل کر مسکرائی..

"میرا تم سے وعدہ ہے کہ اب کبھی اپنی جان کو تکلیف نہیں دوں گا.. ہمارے درمیان کبھی کسی کو نہیں آنے دوں گا بس تم میرا ساتھ دینا.. بتاؤ دوگی میرا ساتھ..؟؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا..

لاروش نے اثبات میں سر ہلایا.. زین کھل کر مسکرا دیا۔

"ایک وعدہ میں بھی کرتی ہوں زین.. جو بھی ہو جائے کبھی بھی آپکو چھوڑنے کی بات نہیں کرونگی..!" اسکی سیاہ روشن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بولی تھی۔

زین کے اندر ڈھیروں اطمینان اتر گیا..

لاروش نے پر سکون ہو کر اسکے کندھے پر سر ٹکا لیا..



"زین اب اٹھ بھی جائیں آج آپکو آفس سے جلدی واپس آنا ہے..!" اسکے منہ پر سے کبیل ہٹاتے ہوئے وہ چلائی تھی.. مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا..

"زین اٹھ جائیں ناں..!" لاروش نے پیار سے اسکے بال سنوارے.. جانتی تھی کہ وہ جاگ رہا ہے..

"اوں ہوں.. آنکھیں نہیں کھل رہیں یار..!" وہ آنکھیں بند کیے بولا تھا.

لاروش کے لب مسکرائے تھے. پھر وہ جھکی تھی اور زین کی خوبصورت گھنی بھنووؤں کے ملاپ پر پیشانی کے پچوں بیچ اپنے لب رکھ دیے..! زین نے فوراً آنکھیں کھول دیں..

"یہ ہوئی نہ بات..!" وہ دلکشی سے مسکرایا.. لاروش کھکھلائی.

"چلیں اب جلدی سے فریش ہو جائیں میں ناشتا بنا رہی ہوں آپکے لیے..!" وہ کہہ کر

تیزی سے پلٹی.. زین نے فوراً اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے حصار میں لیا..

"تم اب زیادہ سے زیادہ آرام کیا کرو زندگی.. مجھے اچھا نہیں لگتا کہ تم اس حالت میں میرے لیے کبھی ناشتا بناتی ہو تو کبھی کپڑے پریس کرتی ہو اور کبھی کچھ.. کبھی کچھ.. مت کیا کرو اتنے کام..!" لبوں سے اوپر سیاہ تل کو چھوتے ہوئے وہ محبت سے بولا.. اسکا بے فریبی مائل سراپا دیکھتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا..

"مگر مجھے آپکے کام کرنا اچھا لگتا ہے زین..!" وہ نرمی سے بولی..

"اور مجھے تمہارا یہ تل اچھا لگتا ہے یار..!" اسکے سیاہ تل کو چھوتے ہوئے وہ سب بھول رہا تھا.. وہ قہقہہ لگا کر ہنس دی..

"ہنس لو تم.. مگر یہ تو میں اور میرا رب ہی جانتا ہے کہ تمہارے اس تل نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا ظالمہ..!" وہ آہ بھر کر بولا..

لاروش مسلسل ہنستے ہوئے اسکی طرف دیکھ رہی تھی..

"اچھا اب جائیں بھی..!" اسے واش روم کی طرف دھکیلتے ہوئے وہ بولی تھی..

"بہت ہی ظالم ہو یار... مجال ہے جو کبھی رومینٹک موڈ برقرار رہنے دے یہ لڑکی..!" وہ منہ بسورتے ہوئے واش روم میں گھس گیا تھا..

لاروش کھکھلاتے ہوئے کچن میں چلی آئی..



آج شام مریم کی بارات تھی اور اسی لیے آج زین نے جلدی واپس آنا تھا..

لاروش اور زین کی زندگی کچھ مشکلات کے بعد اب مکمل طور پر سکون سے گزر رہی تھی کیونکہ لاروش جان چکی تھی کہ مرد کو معاف کر دینے والی عورت کمزور نہیں ہوتی بلکہ حقیقتاً وہ ہی عورت مضبوط ہوتی ہے جو اپنا ظرف وسیع رکھ کر اپنے گھر کو ٹوٹنے سے بچا لیتی ہے..

اب زندگی سہل تھی کیونکہ لاروش نے بھی اپنا ظرف وسیع کر لیا تھا.

\*\*\*\*\*

**The End**